یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
(اقبال)

تذکرہ رئیس المجودین

الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف و ترتیب از
ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروری مجددی

نظر ثانی و تصحیح از
پروفیسر شہاب الدین ثاقب قریشی

ناشر
انٹرنیشنل جماعۃ القراء والحفاظ پاکستان رجسٹرڈ

Marfat.com

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (الحدیث)

تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن (اقبال)

تذکرہ رئیس المجوّدین

الحاج قاری محمّد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف و ترتیب از
ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی

نظر ثانی و تصحیح از
پروفیسر شہاب الدین ثاقب قریشی

ناشر
انٹرنیشنل جماعت القراء والحفاظ پاکستان (رجسٹرڈ)
بتعاون المجدد قرآن اکیڈمی پاکستان (ٹرسٹ نمبر ۳۴۰)
مکان نمبر ۲/۵۹ گلی نمبر ۲ سرفراز کالونی، حیدرآباد (سندھ)
Ph: 022-3882036- 0307-3535538

Marfat.com

تمام اختیارات نشرواشاعت بحق مؤلف ومرتب کتاب ہذا محفوظ ہیں

نام کتاب: تذکرہ رئیس المجودین الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ومرتب: ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی

چیئرمین انٹرنیشنل جماعۃ القراء والحفاظ پاکستان (رجسٹرڈ)

نظر ثانی: پروفیسر شہاب الدین ثاقبؔ قریشی

صدر ''بزم فروغ ادب حیدرآباد'' (رجسٹرڈ)

ناشر: انٹرنیشنل جماعۃ القراء والحفاظ پاکستان (رجسٹرڈ)

بتعاون المجدد قرآن اکیڈمی پاکستان (ٹرسٹ نمبر ۳۴۰)

مکان نمبر ۵۹ / ۲، گلی نمبر ۲، سرفراز کالونی، حیدرآباد (سندھ)

سال اشاعت: اکتوبر 2008ء

ہدیہ:

(کتاب ملنے کے پتے)

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ 042-7247350-7221953

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی۔ 021-2212011-2630411

☆ مکتبہ جمال کرم، داتا دربار مارکیٹ لاہور، فون: 042-7324948

☆ المجدد قرآن اکیڈمی پاکستان

مکان نمبر ۵۹ / ۲، گلی نمبر ۲، سرفراز کالونی، حیدرآباد (سندھ)

☆ سروبہ ہاؤس ۲۳-۷، بوری کمپاؤنڈز درینجرز ہیڈکوارٹر، حالی روڈ حیدرآباد سندھ

☆ مکتبہ نورانی، مسجد گلزار مدینہ لوئیش موریشس (افریقہ)

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس تالیف لطیف کو عالم اسلام کے تمام
مجودین، قراء اور حفاظ کے نام کرتا ہوں

خادم القرآن
(ڈاکٹر) قاری محمد سلیمان اعوان سَرو بہ
مؤلف و مرتب (کتاب ہذا)

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

باب اوّل: (ابتدائی تعارفی مضامین)

۱۔ پیش لفظ از مرتب.........ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ 3

۲۔ اظہار تشکر از مرتب.........ایضاً 17

۳۔ تقدیم.........جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی) 20

۴۔ تقریظ.........حضرت علامہ ارشد محمود اعوان سودھی بالا خوشاب (پنجاب) 38

۵ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی (از مہد تا لحد) پروفیسر ثاقب قریشی (صدر بزم فروغ ادب، حیدر آباد) 41

۶۔ میرے والد گرامی، میرے مربی جناب چوہدری آفتاب احمد آرائیں (کراچی) 55

۷۔ اُستاد مکرم کی شخصیت اپنے افکار و کردار کے آئینے میں (ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ) 60

۸۔ شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت قاری محمد رفیق اشرفی (ماریشس، ساؤتھ افریقہ) 76

۹۔ میرے اُستاذ میرا افتخار.........حضرت قاری کمال الدین نقشبندی (حیدر آباد) 89

باب دوم: (مشاہیرِ ملّت کے مضامین)

۱۔ قاریوں کے بادشاہ.....حضرت علامہ مولانا سیّد محمد علی رضوی (سابق ممبر قومی اسمبلی، حیدر آباد) 94

۲۔ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی میری نظر میں.....حضرت قاری محمد شاہد لکھنوی (ٹنڈو محمد خان) 101

۳۔ حضرت قاری محمد طفیل امرتسری رحمۃ اللہ علیہ.....پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایڈیٹر "جہانِ رضا" لاہور) 107

۴۔ شیخ القراء، حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی..... جناب محمد منشا تابش قصوری (مریدکے) 111

۵۔ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ.....حضرت قاری غلام رسول لاہوری (لاہور) 116

۶۔ شیخ القراء قاری حافظ محمد طفیل صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ ...... مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی (ٹھٹھہ سندھ) 119
۷۔ چند یادیں ...... حضرت مفتی احمد میاں برکاتی (حیدرآباد) 122
۸۔ اہل سنت و جماعت کی عظیم ہستی ...... علامہ مفتی عبدالرشید قادری رضوی چشتی (ٹنڈوآدم سندھ) 125
۹۔ اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ...... مولانا محی الدین تحی انصاری (حیدرآباد) 129

باب سوم: (شاگردانِ رشید کے مضامین)

۱۔ عبقری شخصیت ...... حضرت سید منور علی جیلانی قادری (کراچی) 134
۲۔ اُستاذ قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ...... قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی (کراچی) 138
۳۔ رئیس القراء والحفاظ اُستاذ قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ...... قاری غلام رسول قادری (ملتان) 146
۴۔ شاطبی وقت، اُستاذی قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ...... قاری محمد بخش الازہری (کراچی) 148
۵۔ ہدیۂ عقیدت ...... حضرت قاری محمد غلام رسول قادری نقشبندی (فیصل آباد) 153
۶۔ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں اور باتیں ...... فقیر عبدالوہاب چانڈیو سکندری (حیدرآباد) 156
۷۔ دنیائے قرأت کے بادشاہ ...... حضرت مولانا محمد یعقوب قادری ایڈوکیٹ (نواب شاہ) 161
۸۔ فنِ تجوید و قرأت کے بادشاہ ...... صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر (صدر جمعیت علمائے پاکستان) 165
۹۔ قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی ...... الحاج قاری محمد بشیر مدنی (سعودی عرب) 171
۱۰۔ میرے اُستاد قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی ...... میاں محمد ریاض ''راجو'' نقشبندی (لاہور) 178
۱۱۔ عالم اسلام کے جید عالم تجوید و قرأت ...... قاری محمد عبدالرحیم نقشبندی مجددی (شہداد پور سندھ) 186
۱۲۔ شیخ القراء محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ...... حضرت قاری محمد شریف خان نقشبندی (حیدرآباد) 190
۱۳۔ اُستاذ القراء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ...... قاری نورالحسن چشتی اعوان (حیدرآباد) 198
۱۴۔ برصغیر کے لاجواب قاری ...... قاری محمد رمضان چشتی المعروف بہ ملنگ بابا (حیدرآباد) 202
۱۵۔ میرے مہربان اُستاد ...... حضرت علامہ قاری عبدالرشید اعوان (حیدرآباد) 204
۱۶۔ قاری المقری حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی ...... قاری منیر احمد آرائیں قادری چشتی (حیدرآباد) 207
۱۷۔ ہندو پاک کے بے بدل قاری ...... حضرت علامہ احمد خان سیالوی (حیدرآباد) 210

Marfat.com

۱۸۔ امام القراء حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت قاری محمد ایوب اشرفی (حیدر آباد) 212

۱۹۔ قراء کا بادشاہ' قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت قاری عبدالعزیز نقشبندی (حیدر آباد) 216

۲۰۔ اُستاد محترم حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ...... الحاج حضرت قاری غلام رسول چشتی (حیدر آباد) 220

۲۱۔ آسمان قراءت کے ستاروں کو بخشی روشنی جس نے...... محمد اجمل منصور (جہلم) 225

باب چہارم: (مختصر تاثرات)

۱۔ تاثرات از۔ حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی سابق MPA (کراچی) 234

۲۔ تاثرات از۔ جناب سیّد محمد عظمت علی نوری (کراچی) 235

۳۔ تاثرات از۔ حضرت قاری عبدالستار معصومی (حیدر آباد) 236

۴۔ تاثرات از۔ حضرت مفتی محمد عبداللطیف (لاہور) 237

باب پنجم: (قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مطبوعہ ذکرِ جمیل)

۱۔ ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' لاہور...... جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر) 239

۲۔ عظمتوں کے پاسباں...... حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (مصنف) 241

۳۔ حیاتِ شیخ التجوید والقراءت...... جناب قاری محمد فداء اللہ الکندوی (مؤلف ومرتب) 242

۴۔ سوانح حضرۃ قاری محمد شریف...... جناب قاری محمد تقی الاسلام دہلوی (مرتب) 245

۵۔ سوانح حضرۃ قاری محمد مالک...................... ایضاً 245

۶۔ ھوالقادر' سیّدی ضیاء الدین احمد القادری' جلد دوم...... عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادر ضیائی (مؤلف) 246

باب ششم: (مرتب کے نام چند خطوط)

۱۔ تابش قصوری از لاہور 249

۲۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی از لاہور 249

۳۔ قاری محمد عبدالرحیم نقشبندی مجددی از شہداد پور 250

۴۔ قاری غلام رسول قادری از ملتان 250

Marfat.com

۵۔محمد منشا تابش قصوری از مرید کے شیخوپورہ 251

۶۔میاں جمیل احمد نقشبندی از شرق پور 252

۷۔پروفیسر خان گل خان از آزاد کشمیر 253

256

265

باب ھفتم: (چند تلامذہ (مضامین))

۱۔ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ...... پروفیسر ثاقب قریشی 268

۲۔حضرت قاری محمد رفیق اشرفی......ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ 271

۳۔حضرت قاری محمد بخش الازہری......حضرت قاری عبدالقیوم محمود 280

۴۔اُستاذ القراء قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی ماخوذ از کتاب "ذکر لطیف" (ابوعمار محمد محبت خان کوہاٹی) 288

۵۔زینت القراء حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایضاً 292

۶۔زینت القراء قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی ایضاً 298

۷۔خیر القراء قاری خیر محمد چشتی الازہری مہاروی ایضاً 304

۸۔اُستاذ الحفاظ حافظ قاری محمد عبداللطیف امجد رحمۃ اللہ علیہ ایضاً 314

۹۔نجم القراء قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان گولڑوی......ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ 316

ایضاً...................... ڈاکٹر صاحب زادہ عزیر محمود الازہری 318

باب ھشتم: (مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کی بابت)

۱۔تعارف "مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ" اسٹیشن روڈ' حیدرآباد......رئیس المجودین کی ایک یادگار تحریری تقریر 322

۲۔تاثرات از۔حضرت عرفان احمد امتیازی صاحب 329

۳۔تاثرات از۔حضرت پیر صبغت اللہ شاہ صاحب ایرانی 331

۴۔تاثرات از۔جناب مرزا نجیب اللہ بیگ صاحب بھاولپوری 332

۵۔جلسہ حسن قرأت و تقسیم اسناد میں افتتاحی تقریر......رئیس المجودین کی ایک اور یادگار تحریری تقریر 334

۶۔ جلسہ حسن قرأت کی رُوداداز: حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ 334
۷۔ جلسے میں سرپرست اعلیٰ کے تاثرات...... جناب ایس ایم وسیم صاحب (سابق ڈی سی) 336
۸۔ نصرت ہال کے سنگ بنیاد کی تقریب......رپورٹ از: حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ 338
۹۔ سابق فارغ شدہ مدرسہ کے طلباء کی فہرستیں......مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے حاصل کردہ 344

باب نہم: (قاری صاحب کی مکاتیب)

۱۔ قاری صاحب کے نام بہترا جمیری کا مکتوب 365
۲۔ قاری صاحب کا جوابی مکتوب ترتیب وار 365
۳۔ ناظم رکن الاسلام کو قاری صاحب کا شکایتی مراسلہ 367
۴۔ ناظم رکن الاسلام سے قاری صاحب کی التماس درگزر 368
۵۔ ناظم رکن الاسلام کو قاری صاحب کی اطلاعی عرضی 368
۶۔ ناظم رکن الاسلام کو درخواست برائے رخصت 369
۷۔ مہتمم رکن الاسلام کے حضور قاری صاحب کی خصوصی التماس 370
۸۔ ناظم رکن الاسلام کو ایک اور اطلاعی عرضی 371
۹۔ ناظم رکن الاسلام کو مدرسین کی مشترکہ درخواست 371
۱۰۔ ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 372
۱۱۔ لاہور جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 373
۱۲۔ سرگودھا جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 373
۱۳۔ ملتان و بہاول پور جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 374
۱۴۔ ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رخصت 375
۱۵۔ قاری صاحب کا جامعہ میں حاضر نہ ہونے کا اظہار وجوہ 375
۱۶۔ مہتمم رکن الاسلام کو توجہ طلب مکتوب 376

Marfat.com

۱۷۔قاری صاحب کے مکتوب کے جواب میں مفتی صاحب کی تحریر 377

۱۸۔مفتی صاحب کی تحریر کے جواب میں قاری صاحب کی تحریر 377

۱۹۔مفتی صاحب کے نام قاری صاحب کا ایک اہم مکتوب 378

۲۰۔ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 379

۲۱۔وہاڑی جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت 379

باب دہم: (نادر اشیاء اور تصاویر)

۱۔ایک اشتہار کا عکس

۲۔قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خوش نویسی کے دو نادر نمونے

۳۔قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابت کے نمونے

۴۔قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی خوش نویسی کا نمونہ اسناد

Marfat.com

باب اوّل

ابتدائی تعارفی مضامین

Marfat.com

پیش لفظ

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک الخیر الخلق کلھم

(امام بوصیری)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو عالمین کا پالنہار ہے اور اس کائنات کا وہ رب خود جس ہستی کی تعریف کرتا ہے' اُس کا نام محمد ﷺ ہے۔

نہ ابتداء کوئی تیری نہ انتہا تیری
ہے ذات حد تعین سے ماورا تیری
کوئی بھی کام ہو ناکام ہی وہ رہتا ہے
وہ کام جس میں کہ شامل نہ ہو رضا تیری

(خالد محمود خالد نقشبندی)

دو بڑی اور اہم باتوں نے مجھے اپنے استاد مکرم امام القراء' شاطبی وقت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق یہ کتاب لکھوانے میں اہم کردار ادا کیا اور میری توجہ کو اس تذکرے کی جانب مرکوز کر دیا اُن دو باتوں میں سے پہلی تو یہ ہے کہ دنیائے اہل سنت کے عظیم مفکر اور مفسر قرآن حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب ''عظمتوں کے پاسبان'' میں میرے اُستاد سے متعلق مضمون کے آخری صفحہ پر حاشیہ میں یہ تحریر فرمایا کہ:

''یہ حالات خود قاری صاحب نے بیان فرمائے جب وہ ۱۹۸۴ء میں

Marfat.com

تنظیم المدارس کے اجلاس میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تشریف لائے۔ کچھ حالات ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو راقم کے نام مکتوب میں تحریر فرمائے قاری صاحب کے شیدائی شاگرد قاری محمد سلیمان اعوان حیدرآباد کے مقالہ سے بھی کچھ باتیں اخذ کی گئی ہیں۔ ۱۲ اشرف قادری۔

بس پھر کیا تھا؟ میرے ذہن و دل نے لفظ ''شیدائی شاگرد'' پر مجھے مسرت سے ہمکنار کر دیا اور بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔ ''اب تو اُستاد محترم کی ذات بابرکات کے لیے سچا شیدائی بن کر دکھانا ہی پڑے گا۔''

دوسری اہم بات یہ تھی کہ داتا کی نگری' لاہور کے اردو بازار میں کچھ قراء حضرات کے تذکرے لے کر پڑھنے کا اتفاق ہوا جن میں ضمنی طور پر میرے استاد مکرم کے بارے میں تحریر تھا کہ

''قاری محمد طفیل نقشبندی عظیم الجثہ شخص تھے۔ بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے۔ مسجد وزیر خان لاہور میں پڑھاتے تھے۔ اُن کی آواز بہت بلند تھی۔ خوش نویس اور خطاط بھی تھے۔ لاہور سے حیدرآباد سندھ چلے گئے تھے پھر اس کے بعد معلوم نہیں وہ کہاں گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے جملے پڑھ کر دل کو جہاں خوشی محسوس ہوئی وہیں پر اس بات کا قلق بھی ہوا کہ اس طرح تو میرے اُستاد مکرم عالم گمنامی میں چلے جائیں گے اگرچہ اُن کا نام بحیثیت قاری زندہ رہے گا مگر اُن کے حالات وواقعات اور اُن کی منفرد خصوصیات منظر عام پر نہ آنے سے لوگ انہیں فراموش کر دیں گے۔

بس ان ہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ان کا تذکرہ مرتب کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا اور اس مقصد عظیم کو پورا کرنے کے لیے دن رات ایک کر دیے میں نے اپنے استاد کے ہم عصر مشاہیر ملت اسلامیہ' آپ کے قابل فخر

Marfat.com

شاگردان رشید اور آپ کے خاندان کے افراد سے رابطے کیے اور اس سلسلے میں ملک کے مختلف شہروں کے سفر بھی کیے۔ نتیجہ کے طور پر حضرت امام القراء کے متعلق مضامین ''اظہارِ خیال' تاثرات کی صورت میں اچھا خاصہ مواد جمع کر لیا۔ یہ سب خدا کی مہربانی، سرکار ابد قرار ﷺ کی نگاہِ کرم اور استاد مکرم کی اُن دعاؤں کی وجہ سے ممکن ہو سکا جو آپ نے حرمین شریفین میں مقدس مقامات پر عصر تا مغرب فرمائی تھیں۔

اُستادِ محترم کے بہت سے احباب نے میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے مجھ سے بھرپور تعاون فرمایا اور اُن کے بارے میں معلومات فراہم کیں یا پھر مضامین لکھے' میں اُن کی اس معاونت پر ممنون ہوں مگر اس کے ساتھ ساتھ میرے کچھ کرم فرماؤں نے ایفائے عہد کی جو خلاف ورزی کی، اگر اُس کی داستان بیان کرنے لگوں تو مزید ایک اور کتاب بن جائے۔ ناروے، کینیڈا، ہالینڈ، ماریشس اور پاکستان کے رہنے والے چند احباب میں سے کسی نے فرمایا کہ ''بس قاری صاحب کے حالات آج ہی روانہ کر رہے ہیں۔'' کسی نے کہا کہ بس' مقالہ کل پہنچ جائے گا' ابھی ہم مصروف ہیں ناروے سے اطلاع آئی کہ ہم استاد محترم کے بارے میں تحریر کر رہے ہیں پھر اسے فیکس کر دیں گے۔'' کتاب تیار ہو گئی مگر فیکس ۱۹۷۱ء کے امریکی بحری بیڑے کی مثل نہ آنا تھا' نہ آیا کینیڈا کے میرے محبت مکرم نے فرمایا کہ ''بیگم کا سوگ ہے'' پھر کہا ''چہلم ہے'' پھر کہا ''پاکستان آ رہا ہوں'' وغیرہ وغیرہ ٹیلی فون' خطوط اور پیغامات آتے جاتے رہے۔ یہ بھی اُن کی مہربانی ہے چوں کہ مجھے تو اپنے استاد محترم سے اپنے والدین سے بھی بڑھ کر محبت تھی اور ہے۔ شہداد پور سندھ سے اطلاع ملی کہ آرائیوں کے بارے میں کتاب لکھی جا رہی ہے جس میں اُستاد محترم کا ذکر بھی ہے کیوں کہ آپ ارائیں برادری

سے تعلق رکھتے تھے کتاب تلاش کی مگر نہ ملی۔ کچھ استاد بھائی حج کی سعادت حاصل کرنے تشریف لے گئے لہٰذا اس وجہ سے بھی دیر ہوتی رہی۔ بہر حال میں نے ہمت نہ ہاری اور میسر مواد کو ترتیب دے کر کتاب تیار کر لی۔

استاد مکرم سے متعلق اس کتاب کو ابواب میں تقسیم کر کے ترتیب دیا گیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

باب اوّل: ابتدائی تعارفی مضامین

باب دوم: مشاہیر ملت کے مضامین' جو استاد محترم کے ہم عصر حضرات نے لکھے ہیں۔

باب سوم: شاگردان رشید کے مضامین جو استاد مکرم کے شاگردوں نے تحریر کئے ہیں۔

باب چہارم: تاثرات پر مشتمل ہے جو بعض حاضرات نے اُستاد کے بارے میں دیے ہیں۔

باب پنجم: قاری صاحب کے ایسے تذکروں کا باب ہے جو مختلف کتابوں میں شائع ہو چکا ہے۔

باب ششم: میرے نام چند خطوط سے حوالے سے ہے ان خطوط میں بھی قاری صاحب کا تذکرہ ہے۔

باب ہفتم: چند تلامذہ کے عنوان سے ہے جس میں اُستاد مکرم کے چند اہم شاگردوں کا ذکر ہے۔

باب ہشتم: مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے حوالے سے ہے جس میں خود اُستاد کی تحریر اور دیگر لوگوں کے تاثرات مدرسے سے متعلق ہیں۔

باب نہم: اس میں اُستاد محترم کی تحریر کے نمونے دیے گئے ہیں جبکہ

Marfat.com

باب دہم: حضرت سے متعلق نوادرات پر رکھا گیا ہے۔

یہ کتاب بحیثیت مجموعی حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی کا تعارف و تذکرہ ہے مگر اس کے ساتھ اُن کے کچھ شاگردوں کا ذکرِ خیر بھی ضمنی طور پر آ گیا ہے جس سے قارئین کو اندازہ ہوگا کہ حضرت استاد مکرم خود اپنی ذات میں کیسی انجمن اور ادارہ تھے اور جس کا فیضان اُن کے وفات کے بعد بھی جاری و ساری ہے کیوں کہ حضرت کے لاکھوں شاگرد قرأ اور مجددین کی صورت میں کراچی تا پشاور اور ایشیا تا یورپ شب و روز قرآن حکیم کی خدمت میں مصروف ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''بندہ دنیا سے چلا جاتا ہے مگر تحریر کردہ یادیں زندہ و تابندہ رہتی ہیں۔'' لہٰذا خادم القرآن کی یہ سعی و کاوش بھی زندہ رہے گی جو حضرات اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں اُن سے میری خصوصی گزارش ہے کہ وہ میرے اُستاد کے درجات کی بلندی کے لیے اور خود میرے لیے بھی دُعائے خیر فرمائیں۔ رب کریم بطفیل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے فیوض و برکات میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم واصحابہ اجمعین

خادم القرآن قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی (مرتب)
چیئرمین انٹرنیشنل جماعت القراء خادم المجدد قرآن اکیڈمی پاکستان (ٹرسٹ)
والحفاظ حیدر آباد (پاکستان) سروبہ ہاؤس نمبر ۲۳۷، بوری کمپاؤنڈ
حالی روڈ حیدر آباد سندھ
Mob: 0307-3535538

Marfat.com

اظہار تشکر

ثم الرضا عن ابی بکر و عن عمر...... و عن علی و عن عثمان ذی الکرم (امام بوصیریؒ)

مغز قرآن' روح ایمان' جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمین

(مولانا رومؒ)

میں خدائے متعال' رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ قدومیت میں سجدۂ شکر بجا لاتا ہوں اور اُس کے محبوب کریم' شافع محشر' ساقی کوثر' گنبد خضراء کے مکین جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کو ہدیۂ درود و سلام پیش کرتا ہوں کہ میرے اُستاد مکرم شاطبی وقت' امام القراء الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بصورت کتاب قارئین کے ہاتھوں تک پہنچانے میں کامیاب ہوا۔ اس کتاب کی تالیف و ترتیب کے مراحل طے کرنے میں کن مشکل ادوار سے گزرنا پڑا وہ تو خیر الگ الگ کہانی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس تذکرے کی تیاری میں اگر میرے کرم فرما حضرات' احباب دوست اور ساتھی میری ہم نوائی نہ کرتے' میرے مددگار نہ ہوتے اور میری ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی نہ فرماتے تو میں اس قابل کہاں تھا کہ ایسی تالیف' اپنے اُستاد کی بارگاہ میں پیش کر پاتا وہ جو کہا گیا ہے کہ ''من لایشکر الناس ومن لایشکر اللہ '' یعنی جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔'' چناں چہ میں اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُن حضرات و شخصیات کو قطعی طور پر فراموش نہیں سکتا جنہوں نے میری اس

Marfat.com

سلسلے میں دامے، درجے، قدمے اور سخنے معاونت فرمائی اور مجھ پر احسان عظیم فرمایا میں جن شخصیات کا قلب کی اتاہ گہرائیوں سے ممنون اور شکر گزار ہوں' اُن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

آستانہ عالیہ مظہریہ کے سجادہ نشین فخر اہل سنت' پیر طریقت' قبلہ حضور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ' مجاہد ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر ازہری (سابق رکن قومی اسمبلی) دامت برکاتہم العالیہ' مفتی اعظم سندھ و بلوچستان حضرت مفتی احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم العالیہ' بابائے شہر حیدر آباد حضرت علامہ مولانا سیّد محمد علی رضوی (سابق رکن قومی اسمبلی) دامت برکاتہم العالیہ' حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری (شرق پور شریف)' جناب پیر زادہ اقبال احمد فاروقی لاہوری' جناب چودھری آفتاب احمد خان (کراچی)' جناب قاری محمد شاہد لکھنوی (ٹنڈو محمد خان)' جناب محمد منشا تابش قصوری (مرید کے)' زینت القرا قاری غلام رسول (لاہور)' جناب مفتی عبدالرشید (ٹنڈو آدم)' حضرت مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی (مکلی' ٹھٹھہ)' حضرت سیّد منور علی شاہ جیلانی قادری (کراچی)' حضرت قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی (کراچی)' حضرت قاری محمد بخش الازہری (کراچی)' حضرت مولانا محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ (نواب شاہ)' حضرت قاری محمد بشیر مدنی' حضرت علامہ قاری محمد رمضان چشتی المعروف بہ ملنگ بابا' حضرت علامہ محمد حسن حقانی (سابق رکن صوبائی اسمبلی سندھ)' حضرت پروفیسر ثاقب قریشی (حیدر آباد)' جناب سیف محمد شیخ پوسٹ ماسٹر (حیدرآباد)' حضرت قاری شیخ عبدالقیوم محمود (کراچی)' حضرت علامہ عزیز محمود الازہری' نعت گو شاعر اور نعت اناؤنسر صاحبزادہ خان اختر ندیم (حیدرآباد)' حضرت علامہ محی الدین محی انصاری' حضرت علامہ ارشد محمود اعوان

(خوشاب)' جناب قاری محمد غلام رسول قادری نقشبندی (فیصل آباد)' حضرت علامہ عبدالوہاب چانڈیو سکندری' میاں محمد ریاض راجو (لاہور)' حضرت محمد عبدالرحیم نقشبندی' حضرت قاری حر شریف' حضرت قاری نور الحسن چشتی اعوان' جناب قاری کمال الدین نقشبند' قاری محمد ایوب اشرفی اور قاری محمد رفیق اشرفی (ماریشس' ساؤتھ افریقہ)۔

آخر میں ''مکتبہ جمال کرم'' لاہور کے ڈائریکٹر حضرت علامہ احسان الحق صدیقی مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں کمالِ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے میرے استاد محترم' دنیائے اہل سنت کے مایہ ناز استاد القراء سے متعلق یہ تذکرہ شائع کرنے کے لیے حامی بھری۔ رب کریم مذکورہ بالا تمام حضرات کو دارین کی رحمتیں اور نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم رؤف الرحیم وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین

خادم القرآن قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ

(مؤلف ومرتب)

محررہ در موضع سروبہ' تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم (پنجاب)

۱۲ فروری ۲۰۰۸ء یوم الثلثہ

شیخ القرآء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی امرتسری

۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء امرتسر .... ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء کراچی

از...... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

شیخ القراء قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء میں امرتسر (پنجاب، بھارت) میں ہوئی اور ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء میں کراچی (سندھ، پاکستان) میں انہوں نے وصال فرمایا۔ شیخ القراء نے اس جہان فانی میں زندگی کے ۸۴ سال گزارے وہ آرائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ دراز قامت، بھاری بھرکم شخصیت، رنگ گورا، کشادہ پیشانی، گول کٹوراسی آنکھیں، رعب دار چہرہ، پاٹ دار آواز، بھرواں داڑھی، سادہ لباس، سادہ گفتار، سادہ کردار، کوئی تکلف نہیں، کوئی بناوٹ نہیں، جو دل میں ہے وہی زبان پر، جو زبان پر ہے وہی دل میں، حق پر چھکتے، باطل پر برستے، غیرت وحمیت ان کا اوڑھنا تھا، توکل وقناعت ان کا بچھونا تھا اور قرآن کریم کی محبت ان کا جینا تھا۔ زندگی بھر قرآن کریم سناتے رہے، دلوں کو گرماتے رہے، روحوں کو تڑپاتے رہے، فضائیں گونجتی رہیں، وہ تو آج بھی گونج رہی ہیں مگر وہ کان نہیں جو سن سکیں، وہ آنکھیں نہیں جو دیکھ سکیں۔

ان کی گھن گرج دیدنی تھی، ان کی دل آویز قرأت شنیدنی تھی، سن سن کر دل مچل مچل جاتے، سکوت کا عالم قرآن کریم فضاؤں پر چھایا ہوا، دلوں میں اترتا

Marfat.com

ہوا، روحوں میں بستا ہوا۔

☆☆☆

کئی آفتاب آسمان علم وعرفان پر چمکے، چمک چمک کر غروب ہو گئے، دیکھنے والوں نے دیکھا اور فیض پایا، پھر کسی نے نہ دیکھا نہ سنا۔ مبارک ہیں وہ جن کی کوششوں سے ڈوبے ہوئے آفتاب طلوع ہو رہے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

ضبط کن تاریخ را زندہ شو　　از نفس ہائے رمیدہ پابندہ شو

شیخ القراء کے شاگرد رشید قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ نقشبندی مجددی نے اپنے بیکراں جذبۂ عمل سے یہ کر کے دکھا دیا اور وہ جو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور خوب فرمایا:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں　　مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

بے شک قاری صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مٹتے مٹتے نام زندہ کر دیا۔ شاگردی کا حق ادا کر دیا، دوسرے شاگردوں اور ملت اسلامیہ کے جوانوں کو ایک درس عظیم دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام نامی شیخ عبدالرحمٰن امرتسری تھا۔ شیخ القراء نے مدینہ منورہ میں ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۱ء کے درمیان مسجد نبوی شریف (مدینہ منورہ) میں شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے شرف تلمذ حاصل کیا (سند قرأت وتجوید القرآن الحمید ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ) اس کا ذکر شیخ محمد عارف ضیائی مدنی نے بھی کیا۔

(سیدی ضیاء الدین احمد القادری، مطبوعہ لاہور، جلد دوم، ص ۴۰۷، ۴۰۸)

قاری صاحب نے مدرسہ فخریہ عثمانیہ (مکہ مکرمہ) میں قاری محمد اسحاق

سے قرأت سبعہ پڑھی اردو خطاطی منشی فیض محمد امرتسری سے سیکھی، عربی میں خطاطی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں قاری امین الدین سے سیکھی۔

(سوانح عمری از پروفیسر ثاقب قریشی، قلمی)

حرمین شریفین میں بارہ سال قیام فرمایا (تاثرات مولانا سیّد محمد علی رضوی، حیدر آباد سندھ) پاکستان میں علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) لاہور اور علامہ سید احمد سعید کاظمی (م ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) ملتان سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۶ء تک جامع مسجد وزیر خان لاہور میں مولانا ابوالحسنات محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) میں امام تھے اور شیخ القراء نائب خطیب و امام تھے۔ اسی زمانے میں شیخ القراء پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء) سے بیعت ہوئے اور انہیں کے ساتھ زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت بھی حاصل کی۔

(تاثرات پروفیسر ثاقب قریشی، حیدر آباد، سندھ، قلمی)

قاری صاحب نے پاکستان آکر ابتداء میں سبزی فروشی کا کام کیا اور بعد میں کپڑے کا کاروبار بھی کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کریم کی خدمت کے لیے پیدا فرمایا تھا اس لیے وہ اس طرف متوجہ ہوئے اور آخر دم تک قرآن کریم کی خدمت کرتے رہے۔ پہلے امرتسر میں دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ قائم کیا پھر لاہور میں منتقل کیا، کئی سال انوار العلوم، ملتان میں بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۰ء میں حیدر آباد آکر مسجد مائی خیری کے متولی ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں یہ مسجد اوقاف نے لے لی مگر بعد میں واپس کر دی۔ ۱۹۶۲ء میں حکومت کی طرف سے مزید زمین الاٹ کر دی گئی جہاں بلڈنگ تعمیر ہوئی اور ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو اس کا افتتاح ہوا۔

(تعارف از شیخ القراء حیدر آباد سندھ ۵ مارچ ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

حیدر آباد سندھ میں عارف کامل علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۷/ ۱۹۸۷ء) کی نظر آپ پر پڑی اور آپ کو رکن الاسلام جامعہ مجددیہ (محلہ ہیر آباد، آزاد میدان) میں مسند تجوید و قرأت پر فائز کیا جہاں ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۳/۸۴ء تک رہے۔

☆☆☆

شیخ القراء رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان اور بیرون ملک مختلف مساجد میں امامت و خطابت کی تراویح پڑھائی، مساجد میں تدریس کی، محافل و مجالس اور جلسوں جلوسوں میں سامعین کرام کو اپنی دلنواز قرأت سے محظوظ کیا۔

☆☆☆

شیخ القراء بحیثیت انسان مثالی شخصیت کے مالک تھے۔ خوش مزاج، بے لوث، مخلص...... خواجہ دوست محمد قندھاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''صد ہزار علم سے ایک ذرہ عمل کا بہتر ہے، صد ہزار عمل سے ایک ذرہ اخلاص کا بہتر ہے، صد ہزار اخلاص سے ایک ذرہ عشق کا بہتر ہے اور صد ہزار عشق سے ایک ذرہ درد کا بہتر ہے۔'' (باقیات جہان امام ربانی، قلمی)

شیخ القراء سادگی اور عاجزی و انکساری کا پیکر تھے۔ شاگردوں اور استاد کے درمیان کوئی امتیاز نظر نہیں آتا تھا وہ استادانہ رکھ رکھاؤ کے قائل نہ تھے عاجزی و انکساری کا یہ عالم، ایک مرتبہ کراچی کی ایک مجلس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء) کے صاحبزادے اور ہندوستان کے مشہور عالم حضرت سید مدنی میاں مدظلہ العالی نے شیخ القراء کی دست بوسی کرنا چاہی تو شیخ القراء نے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے عرض کیا ''آپ آلِ رسول ہیں'' شیخ القراء بڑے بااخلاص و نہس مکھ تھے۔ سراپا عمل تھے، دولت کی ہوس

Marfat.com

نہ تھی، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدر آباد میں ۱۹۷۲ء میں مسند تجوید وقرأت پر فائز رہتے ہوئے نذرانہ صرف تین سو روپے ماہوار لیا کرتے تھے اور مدرسہ کے اوقات کار کی ایسی پابندی فرماتے کہ باید وشاید شیخ القراء جو حق ہوتا اسے بغیر کسی خوف وخطر کے دلائل کے ساتھ پیش فرماتے۔ (تاثرات قاری محمد شریف خاں نقشبندی، حیدر آباد سندھ قلمی)

اپنی تقاریر میں خصوصاً منبر و محراب سے حکومت کے افسروں Commissnor, DC, SDM اور دوسرے حکام بالا کو للکارتے اور ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شیخ القراء عیب پوش تھے، دوسروں کے عیبوں کو چھپاتے تھے جبکہ آج ٹوہ لگانا، عیب جوئی اور غیبت ہمارا شعار بن گیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس ایک واقعہ سے شیخ القراء کے جذبۂ عیب پوشی کا اظہار ہوتا ہے مقابلہ قرأت کی ایک محفل میں جب ایک قاری صاحب تلاوت کر چکے تو شیخ القراء سے عرض کیا ''میں نے کوئی لفظ تو غلط نہیں پڑھا'' شیخ القراء نے فرمایا ''یہ نہ بتادوں کہ کون سا لفظ صحیح پڑھا ہے'' (تأثرات قاری محمد شریف خاں نقشبندی، حیدر آباد سندھ، قلمی، ص ۸۵)

شیخ القراء اہل حاجت کی مدد کرنے میں پیش پیش تھے خود کے پاس نہ ہوتا تو دوسروں سے دلواتے ایک افغانی سید نے اپنی احتیاج کا اظہار کیا تو ان کو مہتمم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) کے پاس بھیج دیا آپ نے صاحبزادہ زبیر صاحب سے ۱۰۰ روپے دلوا دیے علامہ محمد حسن حقانی نے سچ فرمایا کہ:

''شیخ القراء مرد درویش صفت تھے۔''

Marfat.com

(تأثرات قاری محمد شریف خاں نقشبندی، حیدرآباد سندھ، قلمی)

علامہ حسن حقانی فقیر کے کرم فرما ہیں۔ آپ کے والد گرامی مفتی محمد عبدالحفیظ (م ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء) اور جد امجد علامہ محمد عبدالمجید الوریٰ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) رحمۃ اللہ علیہ کی فقیر نے زیارت اور ملاقات کی ہے اللہ تعالیٰ مولانا محمد حسن حقانی کا سایۂ مبارک قائم رکھے۔ آمین

☆☆☆

شیخ القراء سیاست سے بہت دور تھے اور اہل علم کو سیاست سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کی بزم محمودیہ کی طرف سے ہفتہ وار محفل میں صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر (جو شیخ القراء کے شاگرد رشید اور رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے مہتمم تھے) کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے فرمایا:

"میں صاحبزادہ صاحب کو مشورہ دوں گا کہ آپ سیاست کو خیرآباد کہہ کر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دینی ادارہ کی طرف توجہ دیں اور اسے بلند مقام تک پہنچائیں کیونکہ سیاسی مصروفیت کی وجہ سے ادارہ کو ترقی کرنے میں مشکلات پیش آئیں گی۔"

(تاثرات مولانا عبدالوہاب چانڈیو سکندری، حیدرآباد سندھ، قلمی)

صاحبزادہ صاحب کو ہمیشہ فقیر کا بھی یہی مشورہ رہا کیونکہ جس میں امامت کی صلاحیت ہو اس کا مقتدی بن جانا ایک المیہ ہے۔ حضرت شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مفتی محمد محمود الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو سیاست میں لانا چاہا، اسی زمانے میں حضرت مفتی صاحب حیدرآباد سندھ سے کراچی تشریف لائے فقیر سے مشورہ کیا، فقیر نے عرض کیا کہ دور جدید کی سیاست آپ کے مقام عالی سے فروتر ہے ہرگز شامل نہ ہوں، پھر عرصۂ دراز کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ ابوالخیر

محمد زبیر کو سیاست میں لانا چاہا، حضرت مفتی صاحب نے پھر مشورہ کیا فقیر نے عرض کیا" اگر وہ شریعت پر قائم رہ سکیں تو اجازت دے دیں" حضرت مفتی صاحب خاموش ہو گئے حضرت مفتی صاحب بڑے صاحب تقویٰ تھے چنانچہ جب صاحبزادہ صاحب نے رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے دفتر کی زیب و زینت کی تو مفتی صاحب نے فقیر سے دریافت کیا کہ ننھے میاں یہ کہتے ہیں کہ " افسران وغیرہ آتے ہیں، دفتر میں زیب و زینت ہوگی تو ان پر مدرسہ کا اچھا اثر پڑے گا کیونکہ یہ لوگ مدارس عربیہ کو خاطر میں نہیں لاتے۔" سچی بات یہ ہے کہ آج ہم مفتی صاحب کے تقویٰ و احتیاط کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ حضرت مفتی صاحب کے ورع و تقویٰ کا ایک اور واقعہ سماعت فرمائیں۔

جس زمانے میں شیخ القراء رکن الاسلام جامعہ مجددیہ (حیدر آباد، سندھ) میں مسند تجوید و قرأت پر فائز تھے، چھٹی پر پنجاب گئے، اس زمانے میں انوار العلوم (ملتان) کا سالانہ جلسہ، دستار بندی بھی تھا، اُن سے کہا گیا کہ اس میں شریک ہوتے آئیں، شیخ القراء جب شریک ہو کر واپس آئے تو جتنی چھٹیاں لے کر گئے تھے جلسے میں شرکت کی وجہ سے اس سے زیادہ دن لگ گئے۔ چنانچہ انہوں نے مہتمم علامہ مفتی محمد محمود الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو درخواست دی کہ چھٹی سے زیادہ لگ جانے والے دنوں کو نظر انداز کر دیں (۲۳ اکتوبر ۱۹۶۴ء) حضرت مفتی صاحب نے رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے ناظم صاحب کو لکھا کہ کیا اُنکو قانوناً یہ اختیار حاصل ہے؟ ناظم صاحب نے جواب دیا "چوں کہ ہم نے ان سے کہا تھا کہ انوار العلوم کے جلسہ میں شرکت کرتے آئیں اس لیے قانوناً و شرعاً ان دنوں کی چھٹیاں شمار نہ ہوں گی۔" اللہ اکبر! اتنی احتیاط جو دورِ جدید میں ہر ادارے اور دفتر میں عنقا ہے۔

شیخ القراء بحیثیت استاد اپنی مثال آپ تھے۔ متبع سنت نہ کہ دوسرے

Marfat.com

قاریوں کی طرح سنت سے محروم، سادہ باوقار۔ فرائض کی ادائیگی میں ایسی لگن کہ پورے وقت پڑھاتے اور مسلسل پڑھاتے۔ کبھی بیماری کا عذر پیش نہ کرتے، باوجود اپنے فن میں اس عظمت کے دور جدید کے بعض اساتذہ کی طرح غائب نہ ہوتے۔ شاگردوں پر اتنے مہربان کہ کبھی ان کی پٹائی نہ کرتے۔ اُن کے یہاں ڈنڈے اور تھپڑ کا تصور ہی نہ تھا۔ حضور انور ﷺ نے مارنا تو کجا بھی مارنے کے لیے ہاتھ تک نہ اٹھایا پھر قرآن پڑھانے والے اُن کے غلاموں کا یہ حال فقیر گزشتہ ساٹھ سال سے بعض قراء کی مار دھاڑ اور یاوہ گوئی دیکھتا بھی رہا اور سنتا بھی رہا ابھی حال ہی میں ایک ستر سالہ بزرگ تشریف لائے ہتھیلی پر پٹی بندھی ہوئی تھی، پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا ''لڑکپن میں استاد نے ہتھیلی پر ایک بید رسید کی تھی آج تک سردی میں جب درد ہوتا ہے تو پٹی باندھ لیتا ہوں۔'' مگر شیخ القراء کی شفقت کا عالم عجیب تھا وہ اپنے شاگردوں پر ابر بہاری کی طرح مہربان تھے۔ انہوں نے اپنی شفقت و محبت کی نشانیاں چھوڑی ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ شیخ القراء کا یہ امتیاز تھا کہ وہ قرآن کریم پڑھاتے نہ تھکتے۔ گوتم بدھ نے کہا تھا کہ ''حضرت محمد ﷺ پر ایسی کتاب نازل ہوگئی جس کو جتنا سنا جائے گا اتنا ہی سننے کو دل چاہے گا۔'' شیخ القراء جب پڑھتے اور پڑھ کر ختم کرتے تو بار بار سننے کو دل چاہتا وہ طلبہ پر نظر رکھتے کون آتا ہے کون نہیں آتا، کون محنت کرتا ہے، کون محنت نہیں کرتا آج کل کے بعض اساتذہ کی طرح بے خبر نہ تھے۔ اب تو خود اساتذہ کے لالے پڑے ہوئے ہیں خصوصاً اسکولوں میں شیخ القراء صاحب کشف تھے۔ ایک شاگرد پڑھنے آیا فرمایا ''جاؤ غسل کر کے آؤ'' وہ چلا گیا اور شرمساری کی وجہ سے کئی دن تک نہ آیا جب آیا تو ساتھیوں نے پوچھا تو بتایا کہ اس دن ناپاکی کی حالت میں پڑھنے بیٹھ گیا تھا۔ (تاثرات قاری نور الحسن اعوان، حیدر آباد، قلمی)

Marfat.com

شیخ القراء نے ایک دن مقابلہ قرأت میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا: ''روئے زمین پر ہر دس منٹ بعد زبان میں تبدیلی آجاتی ہے۔''

(تاثرات میاں محمد ریاض راجو نقشبندی، لاہور قلمی)

شیخ القراء کا فرمانا تھا:

''قرآن پڑھاؤ فقر و فاقہ کی پرواہ نہ کرو۔''

(تاثرات قاری محمد سلیمان اعوان، حیدر آباد سندھ، قلمی)

جس زمانے میں رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں مسند تجوید و قرأت پر فائز تھے علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ماہانہ سو روپے نذرانہ ملتا تھا جس میں اہل و عیال کے ساتھ گزر بسر نہ ہوتی تھی تو ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تنخواہ میں اضافے کے لیے درخواست پیش کی مفتی صاحب نے ۲۵ روپے کا اضافہ فرما دیا۔

(مکتوب گرامی علامہ مفتی محمد محمود الوری، حیدر آباد سندھ، ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

مفتی صاحب خود بھی بہت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے، دور جدید کے مہتممین کی طرح عیش و عشرت سے بسر نہ کرتے تھے وہ زکوۃ و صدقات کی امانت کو بڑی احتیاط سے خرچ کرتے، اسراف و تبذیر کے درمیان میانہ روی کو اختیار کرتے تھے، ایک چھوٹا سا حجرہ بیٹھنے اور مہمانوں سے ملاقات کے لیے، اندر ایک کمرہ اور ایک پلنگ، پلنگ کے نیچے جو کچھ تھا وہی ان کے گھر کا ساز و سامان اور اثاثہ تھا۔ اللہ اکبر! دلوں پر حکومت کرنے والوں کی ایسی سادہ معیشت تھی وہ اس کے غلام تھے جس کے لیے جگر مراد آبادی نے کہا ہے۔

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

Marfat.com

تو فقیر ذکر کر رہا تھا، شیخ القراء کے نذرانے میں ۲۵ روپے اضافے کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ القراء نے بہت ہی سادہ زندگی بسر کی۔ ۱۹۴۷ء میں مہنگائی الاؤنس سمیت تین سو روپے ملتے تھے جو اس زمانے میں ایک معمولی کلرک کی تنخواہ ہوتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی خزانے پر علوم قرآنیہ اور علوم دینیہ کا سب سے زیادہ حق ہے۔ مگر وہ زکوٰۃ و خیرات کے بھروسے پر چلتے ہیں۔ پھر بھی ناقابل برداشت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۹۴۶ء میں دہلی کے ایک جلسہ عام میں فقیر نے دیکھا کہ قائداعظم ایک چھوٹا سا قرآن اٹھائے ہوئے یہ فرما رہے ہیں:

"لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان بننے والا ہے، اس کا قانون بنالیں، میں کہتا ہوں یہ قرآن موجود ہے، پاکستان میں یہی نافذ ہوگا۔"

فضائیں فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھیں، لیکن پاکستان بننے کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔

حیف درون خانہ گم کردیم صاحب خانہ را
آن چہ ما کردیم برخود ہیچ نابینا نہ کرد

قرون اولیٰ میں صرف قرآن ہی کی تعلیم ہوتی تھی، نصاب میں اور کوئی کتاب نہ تھی آج ہم درس نظامی پر فخر کرتے ہیں، اسکول و کالج اور جامعات کی پڑھائی پر فخر کرتے ہیں۔ قرآن پڑھانے والا، قرآن پڑھنے والا ہماری نظر میں کچھ نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تین صدیوں تک ہمارے نصاب میں صرف قرآن کریم ہی تھا اور قرآن کریم سے متعلق ایک سو کتابیں طلبہ سن کر پڑھتے تھے۔ بہت کم دیکھ کر پڑھتے تھے، کتابیں عام نہ تھیں۔ تاریخ اسلام میں تین صدیوں میں زندگی کے ہر شعبہ میں جو ہم نے ترقیاں کیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔

Marfat.com

شیخ القراء بحیثیت قاری، بحیثیت نعت گو اور بحیثیت خطاط اپنی مثال آپ تھے حدیث میں آیا ہے۔

زینو اصواتکم بالقرآن (احمد بن حنبل، المسند)

(اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

زینو ا القرآن باصواتکم (سنن ابن ماجہ، لاہور ۱۴۰۴ھ، ص ۹۶)

(قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو)

پھر فرمایا:

معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے، اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے۔

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذی اذا استمعوہ یقرأ احسبتموہ یخشی اللہ (سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۲۲۲ھ، ۱۹۶)

شیخ القراء سجاوٹ میں اپنی مثال آپ تھے۔ تجوید و قرأت میں پانی پتی لہجہ بھی ہے، حجازی لہجہ بھی ہے اور مصری لہجہ بھی ہے۔ پانی پتی لہجہ میں کشش نہیں، روح تو ہے جسم نہیں اور روح کا اظہار جسم ہی سے ہوتا ہے۔ مصری لہجہ جیسے فضاؤں میں صداؤں کی کشتیاں ہو رہی ہوں جیسے پہاڑ کی چوٹیاں سرکی جا رہی ہوں، پھر جو نیچے گرے پتا ہی نہ چلا کہ کہاں گئے؟ شیخ القراء کا لہجہ حجازی تھا، دلکش و دل آویز تعجب ہے کہ قاری غلام رسول لاہوری نے شیخ القراء کی قرأت پر تبصرہ کرتے ہوئے تجوید و قرأت پر تبصرہ ہی نہ کیا۔ ۵۰ برس ۱۹۵۵ء کی عمر میں بوڑھا قرار دے کر تحریر فرمایا کہ

"سانس پھول گیا تھا۔"

Marfat.com

پھر خوش خبری کا عنوان دے کر حاشیہ میں مؤلف نے کچھ وضاحت کی ہے۔(تأثرات قاری غلام رسول لاہور، لاہور قلمی، ۷ جنوری ۲۰۰۷)

حقیقت یہ ہے کہ شیخ القراء کی قرأت کے بارے میں قاری محمد شاہد لکھنوی نے جو تأثرات لکھے ہیں وہ حرف آخر کا حکم رکھتے ہیں۔(تأثرات قاری محمد شاہد لکھنوی، ٹنڈو محمد خان، سندھ، قلمی)

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء) کے تأثرات بھی قابل توجہ ہیں۔آپ نے فرمایا "ہم اہل سنت کو فخر حاصل ہے کہ ہمارے ہاں شیخ القراء موجود ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت نازل فرمائے۔"

(تأثرات قاری محمد شریف خاں نقشبندی، حیدرآباد، سندھ، قلمی، ۱۲ جنوری ۲۰۰۸ء)

شیخ القراء قرآن کریم کی تلاوت ہی نہ فرماتے بلکہ قرآن کریم کا کمال احترام کرتے۔اسی لیے وہ کبھی تلاوت کے لیے ریڈیو پاکستان نہیں گئے جب ان سے پوچھا گیا کہ کیوں تشریف نہیں لے جاتے تو انہوں نے فرمایا:

"قرآن مجید اور قراء اہل سنت کی بے حرمتی ہے کیونکہ تلاوت قرآن پاک کے بعد سارنگی اور طلبہ نواز آجاتے ہیں اس لیے ہم تلاوت کے لیے ریڈیو پاکستان نہیں جاتے۔"

(تأثرات قاری نورالحسن چشتی اعوان، حیدرآباد سندھ، قلمی، ۲۹ دسمبر ۲۰۰۷ء)

ایک مرتبہ مقابلہ قرأت میں شیخ القراء نے فرمایا:

"قرآن کریم کو قرآن کریم سمجھ کر پڑھو، گویوں کی طرح مت پڑھو۔"

مصر کے قاری عبدالباسط (۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء) کی تلاوت کو کبھی پسند نہیں فرمایا، فرماتے یہ گویوں کا طریقہ ہے۔

(تأثرات میاں محمد ریاض راجو نقشبندی، لاہور، قلمی)

Marfat.com

کسی زمانے میں قاری عبدالباسط کا بڑا چرچا تھا، قرأت کی محفلیں سجائی جاتیں، قاری عبدالباسط (۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) تلاوت فرماتے۔ عربی گانوں کا پاکستانیوں کو کچھ اندازہ نہ تھا، قاری عبدالباسط کی تلاوت میں بڑے نشیب و فراز اور کھینچا تانی ہوتی تھی۔ ایک محفل میں فقیر بھی شریک تھا، ایک صاحب نے داد دیتے ہوئے فرمایا ''واہ کیا کھینچا ہے۔''

قاری محمد شاہد لکھنوی قاری عبدالباسط مصری (۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) کو ''آرٹسٹ'' فرماتے ہیں۔ فقیر کے بہنوئی قاری سید محمد حفیظ الرحمٰن (۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء) بھی قاری عبدالباسط مصری (۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) کی تلاوت کو پسند نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے

''قرأت سنی ہے تو حجازی قراء کو سنیے۔''

شیخ القراء کی آواز کڑک دار اور قرأت گرج دار تھی۔ پاک و ہند کے مختلف شہروں اور مکہ مکرمہ میں تراویح میں بڑے بڑے اجتماعات میں اپنی قرأت کا مظاہرہ فرمایا، علماء و مشائخ اور قراء سے داد و تحسین حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں معلم حیدر الحیدری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گورنر مدینہ منورہ کے ساتھ ملاقات کی اور ان کو اپنی قرأت سے محظوظ فرمایا حیدر الحیدری رحمۃ اللہ علیہ متصلب سنی تھے، فقیر سے محبت فرماتے تھے، ۱۹۹۱ء میں زیارت حرمین و شریفین کے مبارک موقع پر جبل احد کے زیر سایہ اپنے دولت کدے پر دعوت بھی کی۔ ان کی محبت و عقیدت یاد آتی ہے۔

جیسا کہ عرض کیا کہ شیخ القراء بڑے بڑے اجتماعات اور مجالس میں تلاوت فرماتے کبھی کبھی لاؤڈ اسپیکر خراب ہوجاتا تو بغیر لاؤڈ اسپیکر بھی ان کی آواز سب کے کانوں میں پہنچ جاتی۔ علامہ محمد حسن حقانی کے دادا مولانا عبدالمجید الوری رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بھی ایسی ہی پاٹ دار تھی۔ مسجد فتح پوری دہلی میں عید میلاد النبی

Marfat.com

ﷺ کی محفل میں تلاوت فرماتے تو ہزاروں کے مجمع میں سب کے کانوں تک آواز پہنچ جاتی۔ تقسیم ہند سے پہلے عالم جوانی میں سرہند شریف میں روضہ شریف پر شیخ القراء حاضر ہوئے۔ لکھنوی قراء کی ایک جماعت محفل میں بیٹھی ہوئی تھی، حسب معمول عرس کی محفل میں وہی قرأت تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان کی اجازت سے دوسرے قراء پڑھتے تھے۔ قاری محمد شاہد لکھنوی بھی انہی قراء میں شامل تھے۔ الحمد للہ بقید حیات ہیں۔ فقیر کے کرم فرما ہیں۔ آج کل ٹنڈو محمد خان (سندھ) میں مقیم ہیں۔ وہ فرماتے ہیں شیخ القراء نے روضہ شریف کے ایک کونے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے تلاوت شروع کی تو لکھنوی قراء کو ناگوار گزری، انہوں نے حکم دیا بیٹھ جاؤ مگر شیخ القراء بار بار کہنے پر بھی نہ بیٹھے اور پڑھتے رہے، تھوڑی دیر بعد محسوس کیا گیا کہ یہ کوئی تجوید وقرأت کے ماہر قاری ہیں۔ چنانچہ قاری محمد شاہد لکھنوی قراء کی مجلس سے اٹھے اور شیخ القراء کو قراء کی محفل میں بٹھا دیا۔

(تاثرات قاری محمد شاہد لکھنوی، ٹنڈو محمد خان، سندھ، قلمی)

شیخ القراء فقیر سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ فقیر نے شاہ رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کے اعراس میں جو جامع مسجد ہیر آباد (حیدر آباد، سندھ) میں ہوتے تھے، شیخ القراء کی پہلی بار قرأت سنی، پھر قرأت سنتا ہی رہا۔ مہتمم دار العلوم رکن الاسلام مجددیہ حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کی وجہ سے شیخ القراء کو فقیر سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ جب ملتے عقیدت مندانہ اور والہانہ علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ فقیر کے بہنوئی بھی تھے۔ فقیر کے جد امجد حضرت مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۹ رجب ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) کے شاگرد وخلیفہ شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کے فرزند وجانشین بھی تھے۔ فقیر کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۶ھ/۱۹۶۶ء) اور بدر المشائخ مولانا فضل الرحمٰن مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء) کے علاوہ ۱۹۷۴ء میں حضرت علامہ مفتی محمود الوریؒ نے بھی اجازت دی۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین الوریؒ رحمۃ اللہ علیہ کے اعراس میں صدر محفل آپ ہی ہوتے تھے کیسی پاکیزہ اور کیسی روحانی محفل ہوتی تھی کہ اس کے تصور سے بھی دل کو چین وسکون ملتا ہے۔

شمع چپ، پروانے ششدر، اہل محفل دم بخود
ہائے کیا تصویر کا عالم تری محفل میں ہے؟

جیسا کہ عرض کیا گیا شیخ القراء کو فقیر سے کمال محبت تھی، تقریباً پچاس برس پہلے ایک روز صبح ہی صبح حیدر آباد سندھ میں غریب خانہ پر تشریف لائے۔ رازدارانہ گفتگو فرمائی، معلوم ہوا فقیر کو اپنے افراد خاندان میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تھی ان کی بے لوث مخلصانہ محبت۔

آج کل بالعموم قراء اپنی قراءتوں میں سبعہ قرأت کا مظاہرہ فرماتے ہیں۔ شیخ القراء نے قرأت سبعہ عشرہ کا مظاہرہ فرمایا مگر علماء ومشائخ کی موجودگی میں آج کل بعض قراء مظاہرہ فرماتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ قاری صاحب بار بار بھول رہے ہیں جبکہ وہ بھول نہیں رہے بلکہ فن کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے جب جوہر شناس نہ ہوں تو جواہر نہ پیش کیے جائیں تو اچھا ہے۔

شیخ القراء کی آواز بڑی دلکش و دلآویز تھی۔ وہ نعت شریف بھی خوب پڑھتے تھے خصوصاً مولانا جامی کی نعت ''نسیما جانب بطحا گزر کن'' اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:

زمین وزماں تمہارے لیے، مکین ومکاں تمہارے لیے
ان کی ملک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں

Marfat.com

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

شیخ القراء مشہور خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی کے استاد تھے۔ شیخ القراء اردو اور عربی میں بہت نفیس خطاطی کرتے تھے مگر انہوں نے خطاطی کو پیشہ نہیں بنایا۔ بقول پروفیسر ثاقب قریشی (حیدر آباد سندھ) شیخ القراء نے وصال سے دو ماہ قبل الانہ مسجد، رامسوامی نشتر روڈ، کراچی میں تدریس شروع کی۔ اور اسی مسجد میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ شیخ القراء کے صاحبزادے چوہدری آفتاب احمد آرائیں کا بیان ہے:

''عیدالاضحیٰ کا موقع تھا، ہم لوگ ۸ ذی الحجہ کو والد صاحب کو گھر لانے کے لیے الانہ مسجد پہنچے تو آپ نے کہا کل صبح نو بجے آ کر مجھے لے جانا اور دوسرے دن آپ نے فجر کی نماز ادا کی۔ وظائف پڑھے اور کلام پاک کا ورد فرمایا اور جب ہم لوگ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (تأثرات پروفیسر ثاقب قریشی، حیدر آباد، سندھ)

شیخ القراء کا وصال ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ/۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح نو بجے ہوا اور عین عید کے دن بروز جمعہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء دوپہر ایک بجے نماز جنازہ ادا کی گئی۔

بس کمالے نیست قربانی نمودن بہر عید
عید را باید بپائے دوست قرباں داشتن

شیخ القراء نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ دوسری بیوی سے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں کل چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔

شیخ القراء کی تصانیف میں کوئی یادگار نہیں۔ مگر ان کے تلامذہ میں بہت

Marfat.com

سے صاحب تصنیف ہیں۔ ایک دفعہ شیخ القراء نے اپنے شاگرد رشید میاں محمد ریاض راجو نقشبندی مجددی سے فرمایا:

''ریاض! اگر زندگی نے وفا کی تو میں قرآن کریم مع تلاوت وتفسیر میاں جمیل احمد (شرقپور شریف) کو ریکارڈ کرادوں گا۔''

(تأثرات میاں محمد ریاض راجو نقشبندی مجددی)

اگر زندگی میں یہ کام ہو جاتا تو بڑا یادگار کام ہوتا۔ شیخ القراء کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اصلھا ثابۃ وفرعھا فی السماء۔ ان میں علماء مشائخ بھی ہیں۔ انہی میں مؤلف کتاب ہذا قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ بھی ہیں۔ وہ علامہ مفتی محمد محمود الوری کے مرید ہیں۔ تجوید وقرأت میں سند یافتہ (۱۹۸۲ء) شہادۃ العالمیہ (۱۹۹۱ء) اور ایم اے (۱۹۹۰ء) کے سند یافتہ ہیں۔ عالمی شہرت یافتہ قاری ہیں۔ انہوں نے ملک و بیرون ملک کئی مقابلہ قرأت کی محفلوں میں شرکت کی ہے۔ اپنے استاد گرامی شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح ان کا ایک علمی کارنامہ ہے انہوں نے ۱۹۹۰ء میں حیدر آباد سندھ میں انٹرنیشنل جماعۃ القراء والحفاظ قائم کی۔ یہ کتاب ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء پیش کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اہل سنت و جماعت کے لیے مبارک فرمائے اور جوانانِ اہل سنت کے لیے یہ ایسی محرک ثابت ہو کہ وہ اپنے اساتذہ کی سوانح مرتب کر کے اہل سنت کی تاریخ میں چار چاند لگائیں۔

آج کل سوانحی کتب میں تصاویر ضرور شامل کی جاتی ہیں۔ جنہیں اکابر اہل سنت و جماعت حرام قرار دے چکے ہیں۔ ہماری سعادت اس میں ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں کیوں کہ ہم انہیں بزرگوں کے دامن سے وابستہ ہیں۔ امید

ہے کہ فاضل مؤلف قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ سلف صالحین کا احترام کرتے ہوئے تصاویر سے اجتناب کریں گے اور بزرگوں کی ارواح کو ناراض نہیں کریں گے۔

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ (پروفیسر ڈاکٹر) محمد مسعود احمد

۷ فروری ۲۰۰۸ء کراچی (سندھ)، اسلامی جمہوریہ پاکستان

☆☆☆☆☆☆

نوٹ: چونکہ میرے مرشد کامل، محبوب رب ودود، قطب وقت، غوث زماں حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری نقشبندی قادری چشتی سہروردی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے سجادہ نشین مجاہد ملت صاحبزادہ شان والا حضرت علامہ مفتی اعظم سندھ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الازہری دامت برکاتہم العالیہ میرے مرشد کے صاحبزادے اور خلیفہ مجاز ہیں انہوں نے دینی معاملات میں فوٹو اور وڈیو کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور بڑے دلائل قاہرہ کے ساتھ فوٹو اور وڈیو کے جواز کو ثابت کیا ہے اور یہ آستانہ عالیہ مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی آستانہ ہے اور ان کے والد ماجد مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی۔ کیونکہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی تھی اور اب مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود کے سجادہ نشین صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مدظلہ العالی کو مجاہد ملت حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر دامت برکاتہم العالیہ نے اجازت خلافت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا احقر اپنے اور حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے مرشد خانہ سے جاری کردہ فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے امام القراء حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے نادر اور یادگار فوٹو کتاب "تذکرہ رئیس المجودین" میں شامل کر رہا ہوں تاکہ یہ تاریخی یادگاریں ہمیشہ کے لیے باقی رہ جائیں۔

حقیر، فقیر پر تقصیر

خادم القرآن والتجوید

قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی

Marfat.com

تقریظ

از...... حضرت علامہ ارشد محمود اعوان صاحب
سودھی بالا' تحصیل و ضلع خوشاب (پنجاب)

جب ربّ ذوالجلال کسی قوم پر رحمت بھری نگاہ ڈالتے ہیں اور اس کے خفتہ بخت کو بیدار کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اپنی قدرت کاملہ سے اس میں ایسے بطل ہائے جلیل پیدا فرما دیتے ہیں کہ جن کی فکر مثبت اور تعمیری ہوتی ہے۔ جن کے عزائم پختہ اور ہمتیں بلند ہوتی ہیں' جو خشیتِ الٰہی اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں' جو اپنی خداداد صلاحیت اور لیاقت کو ضائع نہیں کرتے بلکہ اپنی زندگی کے سفر کے لیے ایک منزل متعین کر لیتے ہیں۔ اس منزل پر پہنچنے کا شوق انہیں ہر لمحہ مضطرب اور بے چین کیے رکھتا ہے۔ ایسے لوگ لومت لائم سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل کی جانب بڑھتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے راستے میں حائل ہونے والی کسی بھی مشکل اور رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لاتے۔ وہ پھٹا پرانا لباس پہننا گوارا کر لیتے ہیں' روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کر لیتے ہیں' بوسیدہ چٹائی پر بیٹھنا برداشت کر لیتے ہیں' غربت و افلاس کی مشقتوں کو ہنسی خوشی سہہ لیتے ہیں لیکن اپنی منزل کو نگاہوں سے کسی طور اوجھل نہیں ہونے دیتے۔

اگر بلند و بالا پہاڑ بھی اُن کے راستے میں رکاوٹ ہوں تو وہ انہیں بھی سر کر لیتے ہیں۔ دریا ہوں یا سمندر' جنگل ہوں یا بیاباں وہ ہر شے کو عبور کرتے اور ہر طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ

Marfat.com

فخر جہاں ہُوا کرتے ہیں، ایسے ہی پاک طینت بندوں پر زمانہ رشک کرتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو یاد رکھنا تاریخ اپنے لیے فخر گردانتی ہے۔

یاد کرتا ہے زمانہ اُن ہی انسانوں کو
روک لیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

جب ان مردانِ باصفا میں سے کوئی مردِ خود آگاہ کسی قافلے کا حُدی خواں بنتا ہے تو اس کے باعث اُس قافلے کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ وہ قافلہ جو سُست رفتار اور کاہل ہوتا ہے اس میں اس رہبر کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کی وجہ سے اچانک ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اس کے خلوص نیت اور حُسنِ عمل کی برکت سے پیدا ہونے والے اس انقلاب کو دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اِسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

شاطبیِ وقت، قبلہ محترم المقام، قاری محمد طفیل نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی مردانِ حق شناس میں سے ایک تھے جنہوں نے فنِ قرأت میں نہ صرف خود کمال پیدا کیا بلکہ ملّت کے نوجوانوں کو بھی دعوت دی کہ آؤ! فن قرأت پر عبور حاصل کر کے قرآن جیسے چشمۂ صافی سے نہ صرف خود جام بھر بھر کر پیو بلکہ مخلوقِ خدا کو بھی پلاؤ۔ آؤ! اس قرآن کی روشنی سے نہ صرف اپنے سینوں کو منوّر کرو بلکہ اس کے نور سے گھر گھر میں اجالا کر دو۔ آؤ! اس قرآن کو خود بھی تجوید سے پڑھو اور دوسروں کو بھی پڑھا کر سب سے بہتر انسان بن جاؤ۔

قاری صاحب کی اس صدائے خلوص پر شمعِ علم کے ہزاروں پروانوں

Marfat.com

نے لبیک کہا اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق علمِ تجوید کا نور حاصل کیا۔

زیرِ نظر تالیف میں قاری صاحب کے حالات زندگی سمو دیئے گئے ہیں تا کہ فنِ قرأت کی پُر خار وادی میں قدم رکھنے والوں کے لیے ان کی زندگی مشعلِ راہ ثابت ہو۔ یہ تالیف جہاں قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے عقیدت مندوں کے لیے ایک گراں قدر تحفہ ہے وہیں فنِ قرأت سیکھنے کے شائقین کے جذبات کے لیے مہمیز کا کام دے گی۔

آخر میں اس کتاب کے مؤلف و مُرتب برادرم ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان صاحب سَر و بہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جنہوں نے بڑی تگ و دو کے بعد مختلف حضرات سے قاری صاحب کی حیاتِ مبارک کے متعلق معلومات اکٹھا کیں اور پھر بڑی خُوب صورتی سے انہیں ترتیب دے دیا۔

اللہ تعالیٰ اُن کی اس کدو کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور انہیں اپنی بارگاہِ لایزال سے اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خادم العلماء

تاریخ: ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۷ء (علامہ) ارشد محمود اعوان

سودھی بالا، تحصیل و ضلع خوشاب (پنجاب)

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

(سوانح عمری از مہد تا لحد)

ترتیب از...... پروفیسر ثاقب قریشی
صدر ''بزم فروغ ادب'' حیدر آباد

ولادت اور بچپن

''قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۵ء میں امر تسر میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد حاجی عبدالرحمٰن نقشبندی مجدّدی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ امیر ملّت حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔حیدر آباد سندھ میں اُن کا وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔'' (۱)

''اُن کی قبر انور ہالہ ناکہ حیدر آباد کے نزدیک حضرت میاں عبدالقادر المعروف بہ تولیٹرے والے بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار کے احاطے میں ہے۔قاری صاحب کے دادا کا نام حاجی محمد حسین تھا جو امر تسر کی سبزی منڈی میں بیجوں کی تجارت کیا کرتے تھے اور جن کا گھرانہ دینی اور انسانی خدمت کے حوالے سے امر تسر میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔'' (۲)

''جدِّ امجد حاجی اللہ رکھا رحمۃ اللہ علیہ ''جنت المعلّٰی'' مکّۃ مکرّمہ میں مدفون ہیں۔قاری صاحب بچپن میں ہی حضرت امیر ملّت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔ڈیڑھ سال کے مختصر عرصے میں قرآن پاک یاد کیا۔اس وقت قاری

Marfat.com

صاحب کی عمر دس سال تھی۔ ابتدائی تعلیم قاری کریم بخش شاگرد قاری عبدالخالق سہارن پوری' قاری خدا بخش اور قاری ظفر علی سے حاصل کی روایت حفص عبدالرزاق لکھنوی سے حاصل کی۔" (۳)

تعلیم وتربیت

"جنگ جرمن (۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۱ء تک) کے عرصے میں قاری صاحب حرمین شریفین میں رہے اور مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی کے مدرس شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے روایتِ حفص کی تکمیل کی۔ قاری صاحب اپنے شاگردوں کو روایتِ امام حفص کی جو سند دیتے تھے وہ انہی کے واسطے سے حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچتی ہے' اس سند کا خلاصہ یہ ہے:

"مجھے مدینہ منورہ کے شیخ القراء حسن بن ابراہیم الشاعر نے قرآن پاک پڑھایا۔ انہوں نے شیخ حسن محمد بیومی سے' انہوں نے شیخ علی ابیاری سے پڑھا اور ان کی سند نبی اکرم ﷺ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے اور انہوں نے لوح محفوظ سے اور اللہ ربّ العزت سے حاصل کیا۔" (۴)

"قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قراءات سبعہ' مدرسہ فخریہ عثمانیہ مکہ مکرمہ میں قاری محمد اسحاق سے پڑھیں' قاری مجیب الرحمٰن سے بھی استفادہ کیا۔ بقول قاری محمد سلیمان اعوان' قاری صاحب نے قراءاتِ عشرہ کی تکمیل شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے کی۔" (۵)

قاری صاحب نے اردو خطاطی منشی فیض محمد امرتسری سے اور عربی خطاطی "مدرسہ صولتیہ" مکہ معظمہ کے قاری امین الدین سے سیکھی۔ فیروز سنز کے کاتب منشی عبدالرشید عادل گڑھی کے پاس بھی خطِ نسخ کی مشق کی۔ حدیث شریف غزالیِ زماں

Marfat.com

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ قاری صاحب اگرچہ کپڑے کی تجارت بھی کرتے رہے، چار پانچ سال آڑھت بھی کی تاہم ان کی توجہ تحصیلِ علم کی طرف بھی باقاعدہ رہی اور فراغت کے بعد قرآن کریم کی تدریس اور تلاوت میں مصروف رہے اور سینکڑوں حافظ اور قاری تیار کر کے دُنیا سے رخصت ہوئے۔" (۶)

تدریس کا آغاز

"قاری صاحب نے ابتداءً امرتسر میں تجوید و قرأت کی تعلیم کے لیے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ قائم کیا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۶ء تک جامع مسجد وزیر خان، لاہور میں رہے۔ اِسی سال حضرت امیر ملّت پیر حافظ سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ایک سو مریدین کے ہمراہ حج وزیارت کے لیے تشریف لے گئے تو قاری صاحب کو بھی مرشد گرامی کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ قیام پاکستان کے موقع پر قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لیے بنگلور گئے ہوئے تھے۔" (۷)

"قاری صاحب ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۶ء تک جامع مسجد وزیر خان لاہور میں نائب خطیب اور مدرّس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اس عرصے میں غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ اسی دور میں جامع مسجد عیدگاہ، گڑھی شاہو، لاہور (اب جامعہ نعیمیہ) کے خطیب حضرت مولانا پیر سیّد امانت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہونہار بچے محمد یوسف کو قاری صاحب کے پاس لائے۔ قاری صاحب نے انہیں قرآن پاک حفظ کرایا اور ساتھ ہی خطِ نسخ (عربی رسم الخط) کی مشق کرائی۔ یہی بچہ بعد میں حافظ محمد یوسف سدیدی کے نام سے فنِ کتابت کی دنیا میں بے تاج بادشاہ کے طور پر مشہور ہوا اور کتابت کے فن شریف میں بے مثال شاہکار اور لافانی یادگاریں چھوڑ گیا۔ قاری

Marfat.com

صاحب کے ایک دوسرے شاگرد سردار محمد امرتسری کاتب نے اُردو رسم الخط اور مصوری میں شہرت حاصل کی۔ مولانا عبدالرشید، راولپنڈی کے روزنامہ ''کوہستان'' اور ''تعمیر'' میں ہیڈ کاتب کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔'' (۸)

تلاوت قرآن اور نماز تراویح

''اللہ تعالیٰ نے انہیں (مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو) سوز و گداز اور لحنِ داؤدی کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ آواز اتنی بلند کہ بڑے سے بڑے اجتماع میں لاؤڈ اسپیکر کے بغیر تمام حاضرین تک پہنچ جاتی تھی۔ انہوں نے بے شمار مذہبی اور سیاسی جلسوں میں قرآن پاک کی تلاوت کی۔ کئی سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آریہ سماج پشم والا بازار، امرتسر میں مسلمانوں اور آریوں میں مناظرے ہوتے۔ آریہ اپنے جلسے کا آغاز ہارمونیم اور طبلہ پر آرتی اُتار کر کرتے، مسلمانوں کے جلسے میں قاری صاحب تلاوت کرتے۔ قرآن کریم کی برکت اور قاری صاحب کی سحر انگیز آواز کا یہ اثر ہوتا کہ بہت سے آریہ مسلمان ہو جاتے۔'' (۹)

''ڈپٹی عزیز الدین کے صاحبزادے شیخ عبدالمجید وکیل کی دعوت پر قاری صاحب امرتسر سے لاہور تشریف لائے اور لاہور ریڈیو کے افتتاح کے موقع پر تلاوت کی۔ ۱۹۴۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں مسلم لیگ کا آخری جلسہ امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مولوی شبیر احمد عثمانی بھی شریک تھے۔ اس اجلاس میں بھی قاری صاحب نے تلاوت کی۔ خطیبِ احرار مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر تھی۔ شاہ جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنا عظیم قاری، اور کپڑے کی دکان پر بیٹھا ہوا ہے۔'' مختصر یہ کہ ان گنت اجلاسوں میں قاری صاحب نے تلاوت کی اور اپنے لحن داؤدی سے حاضرین کو مسحور کیا اور اُن پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔'' (۱۰)

Marfat.com

"انہیں پاک و ہند کے مختلف شہروں مثلاً دہلی، کلکتہ ، مدراس، بمبئی، حیدر آباد دکن، بنگلور، میسور، لاہور، ملتان، حیدر آباد اور کراچی میں تراویح پڑھانے کے علاوہ حرمین طیبین میں تراویح پڑھانے اور بڑی بڑی محفلوں میں تلاوت کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۴۱ء/۱۹۴۰ء میں حرم مکہ شریف میں امام کعبہ ابوسمح مصری اور عبدالرحمٰن اظہر رئیس المعلمین تراویح پڑھاتے اور مذہب شافعی کے مطابق ایک رکعت وتر پڑھتے تھے، جبکہ قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کے مطابق تین رکعت وتر پڑھاتے تھے، نیز ایک قرآن پاک ستائیس راتوں میں سُناتے اور ایک تین راتوں میں، حاضرین کا جم غفیر جماعت میں شریک ہوتا، ہر روز پیدل چل کر عمرہ کرتے اور ہر روز عصر اور مغرب کے درمیان ایک گھنٹہ حرم مکہ میں تلاوت کرتے اور مدینہ منورہ حاضری دیتے تو مسجد نبوی شریف میں رزانہ ایک گھنٹہ تلاوت کرتے۔" (۱۱)

قاری صاحب نے حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مؤلف "عظمتوں کے پاسباں" کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔

> "فقیر کا ایمان ہے حرمین شریفین کے در و دیوار فقیر کی تلاوت کی گواہی دیں گے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نماز فجر کے بعد فقیر کے ساتھ کافی لوگ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لیے جاتے تو ہر مقدس مقام پر فقیر کی تلاوتیں ہوتی رہیں، لہٰذا اس پاک سرزمین کے در و دیوار بھی فقیر کی سفارش فرمادیں گے۔" (تحریر ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء)

(حوالہ "عظمتوں کے پاسباں" صفحہ نمبر ۱۳۷)

"قاری صاحب، مولوی محمد اسماعیل غزنوی امرتسری کے ہمراہ شاہ

Marfat.com

عبدالعزیز ابنِ سعود کے محل میں گئے اور تلاوت کی۔ مدینہ منورہ میں معلّم حیدر الحیدری کے ساتھ گورنر مدینہ کے ہاں گئے اور تلاوت کی۔ اسی طرح شاہ فیصل کے سامنے جمعہ کے دن مسجد عباس' طائف میں تلاوت کی۔'' (۱۲)

''مکۂ معظمہ کے معلّم' عمر اکبر نے ۱۹۳۰ء میں قاری صاحب کی اقتداء میں امرتسر میں نماز تراویح ادا کی تھی۔ مکۂ مکرمہ میں ملاقات ہوئی تو کہنے لگے' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پنجاب کے رہنے والے بھی قرآن پاک پڑھنا جانتے ہیں۔'' (۱۳)

قاری صاحب نے حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مؤلف ''عظمتوں کے پاسباں'' کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:

''مکۂ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قدیم باشندے فقیر کی تلاوت سُن کر فخر کیا کرتے تھے کہ فقیر کی تلاوت عرب سُن رہے ہیں' جو کہتے تھے کہ پنجابیوں کو قرآن پڑھنا نہیں آتا۔

اس سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(حوالہ ''عظمتوں کے پاسباں'' صفحہ نمبر ۱۳۷' ۱۳۸)

دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ کا قیام

''یہ ادارہ قیام پاکستان سے قبل امرتسر اور لاہور مسجد وزیر خان میں ۱۹۴۶ء تک قائم رہا اور اسی دارالعلوم کے طلباء کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ سرہند شریف قبلۂ عالم مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور حضار سے خراج تحسین حاصل کرتے تھے...... قیام پاکستان کے بعد حیدرآباد میں اس ادارے کا قیام عمل میں آیا اور بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلت علی اللہ کام شروع کر دیا گیا۔'' (۱۴)

Marfat.com

''۱۹۵۰ء میں قاری صاحب مسجد مائی خیری، فقیر کا پڑ، حیدر آباد کے متولی مقرر ہوئے، تو دار العلوم اس مسجد میں منتقل کر دیا۔ ۱۹۵۴ء میں قاری صاحب ملتان چلے گئے اور کپڑے کے کاروبار کے ساتھ ساتھ جامع مسجد پتراں والی میں تدریس شروع کر دی۔ اسی جگہ اُستاذ القرّاء قاری عبدالرحمان بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فنِ تجوید و قراءت میں کمال حاصل کیا۔ بعد میں پندرہ سال تک انوار العلوم ملتان میں طلبہ کو تجوید پڑھاتے رہے اور رمضان المبارک میں دورۂ تجوید و قراءت کا اہتمام بھی کرتے رہے۔'' (۱۵)

''۱۹۵۸ء میں قاری صاحب پھر حیدر آباد تشریف لے گئے۔ مسجد مائی خیری میں قائم دار العلوم قرآنیہ رحمانیہ باقاعدہ قائم کرتا رہا تھا اور قاری صاحب ہی اس کے مہتمم تھے۔ ۱۹۶۰ء میں محکمہ اوقاف قائم ہوا، جس نے مسجد اور مدرسہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ قاری صاحب کو اسٹیشن روڈ، حیدر آباد میں ایک وقف بلڈنگ مل گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو اس میں دار العلوم قرآنیہ رحمانیہ کا آغاز کر دیا۔'' (۱۶)

''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ، حیدر آباد میں دیگر مقامات پر مسجدوں میں فی سبیل اللہ قرآن پاک کی خدمت انجام دیتا رہا جن میں (۱) مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ (۲) مسجد فتح محمد شاہ بخاری کھائی روڈ سرے گھاٹ (۳) مسجد ایک مینار حنفیہ گرونگر تالاب نمبر ۳ اور (۴) مسجد ریلوے پولیس لائن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔'' (۱۷)

''قاری صاحب اپنے قائم کردہ مدرسہ میں پڑھاتے ہی تھے لیکن پیر طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر دار العلوم رکن الاسلام حیدر آباد میں رہائش اختیار کی اور پچیس تیس سال کا عرصہ اپنے مدرسہ کے ساتھ دار العلوم رکن الاسلام میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۴ء میں جناح مسجد، کراچی

میں تشریف لے گئے اور تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔" (۱۸)

ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ راوی ہیں:

"اُستاد گرامی کو خوش نویسی کا ایسا ذوق تھا کہ جب میں ایران کے شہر تہران میں چہارمین دورہ مسابقات بین المللی حفظ و قرأت کریم میں شریک مقابلہ ہونے جا رہا تھا تو آپ جناح مسجد، برنس روڈ کراچی میں تجوید و قرأت پڑھاتے تھے، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ "ایران میں مشہور خطاط ہیں انہوں نے "چہل احادیث" کتابت کی ہیں، جب تم واپس آؤ تو میرے لیے ایک نسخہ پاکستان لیتے آنا۔"

"جب قائد ملّتِ اسلامیہ حضرت علاّمہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ ہالینڈ تشریف لے گئے تو جناح مسجد، برنس روڈ، کراچی میں تراویح کے لیے اپنے اُستاد بھائی الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ پر مقرر فرمایا۔"

قاری صاحب نے "مسجد نور" کراچی، "رحمانیہ مسجد" طارق روڈ کراچی میں بھی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں نبھائیں۔ وصال سے دو ماہ قبل "الانہ مسجد" رامسوامی، نشتر روڈ کراچی میں تدریس شروع کی اور اسی جگہ داعی اجل کو "لبیک" کہا۔

وصالِ مبارک

قاری صاحب کے صاحب زادے چوہدری آفتاب احمد آرائیں کا بیان ہے:

"عید الاضحیٰ کا موقع تھا، ہم لوگ ۸ ذوالحجہ کو والد صاحب کو گھر

Marfat.com

لانے کے لیے ''الانہ مسجد'' پہنچے تو آپ نے کہا کہ ''کل صبح ۹۔بجے مجھے آ کر لے جانا۔'' دوسرے دن آپ نے فجر کی نماز ادا کی، وظائف پڑھے اور کلام پاک کا دَور فرمایا اور جب ہم لوگ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''

''اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کا وصال بروز جمعرات بتاریخ ۹۔ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری بمطابق ۱۳۔ جولائی ۱۹۸۹ء بوقت صبح ۹ بجے ہوا۔ آپ کی میت بروز جمعہ بتاریخ ۱۴۔ جولائی ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۰۔ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری یعنی عید الاضحیٰ کے دن دوپہر ایک بجے مسجد بلال نزد پریڈی پولیس اسٹیشن صدر کراچی سے اُٹھائی گئی اور نماز جنازہ ''الانہ مسجد'' راسوامی، نشتر روڈ کراچی میں بعد نماز جمعہ ادا کی گئی جس کی امامت قاری محمد علی قصوری صاحب نے فرمائی۔ نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت فرمائی۔ آپ کو حسن اسکوائر، سر شاہ محمد سلیمان روڈ، گلشن اقبال بلاک نمبر ۱۲، اسکیم نمبر ۲۱ کراچی کے نزد منو گوٹھ قبرستان میں رحمت الٰہیہ کے سپرد کر دیا گیا۔'' (۱۹)

مرقد مبارک

ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ کے بقول حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک پر لگی سنگ مرمر کی تختی پر مندرجہ ذیل الفاظ کندہ ہیں:

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ

مرقد مبارک

اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

تاریخ وفات

۹۔ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۳۔ جولائی ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح ۹ بجے

ازواج واولاد

’’قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا نام خورشیدہ بیگم ہے جو بہ عمر ۹۰ سال تا حال لاہور میں حیات ہیں۔ ان کے بطن سے دو اولاد ہیں۔ (۱) صاحب زادے کیپٹن عمر فاروق جو پی آئی اے ٹریننگ کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہیں اور (۲) صاحب زادی بسم اللہ زوجہ عبد الحمید ہیں۔ یہ صاحب زادی درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور ان کے شوہر پنجاب انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ہیں۔‘‘ (۲۰)

’’قاری صاحب کی دوسری زوجہ محترمہ کا نام مہر النساء تھا جنہوں نے ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد میں وفات پائی اور ٹنڈو یوسف قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کے بطن سے ۵ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئی۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) الحاج چوہدری محمد نواز (مرحوم) (۲) چوہدری مختیار احمد (مرحوم) (۳) چوہدری آفتاب احمد (۴) حاجی چوہدری اعجاز احمد (۵) حافظ سرفراز احمد اور (۶) نجم النساء زوجہ نثار احمد۔ آپ کی دونوں صاحب زادیاں لاہور میں رہائش پذیر ہیں جبکہ بیٹے کاروبار کرتے ہیں البتہ حافظ سرفراز احمد حیدر آباد میں موجود ہیں۔‘‘ (۲۱)

شاگردانِ رشید (تلامذہ)

’’قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھانے کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہ تھی۔ دن ہو یا رات، جب بھی کوئی طالب علم حاضر ہوتا، اُسے فیض سے محروم نہ کرتے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے چند تلامذہ کے نام یہ

Marfat.com

ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی' انوار العلوم ملتان میں پندرہ برس پڑھاتے رہے۔

۲۔ قاری علی احمد روہتکی' جامعہ رضویہ مظہر الاسلام' فیصل آباد میں مدرس رہے۔

۳۔ حافظ محمد یوسف سدیدی' امام الخطاطین' لاہور۔

۴۔ قاری محمد اکرم' کہروڑ پکہ۔

۵۔ قاری غلام محمد' مدرس' بڑے میاں' لاہور۔

۶۔ علامہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحب زادہ محمد زبیر' مہتمم "رکن الاسلام" حیدر آباد۔

۷۔ قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ (مرتب کتابِ ہذا)' چیئرمین المجدد قرآن اکیڈمی' حیدر آباد۔

۸۔ قاری خیر محمد چشتی' مدرس' مدینۃ الاسلام' ہالینڈ۔

۹۔ قاری محمد دین' جامعہ تحفیظ القرآن' مکہ معظمہ۔

۱۰۔ قاری محمود الحسن' مالدیپ۔

۱۱۔ قاری محمد اسحاق' کویت۔

۱۲۔ قاری محمد رفیق اشرفی' افریقہ۔

۱۳۔ قاری بشیر احمد ملتانی' پانچ سال تک مدینہ منورہ میں پڑھاتے رہے۔

۱۴۔ قاری محمد افضل' چترال۔

۱۵۔ قاری محمد بخش ازہری۔ (۲۲)

۱۶۔ قاری نور الحسن چشتی سُر یالچکوال۔

۱۷۔ قاری عبد العزیز نقشبندی' حیدر آباد۔

Marfat.com

۱۸۔ علامہ قاری معین الدین بدایونی، حیدرآباد۔

۱۹۔ قاری خدابخش، بھان سعید آباد (سندھ)۔

۲۰۔ قاری خادم حسین چشتی، لندن۔

۲۱۔ قاری عبدالغنی اولڈھم، انگلینڈ۔

۲۲۔ قاری عبدالرحیم شہداد پور سندھ۔

۲۳۔ علامہ قاری محمد شریف، حیدرآباد۔

۲۴۔ قاری عبدالرزاق تلمبہ، ملتان۔

۲۵۔ قاری محمد ابرار، علی پور۔

۲۶۔ قاری نواز انجم بڈیانہ، سیالکوٹ۔

۲۷۔ قاری محمد ارشد آکیوالی۔

۲۸۔ پروفیسر قاری خان گل خان، رہاڑہ آزاد کشمیر۔

۲۹۔ قاری غلام جیلانی، بھکر۔

۳۰۔ قاری شاہ نواز۔

۳۱۔ قاری غلام حسن۔

۳۲۔ مولانا قاری مقبول احمد نقشبندی، حیدرآباد۔

۳۳۔ قاری عبدالرشد اعوان۔

۳۴۔ قاری منیر احمد آرائیں۔

۳۵۔ قاری لعل حسین مدنی، ٹریالی چکوال (اور)

۳۶۔ قاری چراغ دین اعوان چکوال۔ (۲۳)

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نمایاں طور طریقے

''مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تواضع اور حسنِ اخلاق کا

Marfat.com

پیکر تھے۔" (۲۴)

آپ کے شیدائی تلمیذ رشید' ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سَر دبہ اس ضمن میں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"آپ صوم و صلوٰۃ کے زبردست پابند تھے' سنت کے مطابق پگڑی زیب سر رکھتے' بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے۔ پوری زندگی فجر کی نماز کے بعد تین پارے دیکھ کر تلاوت فرماتے رہے۔ رمضان شریف میں سوا پارہ "تدویر" میں پڑھتے اور جامع مسجد' آزاد میدان' ہیر آباد' حیدر آباد میں تین روزہ تراویح میں پورا قرآن پاک ختم فرماتے تھے' رکن الاسلام میں روزانہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے "ترتیل" اور "تدویر" میں طلباء سے تلاوت کراتے اور کتب تجوید زبانی پڑھاتے تھے۔

"آپ کو دودھ سے خاص رغبت تھی حتیٰ کہ دورۂ تجوید و قرأت میں ہر قاری کے لیے آدھا کلو دودھ مقرر فرماتے تھے اور اس کی یہ توجیہہ فرماتے تھے کہ "شب معراج میں رسول اکرم ﷺ نے سارے پیالوں میں سے دودھ کے پیالے کو پسند فرمایا' اس کے علاوہ جنت کے نیچے دو نہریں ہیں' ایک جیحان اور دوسری سیحان یعنی ایک دودھ کی اور دوسری شہد کی سُنی حضرات کو یہ دونوں چیزیں ملی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ! آخرت میں نصیب ہوں گی۔"

Marfat.com

حواشی

۱، ۳ تا ۱۳، ۱۵۔ شرف قادری، محمد عبدالحکیم علامہ "عظمتوں کے پاسباں" المتاز پبلی کیشنز، م: ۱۴۲۱ ہجری / ۲۰۰۰ عیسوی صفحہ نمبر ۱۳۶ تا ۱۳۷ مضمون بعنوان شاطبیٔ وقت اُستاذ القُرّاء مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶، ۱۸، ۲۲، ۲۴۔ شرف قادری، محمد عبدالحکیم علامہ "عظمتوں کے پاسباں" المتاز پبلی کیشنز، م: ۱۴۲۱ ہجری / ۲۰۰۰ عیسوی صفحہ نمبر ۱۳۶ تا ۱۳۷ مضمون بعنوان شاطبیٔ وقت اُستاذ القُرّاء مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲، ۱۹ تا ۲۱۔ چوہدری آفتاب احمد آرائیں سے معلومات۔

۲۲، ۲۳۔ قاری محمد سلیمان اعوان سردبہ سے معلومات۔

Marfat.com

میرے والدِ گرامی‘ میرے مُربّی

چوہدری آفتاب احمد آرائیں
ابن حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ
حکیم وہاشمی سینٹر‘ صدر‘ کراچی

میرے والد گرامی حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ امرتسر میں پیدا ہوئے‘ میرے دادا عبد الرحمٰن سبزی منڈی امرتسر میں بیجوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ وہ حاجی محمد حسین (مرحوم) کے صاحب زادے تھے جن کے بارے میں اہلِ امرتسر اچھی طرح جانتے ہیں کہ اُن کا گھرانہ دینی اور انسانی خدمت کے حوالے سے ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔

میری دادی جان‘ میرے والد گرامی سے بڑی شفقت اور محبت کا اظہار کیا کرتی تھیں کیوں کہ انہوں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ والد کے ساتھ گزارا تھا۔ ہندوستان میں جب والد گرامی حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو وہ اُن کا دوسرا حج تھا اس موقعے پر دادی جان بھی اُن کے ساتھ تھیں۔ وہ زمانہ شاہ سعود کی حکم رانی کا تھا۔

والد گرامی نے مدینہ منورہ میں حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک ہی اُستاد سے قرأت سیکھی‘ پھر عرصہ دو سال تک حسن قرأت‘ سبعہ قرأت کے ساتھ سیکھی۔ اس کے بعد پوری زندگی یہی قرأت سکھاتے رہے۔

والد صاحب امرتسر سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آئے جہاں مغلوں کی

Marfat.com

بنائی ہوئی ایک تاریخی مسجد ''مسجد وزیر خان'' میں امامت فرماتے رہے۔ اس کے بعد ملتان شریف تشریف لے گئے جہاں آپ نے کپڑے کی تجارت شروع کر دی۔ اس شہر میں حضرت علامہ سیّد سعید احمد صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے ''انوار العلوم'' کے سالانہ جلسے کی ابتداء والد گرامی کی تلاوتِ قرآن پاک سے ہوتی رہی۔

حیدر آباد آمد کے بعد حیدر آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے ''رکن الاسلام'' میں حسن قرأت سکھاتے اور پڑھاتے رہے تا آں کہ آپ کراچی تشریف لے آئے۔ والد صاحب نے حیدر آباد میں متعدد مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیے۔ چوں کہ آپ کی شخصیت غیر متنازعہ تھی چناں چہ شہر کی انتظامیہ بھی آپ پر کامل اعتماد کرتی تھی اور اگر کبھی کوئی فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو بھی جاتی تو آپ اپنی فہم و فراست سے اسے دُور فرما دیا کرتے تھے۔

آپ اپنی عمر کے آخری دور میں کراچی تشریف لائے یہاں آپ نے رحمانیہ مسجد، طارق روڈ میں تدریس و امامت کے فرائض انجام دیے۔ پھر آپ ''الانہ مسجد'' شو مارکیٹ، نشتر روڈ میں علم دین یعنی قرآن سکھاتے رہے۔ برصغیر ہندو پاک میں جب بھی کلام اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کا ذکر ہوگا تو اس حوالے سے والد گرامی کا نام بھی قرآن کے مدرسین کی فہرست میں روشن ستارے کی طرح جگمگا رہا ہوگا کیوں کہ آپ نے اپنے ہونہار اور قابل فخر شاگردوں کے ذریعے فن تجوید و قرأت کی ایک ایسی فصل بوئی ہے کہ جس کی آبیاری آپ کے شاگرد بہتر سے بہتر انداز میں کرتے ہوئے اس فن کو اپنے شاگردوں میں منتقل کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دُنیا کے چپے چپے میں آپ کے ہزاروں شاگرد اللہ کی کتاب یعنی قرآن پاک کو تجوید و قرأت کے ساتھ پڑھا رہے ہیں۔

اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی کے ساتھ ساتھ دوسرے مکتبہ فکر اور مسلک کے حضرات بھی آپ کی علمیت کا لوہا مانتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب بروز حشر قرآن پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کا حق ادا کرنے والوں کا پوچھا جائے گا تو حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن غلاموں کی فہرست میں شامل ہوں گے۔

آپ نے ہزاروں محافلِ حسن قرأت میں شرکت فرمائی۔ نعت خوانی اور درود و سلام پڑھنے میں بھی آپ کا انداز منفرد اور الگ تھا۔ آپ اپنے وقت کے بہترین اساتذہ اور اہل سنت و جماعت کے لیے ہمیشہ باعثِ فخر رہے۔ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام اور درود و سلام پڑھنے کے حوالے سے بھی آپ ایک جداگانہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ نے قدرت کی عطیہ کردہ اپنی بلند' شیریں اور مترنم آواز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت خوانی کے لیے وقف کر دیا تھا۔

والد گرامی نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے دو اولاد ہوئیں۔ ایک صاحب زادے جن کا نام عمر فاروق ہے اور جو حال ہی میں پی۔ آئی۔ اے ٹریننگ کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ایک صاحب زادی جو درس و تدریس کے حوالے سے اپنا ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ اُن کے خاوند انجینئرنگ یونی ورسٹی لاہور سے بحیثیت پروفیسر اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ (الیکٹریکل انجینئرنگ) ریٹائرڈ ہوئے' اور آج کل وہ پنجاب انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ہیں۔ آپ کی دوسری بیوی سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی کا انتقال ۱۹۵۹ء میں بمقام حیدر آباد ہوا۔ آپ کی اولاد اپنے دینی و دنیاوی فرائض بخوبی انجام دے رہی ہے۔

Marfat.com

مومن کو اپنی موت کے وقت سے آگاہی ہوتی ہے۔ اس بات کی تصدیق والد گرامی کے وصال کے اس واقع سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ ۸ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری کو جب آپ کے دو بیٹے اور ایک بہو عید الاضحیٰ کے موقع پر آپ کو اپنے گھر لانے کے لیے لینے گئے تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ وہ صبح ۹ بجے انہیں لینے آجائیں، وہ اُن کے ساتھ چلے چلیں گے۔

قاری محمد علی قصوری صاحب خطیب ''الانہ مسجد'' فرماتے ہیں کہ:

''آپ نے ۹ ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد کلام پاک کا دَور فرمایا اور آٹھ بج کر ۴۵ منٹ پر مجھ سے فرمایا کہ'' قاری صاحب! آپ جا کر میرے بچوں کو اطلاع کر دیں کہ وہ مجھے ۹ بجے لینے آجائیں۔ میں نے گھر پہنچ کر فون کیا۔ اسی اثناء میں مسجد سے خادم بھاگتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ قاری صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اِنّا للّٰہ واِنا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کا وقت وہی تھا یعنی صبح ۹ بجے۔''

آپ کا وصال بروز جمعرات بتاریخ ۹ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری کو ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری یعنی عید الاضحیٰ کے دن ''الانہ مسجد'' میں ادا کی گئی جس کی امامت قاری محمد علی قصوری صاحب نے فرمائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ ''ہم نے بہت سال بعد کسی جنازے میں اتنا بڑا مجمع دیکھا ہے۔'' آپ کو ملک پلانٹ گلشن اقبال کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی دُعا فرمائی۔ یاد رہے کہ میری دادی جان طارق روڈ کے قبرستان میں مدفون ہیں جب کہ دادا جان کی قبر مبارک حیدر آباد میں مزار ''تولیٹرے والے

Marfat.com

بابا'' کے احاطے میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ' دین اسلام اور قرآن کے لیے کی گئیں جملہ خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو اُن کے لیے اور اُن کے لواحقین کے لیے مغفرت کا سامان اور ذریعہ بنائے' آمین۔

والد گرامی کے تمام شاگردوں سے میری خصوصی التماس ہے کہ وہ جب بھی اور جہاں بھی محفل منعقد کریں تو اس گناہ گار اور سیاہ کار کو بھی ضرور یاد کر لیا کریں تا کہ ان محفلوں میں شرکت سے اس کی مغفرت کا بھی سامان ہو جائے۔

چوہدری آفتاب احمد آرائیں
حکیم وہاشمی سینٹر' نزد صدر پوسٹ آفس
عبداللہ ہارون روڈ' صدر کراچی
فون: 4647803 (021)
پتا: R-80B' سیکٹر 38A
رضوان سوسائٹی' اسکیم نمبر 33' پوسٹ آفس
محکمہ موسمیات کراچی

Marfat.com

اُستادِ مکرّم کی شخصیت

اپنے افکار و کردار کے آئینے میں

از...... خادم القرآن، قاری محمد سلیمان اعوان سَر و بہ (مرتب)

احقر جب حیدر آباد آیا تو تین شخصیات کو بڑا عروج حاصل تھا۔ یعنی طب و حکمت میں رئیس الحکماء حکیم احمد حسین نقشبندی مجدّدی، تصوف و معرفت میں حضرت علامہ، الحاج، شیخ الحدیث، قطب وقت مولانا مفتی محمد محمود الوری اور تجوید و قرأت میں یکتائے روزگار شیخ القراء رئیس المجودین، الحاج، حافظ قاری محمد طفیل نقشبندی۔ ہر سہ شخصیات اپنے اپنے فن میں باکمال تھیں اور اُس وقت پورے حیدر آباد میں اُن کا کوئی ثانی نہ تھا۔

اُستاذی حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجدّدی، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری سے شرفِ بیعت رکھتے تھے اور آپ کو پاکستان لانے اور مسجد وزیر خان لاہور میں امامت کے فرائض تفویض فرمانے والے بھی خواجہ خواجگان حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری ہی تھے۔

ہمہ وقت تدریس

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہم لوگ سیّدی مرشدی، قطب وقت، غوث زماں حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ معاً آپ نے فرمایا:

''ہمارے مدرسے میں ایک شہنشاہ قرأت ہے جسے لوگ شیخ القراء قاری محمد طفیل

نقشبندی کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اُس کے پاس تجوید پڑھا کرو۔‘‘

آپ کا معمول تھا کہ نماز تہجد میں پانچ سپارے پڑھتے پھر نماز فجر کے بعد لازماً تین پاروں کی تلاوت دیکھ کر فرماتے اور یہ تلاوت تاج کمپنی کے سولہ لائن والے قرآن پاک کو دیکھ کر فرماتے۔

روزانہ آپ کا معمول تھا کہ صبح کلاس میں آٹھ بجے اپنی مسجد سے پیدل چل کر آتے تھے۔ مسجد کے اندر بھی تجوید کا شعبہ کھول رکھا تھا اور اس سلسلے میں طلباء کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے تھے کہ طالب علم بوڑھا ہے یا جوان' بریلوی ہے یا دیوبندی' ناظرہ خواں ہے یا حافظ و قاری۔ طالب علم چاہے ڈاکٹری کے شعبے سے منسلک ہوتا یا انجینئرنگ کی لائن سے' جب آپ کے پاس تجوید پڑھنے کے لیے حاضر ہوتا تو آپ اس کی ہر طرح دل جوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

اعزازات

اُستاذِ گرامی نے حیدرآباد کے مدرسہ رکن الاسلام (ہیر آباد)' مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ (اسٹیشن روڈ)' میں تدریس اور مائی خیری مسجد (فقیر کا پڑ)' کریمی مسجد (کھاتہ چوک)' ہاشمی مسجد (سرے گھاٹ) اور جامع مسجد (یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد) میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے کے اعزازات حاصل کیے۔

آپ کی فضیلت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی تقریب میں ایک طرف کمشنر حیدرآباد کی نشست ہوتی تو دوسری طرف اُستادِ مکرّم کی۔ آپ کو ربِّ کریم نے جو لحن داؤدی عطا فرمایا تھا اُس کی بناء پر آپ نے ایک مرتبہ جام شورو پل پر' وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کے سامنے تین مرتبہ تلاوتِ قرآن کرنے کا شرف حاصل کیا۔ پہلی مرتبہ خود تلاوت فرمائی دوسری مرتبہ عوام کے اصرار پر اور تیسری مرتبہ خود لیاقت علی خان کی خواہش پر۔

Marfat.com

آپ کو آپ کی اس خصوصیت کی بناء پر خراج تحسین اور سلام عقیدت پیش کرنا پڑتا ہے کہ آپ سے قرآن پاک میں سے جس جگہ سے چاہو ''حدر'' یا ''ترتیل'' میں تلاوت کروالو' آپ اس کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

یہ آپ کا قرآن پاک سے عشق اور محبت ہی تو تھی کہ آپ ''سورۃ الحجرات تا والناس'' اور ''الم تا والمحصنٰت'' ترتیل میں پڑھا دیتے اور ''حدر'' میں قرآن کریم مکمل کرا دیتے۔

ایک مرتبہ قاری محمد شاہد لکھنوی' ٹنڈو محمد خان سے امتحان لینے کی غرض سے تشریف لائے۔ انہوں نے احقر کے ساتھیوں کو پاس اور احقر کو فیل کر دیا۔ احقر اُستاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی سرگزشت سنائی۔ آپ نے فرمایا: ''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' فیل کرنا اُن کا اور پڑھانا میرا کام ہے۔'' احقر سمجھ نہیں پایا کہ اُن کے اس جملے میں کیا راز پوشیدہ تھا؟ کاش! اللہ تعالیٰ وہ وقت پھر لائے جب شیخ القراء احقر کے سامنے ہوں اور یہ اُن سے قرآن پاک سیکھ رہا ہو۔

موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ ہوتی یا سردیوں کی یخ بستہ ہوا' پت جھڑ کا موسم ہوتا یا بہار کا' آپ کبھی بھی تھکا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہیں فرمایا تھا۔ رسالہ ''المصطفیٰ'' گوجرانوالہ کے ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ: ''زینت القراء قاری غلام رسول لاہوری نے فرمایا کہ ''پاکستان کے اندر اور بیرون پاکستان میرے شاگرد ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ مجھے تلاوت کا شوق اس وقت پیدا ہوا جب شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی کی رس گھولتی آواز میرے کانوں کے پردۂ سماعت سے ٹکرائی اور مجھے مسحور کرتی چلی گئی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ میں ''حزب الاحناف'' لاہور کی دوسری منزل میں بیٹھا کتاب الصرف اور کتاب النحو

Marfat.com

سے سبق پڑھ رہا تھا کہ نچلی منزل سے تلاوت کی آواز آئی۔ میں نے کتب وہیں رکھیں اور مستانہ وار نچلی منزل کی طرف دوڑا۔ نیچے آ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسین وجمیل قاری قرآن کی تلاوت کر رہا ہے اور اس کی تلاوت دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ بس اُسی دن سے میں نے یہ عزم مصمّم کرلیا کہ اب میں قاری بن کر ہی دم لوں گا۔"

زینت القرّاء قاری غلام رسول صاحب نے تلاوت سیکھنے میں واقعی بڑی محنت کی' ایسی محنت کہ جب وہ تلاوت فرماتے تو روڈ بلاک ہو جاتے' ٹریفک رُک جاتا اور سامعین کا تانتا بندھ جاتا۔ یہ صدقہ ہے مکینِ گنبد خضراء (حضور ﷺ) کا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ سنت کو ایسے ہیرے عطاء فرمادیے۔

لاجواب تدریس

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جب مجدّدی صاحب اتنے بڑے شیخ القراء تھے تو انہوں نے "فن تجوید" پر کتابیں کیوں نہ لکھیں۔ بات یہ ہے کہ اگر اُستاد مکرّم کتاب لکھنا چاہتے تو لکھ ڈالتے کیوں کہ آپ خود لاجواب کاتب تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کو تجوید کی کتابیں ایسے ازبر تھیں جیسے حفاظ کو قرآن کی آیات یاد ہوتی ہیں۔ آپ اپنے شاگردوں سے بھی فرمایا کرتے تھے کہ "زبانی یاد کرو اور سناؤ۔" یہ آپ کی کرامت ہی تو تھی کہ آپ طلباء کو جو سبق بھی پڑھاتے انہیں ازبر ہو جاتا۔ جو طالب علم آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتا محدّد بن کر اُٹھتا تھا۔ اُستاذ گرامی کو قرآن کی تدریس سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔

حضرت اُستاد جی کی تدریس کا خاصہ یہ تھا کہ دوران تدریس آپ کبھی بھی تھکنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ اگر کوئی شاگرد "تدویر" یا "ترتیل" میں "لحن جلی" یا "لحن خفی" کا مرتکب ہوتا تو صرف ڈانٹ ڈپٹ کر اُس کی اصلاح فرمادیا کرتے

Marfat.com

تھے۔آپ نے اپنی مسند پر نہ کبھی کوئی ڈنڈا رکھا اور نہ ہی کسی طالب علم کے گال پر کبھی تھپڑ رسید کیا۔آپ اپنے شاگرد کو ہر طرح سے مطمئن فرما دیتے تھے۔

اُستاد القراء قاری شاہد خان لکھنوی نے احقر سے فرمایا کہ "تمہارے اُستاد جیسا مجوِّد جسے فن قرأت پر مکمل عبور حاصل ہو احقر نے نہیں دیکھا۔"

اُستاذِ مکرّم شیخ الحدیث حضرت علامہ قاری عبد الرزاق (سابق ڈسٹرکٹ خطیب حیدرآباد) نے ایک مرتبہ اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ "چکوال کی پہاڑی پر ایک قاری تلاوت کر رہا تھا' جب اُس سے پوچھا گیا کہ تم کس کے شاگرد ہو تو اُس نے کہا کہ حیدرآباد سندھ میں ایک قاری ہیں' جن کا اسم گرامی الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی ہے میں اُن کا شاگرد ہوں۔"

اُستاذ الحدیث مدرسہ رکن الاسلام ہیرآباد حضرت علامہ قاری عبد الرزاق فرماتے تھے کہ سرہند شریف میں حضرت امام ربانی' مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر محفل قرأت میں لکھنو کے قراء کا اژدہام ہوتا تھا۔ ہر قاری باری آنے پر تلاوت کرتا اور یوں محفل قرأت ختم ہو جاتی۔ ایک مرتبہ آپ سرہند تشریف لے گئے۔امام رَبانی کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی۔سادہ کرتا پہن رکھا تھا اور تہہ بند باندھا ہوا تھا۔آپ نے تلاوت شروع کر دی۔لکھنو کے قراء نے شور مچایا کہ بیٹھ جائیں مگر شیخ القراء نے اپنی آواز کو بلند کر دیا۔لکھنوَ کے قراء نے پھر کہا کہ بیٹھ جائیں لیکن آپ نے اپنی آواز کو مزید بلند کر دیا حتیٰ کہ تمام قراء وجد میں آ گئے۔ محفل کے اختتام پر سب آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

اسی محفل میں حضرت قاری محمد شاہد لکھنوی (حال مقیم ٹنڈو محمد خان) کا

Marfat.com

آپ سے تعارف ہوا اور وہ آپ کے گہرے دوست بن گئے۔

کتنے حسین لوگ تھے جو مل کے ایک بار
آنکھوں میں جذب ہو گئے دل میں سما گئے

حضرت اُستاد جی نے مسجد وزیر خان (لاہور)' مدرسہ انوار العلوم (ملتان)' مدرسہ رکن الاسلام (حیدرآباد) اور دار العلوم امجدیہ (کراچی) میں پڑھانے کے بعد جب دوبارہ حیدرآباد کے مدرسہ رکن الاسلام میں پڑھانا شروع کر دیا تو حیدرآباد کے قطب وقت' غوث زماں' شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد محمود الوری نے آپ سے فرمایا کہ ''قبلہ قاری صاحب! اگر آپ مدرسہ رکن الاسلام میں شعبۂ قرأت و تجوید شروع کریں تو اس کے آل ان آل (کرتا دھرتا) آپ ہی ہوں گے۔ آپ یہاں رہیں تو آپ کی مرضی ہم آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ کسی اور مدرسے میں چلے جائیں۔''

آپ کچھ عرصے مدرسہ امجدیہ میں رہنے کے بعد حیدرآباد تشریف لے آئے اور مدرسہ رکن الاسلام میں اپنی تدریس سے فیض دینا شروع کر دیا اور اس مدرسے سے ایسے ایسے مایہ ناز مجود فارغ التحصیل کیے جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

حضرت امام ربانی سے عقیدت و محبت

حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی' گلزار خلیل' سا مارو خلیل اور صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرق پوری (شرق پور شریف) جب بھی حیدرآباد تشریف لاتے تو آپ حضرت امام ربانی کا عرس شریف ''یومِ مجدد'' کے نام سے مناتے۔ شاہی مسجد' شاہی بازار حیدرآباد اس عرس کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ اس تقریب میں تمام مجددین' حفاظ' قرأ اور عام لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ بلدیہ

حیدر آباد میں ایک ایسا قرآن پاک زیارتِ عوام کے لیے رکھ دیا جاتا جو سونے پر لکھا ہوا تھا۔

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری کا فرمان

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک مرتبہ ملتان شہر کے کسی جلسے میں ارشاد فرمایا کہ ''الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی جیسا عظیم قاری اور مقری تمہارے شہر ملتان میں موجود ہے اور وہ آڑھت کا کاروبار کر رہا ہے۔ تمہارے اوپر لازم ہے کہ اُسے مسند درس و تدریس پر بٹھا کر مصروف کرو۔'' چناں چہ صبح کے وقت غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سیّد سعید احمد کاظمی آپ کے پاس پہنچے اور اپنے مدرسے کے شعبۂ تجوید و قراءت میں تدریس کے لیے مسند پیش کی جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ آپ نے مدرسہ انوار العلوم میں رہتے ہوئے بے مثل شاگرد تیار کیے جن میں قاری عبد الرحمٰن وڈھ بلوچستانی، قاری محمد یار مظہری اور قاری محمد حنیف سعیدی بھی شامل ہیں۔

حسنِ قرأت سے دلچسپی

ایک مرتبہ شیخ القراء نے احقر اور قاری العصر قاری محمود الحسن چشتی (حال مقیم ناروے) کو ہاشمی مسجد سرے گھاٹ حیدر آباد میں ہونے والی محفل شبینہ میں بلایا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ شیخ القراء ایک حافظ کے پیچھے کھڑے قرآن پاک سماعت فرما رہے ہیں۔ تین دن کے شبینہ کا اہتمام و انصرام کرنا اور پھر خود ہی حافظ کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن کو سماعت کرنا آپ ہی کا ذوق و شوق تو تھا۔ فن قرأت سے آپ کی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ حیدر آباد شہر کی دیگر تمام مساجد میں تراویح کی نماز ختم ہو جاتی مگر آپ کی مسجد سے آپ کی

Marfat.com

تلاوتِ قرآن کی مسحور کن آواز بدستور آتی رہتی۔ آپ ''تدویر'' میں کلام الٰہی کی تلاوت فرما کر حقِ قرآن ادا فرما دیتے ۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سیّد محمد علی رضوی (سابق ایم۔ این۔ اے) نے احقر سے فرمایا کہ ''جب آپ کے اُستاد مکرم مسجد وزیر خان لاہور کی چھت پر کھڑے ہو کر باآواز بلند اذان دیتے تو چھوٹی انارکلی میں اُن کی آواز سنائی دیتی تھی اور جب مسجد مائی خیری (فقیر کا پڑ) کی چھت پر اذان دیتے تو پھلیلی نہر کے کناروں تک آواز آیا کرتی تھی۔''

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سچ ہی کہا ہے ۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ دے
اس کی اذانوں سے فاش سرّ کلیمؑ و خلیلؑ

کُل پاکستان محفل شبینہ کے لیے انتخاب

ایک مرتبہ احقر نے اُستاد جی کی خدمت میں عرض کیا کہ ''محکمۂ اوقاف سندھ کے سیکریٹری مظہر صاحب نے ایک لیٹر جاری کیا ہے کہ ایک کُل پاکستان محفل شبینہ لیاقت باغ راول پنڈی میں منعقد کی جارہی ہے اس محفل میں شرکت کے لیے سندھ سے قاری حضرات کا انتخاب ہوگا' اگر آپ کی اجازت ہو تو بندہ اس میں شرکت کے لیے چلا جائے۔'' فرمایا: کیوں نہیں ہم بھی حاضر ہوں گے۔''

Marfat.com

یہ بات آن دی ریکارڈ ہے کہ انتخاب کے وقت سیکریٹری مظہر صاحب نے کاغذ پر ایک خانے میں بریلوی اور دوسرے میں دیوبندی لکھا ہوا تھا۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو بلا جھجک اور برملا فرمایا: ''کون بریلوی اور کیا دیوبندی؟ قرآن تو سب کا ایک ہی ہے لہٰذا یہ کاغذ چاک کردو۔'' پھر آپ نے ایک ہی کاغذ پر سب قراء کے نام لکھوا دیے۔ ربّ کریم کا لطف و کرم دیکھئے کہ اس کُل پاکستان محفل شبینہ کے لیے دونوں قاری آپ ہی کے شاگرد منتخب ہوگئے۔

تھیوسوفیکل ہال کراچی میں صوبائی مقابلہ حسن قرأت

ہم چار یعنی محترم قبلہ قاری محمد حنیف سعیدی (پیر جو گوٹھ)' محترم قاری غلام رسول قادری (کراچی)' قاری غلام مرتضیٰ قمر (حیدرآباد) اور احقر (حیدرآباد) اپنے اپنے درجوں میں شامل تھے۔ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی حیدرآباد سے تشریف لا کر کراچی میں اپنے صاحب زادگان کے پاس قیام پذیر تھے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ تھیوسوفیکل ہال کراچی میں صوبائی مقابلہ حسن قرأت ہے تو تشریف لائے اور اگلی سیٹوں میں سے ایک پر براجمان ہوگئے۔ اس مقابلے کے جج صاحبان میں حضرت قاری رضاء المصطفےٰ اعظمی' قاری عبد الحق اور قرآنی کمپیوٹر قاری عبد الحلیم چشتی شامل تھے۔

مقابلے سے پہلے اُستاد مکرم نے احقر سے فرمایا کہ (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۝ (۲) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ۝ (۳) وَالّٰٓـِٔیْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ۝ پر توجہ رکھنا' ہوسکتا ہے کہ یہ ''مُتَشَابِهَات'' آجائیں۔ چناں چہ احقر نے ان ''مُتَشَابِهَات'' کو ریڈیو پاکستان کراچی کی مسجد میں دُہرالیا۔

اللہ پاک کا کرنا ایسا ہوا کہ دو گھنٹے کے اس صوبائی مقابلۂ حسن قرأت

میں یہی آیات بار بار پوچھی گئیں۔ احقر کے نزدیک یہ آپ کی دُور اندیشی ہی تھی کہ آپ نے ان آیات کی نشان دہی پہلے ہی سے فرما دی۔ اس مقابلے میں احقر اور اس کے تینوں ساتھی اپنے اپنے درجوں میں اوّل قرار پائے۔

اس کے بعد ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء کو منعقدہ ''آلِ پاکستان مقابلۂ حسن قرأت'' میں احقر اوّل قرار دیا گیا۔ اُستادِ مکرم نے احقر سے فرمایا کہ ''الشیخ محمد صدیق المنشاوی کو پڑھا کرو۔'' جب احقر نے حسب ارشاد تیاری کی تو مکہ مکرمہ کے عالمی مقابلۂ حسنِ قرأت میں اوّل آیا اور عالمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

نجم القراء قاری محمد حنیف سعیدی صاحب جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیر پور میں شعبۂ تجوید وقراءت سے وابستہ تھے۔ حضرت اُستاد جی نے ہی اُنہیں اس مسند پر بٹھایا تھا۔ یہ آپ کی دُعاؤں کا ہی ثمر تھا کہ سندھ میں قاری محمد حنیف سعیدی نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس مدرسے سے منسلک ہونے کے بعد قاری صاحب کی گزر اوقات بڑی مشکل سے ہو رہی تھی چناں چہ آپ حضرت اُستاد گرامی کو بتائے بغیر واپس خانیوال' ملتان چلے گئے۔

پیر پگاڑا صاحب نے اپنے مریدوں اور حروں کو بھیجا کہ ''قاری صاحب کو واپس لے آئیں۔ مریدین بھیج پگاڑا' بھیج پگاڑا کا مخصوص نعرہ لگاتے ہوئے سعیدی صاحب کے پاس جا پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ ''میں شیخ القراء حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب سے مشورہ کروں گا۔'' جب انہوں نے حضرت جی سے عرض کی تو آپ نے فرمایا! ''سعیدی صاحب! قرآن پڑھاؤ اور فقر و فاقہ کی پروانہ کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں کشادگی پیدا فرما دے گا۔ انشاء اللہ!''

Marfat.com

تُو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

حضرات سعیدی صاحب کو لے کر پیر مرداں شاہ صاحب المعروف بہ پیر پگاڑا کے پاس پہنچے۔ پیر صاحب نے قاری صاحب کی داستان سنی اور فرمایا:

''قاری صاحب! آپ جس قدر اپنی خدمت کروانے پر راضی ہوں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں اس لیے کہ ہمارے مدرسے میں یہ پودا (قاری حنیف سعیدی) شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب نے لگایا ہے۔''

اُستاد جی کی دُعا اور پیر پگاڑا صاحب کی عنایت سے قاری محمد حنیف سعیدی صاحب تا حال جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیر پور میں بطریق احسن تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ یہ اُستاد گرامی کی نگاہ کا فیض ہے کہ قاری صاحب کا بیڑا پار ہے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

فن کتابت میں کمال

فن کتابت میں بڑے بڑے پینٹرز آپ کے سامنے دست بستہ عاجزی کا نمونہ بنے کھڑے نظر آتے ہیں مثلاً شمع آرٹ حیدرآباد اور صغیر آرٹ حیدرآباد وغیرہ۔ شمس العلماء داؤد پوتہ کے مزار پُر انوار' مسجد مائی خیری (فقیر کا پڑ)' شاہی مسجد (شاہی بازار)' محمدی مسجد (پریٹ آباد)' محمدی مسجد (لطیف آباد ۵/۱۰) اور نہ جانے کہاں کہاں آپ کی کتابت اپنے جلوے دکھا رہی ہے۔

مشہور کاتب اختر الحامدی کا کہنا تھا کہ ''میں اُستادِ مکرم کے پاس قرأت پڑھنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ چوں کہ میری سماعت قدرتی طور پر کم

Marfat.com

زور تھی اس لیے مجھے امامت تو نہ مل سکی لیکن شیخ القراء سے فن کتابت سیکھنے کے بعد میرے وارے نیارے ہو گئے۔ ہر اخبار اور رسالے والا میرے تعاقب میں ہوتا کہ کچھ لکھ دیجئے اور میں بڑی مشکل سے سب کی فرمائشوں کو پورا کرتا تھا۔"

آپ کی طبیعت

آپ انتہائی درجہ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کھادی کے کپڑے استعمال فرماتے۔ سر میں تیل اور آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوتا۔ سر پر عمامہ شریف باندھتے اور پاؤں میں چمڑے کے وہ جوتے استعمال کرتے جو حضرت قاری محمد انور صاحب' عارف والا سے خصوصی طور پر اُستادِ مکرم کے لیے بنوا کر لائے تھے۔

آپ دودھ اور لسّی کا استعمال کثرت سے فرماتے۔ احقر نے بچشم خود ہاشمی مسجد سرے گھاٹ (حیدرآباد) کے حجرے میں دیکھا کہ ایک جانب بھکر کے کرنے کا تیل رکھا ہوا ہے تو دوسری طرف ملتان سے منگوایا گیا دھینے کا تیل۔ اس کے علاوہ باداموں سے بھرے ہوئے مٹکے رکھے ہوتے تھے۔ احقر نے پوچھا کہ "اُستاد جی! یہ چیزیں کیوں رکھی ہوئی ہیں۔"

فرمایا: بیٹا! قرآن پڑھنے میں طاقت لگتی ہے اس لیے میں یہ طاقت ور اشیاء استعمال کرتا ہوں۔"

ایک مرتبہ مولانا امام الدین نقشبندی کی مسجد واقع پکا قلعہ حیدرآباد میں احقر کو اپنے ساتھ لے گئے اور اُن سے فرمایا "یہ ہمارا شاگرد ہے یہ اس مسجد میں تراویح پڑھائے گا۔" بحمد للہ تعالیٰ' احقر کو قرآن پختگی کے ساتھ حفظ تو تھا ہی مگر سر منڈھا ہوا تھا اور داڑھی شریف بھی چہرے پر نہیں آئی تھی۔ اُس مسجد میں

Marfat.com

مولانا امام الدین کا ایک مقتدی جو پہلوان تھا' اُستاد گرامی کی بات سُن کر کہنے لگا کہ ''یہ بچہ قرآن کیا پڑھے گا؟ البتہ اگر اسے پہلوانی کے داؤ پیچ سکھانا ہوں تو وہ سامنے میرا اکھاڑا موجود ہے۔'' اُستاد جی نے احقر کو حکم فرمایا کہ ''بیٹا سلیمان! قرآن پڑھو۔'' جب احقر نے ان کو ''حدر'' اور ''ترتیل'' میں قرآن سنایا تو وہ کہہ اُٹھے کہ قاری محمد طفیل صاحب! واقعی آپ نے بچے پر محنت کی ہے' مصلّی حاضر ہے۔''

تفنن طبع

اُستادِ مکرم نہایت خوش طبع انسان تھے۔ آپ اس خوش طبعی کے تحت بعض اوقات ظریفانہ رنگ میں اپنے طلباء کی اصلاح بھی فرما دیا کرتے تھے۔ ایک سندھی قاری بہت لحیم' بلند آواز کا دھنی اور نہایت خوش الحان تھا۔ اس کے متعلق اُستاذِ گرامی فرمایا کرتے تھے۔ ''ارے! یہ تو ہمارا ریڈیو ہے' اس کی آواز سنو پھر اس سے تلاوت کراؤ۔''

ایک بار مولانا نذیر احمد چشتی مدرسہ ''رکن الاسلام'' حیدرآباد کی ہفت روزہ محفل میں جلوہ افروز تھے۔ ایک طالب علم نے شوخی دکھائی تو آپ نے نعرے لگانا شروع کر دیے۔ نعروں کے الفاظ تھے۔ ''نعرۂ تکبیر؟ اللہ اکبر''، ''نعرۂ رسالت۔ یارسول اللہ''، ''نذیر احمد چشتی۔ زندہ باد'' یعنی آپ نے چشتی کی ''چ'' پر ضمہ (پیش) لگا کر اسے چشتی سے چُشتی کر دیا۔ لفظ ''چُشتی'' آپ کے منہ سے نکلنا تھا کہ مدرسے کے اساتذہ اور طلباء ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے اور حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

قاری ارشد اور قاری نواز کا تعلق شہر اقبال یعنی سیالکوٹ سے تھا۔ ان کو درویش منش اور صوفیء باصفا حضرت علامہ حافظ محمد اشرف مجددی سیالکوٹی'

حصول علم کی غرض سے مدرسہ رکن الاسلام میں لے کر آئے تھے۔ ایک دن جب علی الصبح اُستاذی المکرم حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب مدرسے کے بورڈنگ میں جلوہ گر ہوئے تو دیکھا کہ ان میں سے ایک طالب علم ابھی تک سویا ہوا ہے۔ آپ نے موجود دیگر طلباء سے فرمایا: ''ارے! یہ مردہ ابھی تک چارپائی پر پڑا ہوا ہے اسے اُٹھاؤ اور وضو اور غسل کرا کے نیچے درس گاہ میں لے جاؤ۔'' اللہ اکبر! کیا خوش طبعی تھی؟ کیسا حُسنِ مزاح تھا؟

ایک قاری جس کا نام محمد شریف تھا' اسے آپ ''کیسٹی قاری'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آپ ایسے قراء سے ہمیشہ نالاں اور خفا رہتے تھے جو گھر گھر جا کر گھنٹیاں بجاتے اور پھر سو روپے کے عوض یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ حضرت سیّدی و مرشدی مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر تشریف لائے۔ سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت تھا۔ آپ نے جلسے میں تلاوت فرمائی اور پھر یوں گویا ہوئے:

> ''آج کل تجوید و قرأت پڑھنے والے کئی قاری ایسے ہیں جو ''مجوّد'' بنے پھرتے ہیں۔ وہ ''الحمد للہ'' کو اتنا طول دیتے ہیں کہ الحمد للّٰھی کا گمان گزرتا ہے۔ ''قل ھو اللہ احد'' کو ''کل ھو اللہ احد'' پڑھ دیتے ہیں جس سے معنیٰ ہی بدل جاتے ہیں۔ ''لم یلد کو لم یالد'' اور ''ولم یولد کو ولم یلد'' پڑھ کر تجوید کا ستیاناس کر دیتے ہیں اور پھر اس پر اتراتے پھرتے ہیں کہ ہم سے بڑا قاری کوئی نہیں۔''

Marfat.com

آپ کے شاگردوں کی تصانیف

اگرچہ قاری صاحب نے فن تجوید وقرأت پر کبھی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی لیکن جب بھی کبھی آپ سے ایسی تصنیف کے لیے گزارش کی جاتی تو فرماتے کہ ''میرے شاگرد لکھیں گے۔'' جہاں چہ آپ کے شاگردوں میں سے نجم القراء قاری خیر محمد چشتی مدظلہٗ العالی نے ''ضیاء القراءت'' اور ''احکام الترتیل'' کے نام سے کتابیں تصنیف کیں' قاری محمد بخش الازہری (پی ایچ ڈی مصر) نے ''البرہان فی تجوید القرآن'' لکھی۔ قاری غلام رسول ایم اے (فیصل آباد) نے ''سبعہ قرأت'' اور قاری محمد سلیمان اعوان یعنی احقر نے ''تلفظ ضاد اور اکابر قرأت'' ''احکام التجوید'' اور ''سنی تجوید کا خلاصہ'' کے نام سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ زینت القراء قاری محمد محمود الحسن چشتی نے بھی ''فن تجوید'' پر ایک کتاب مرتب کی ہے' جو عنقریب منصہ شہود پر آنے والی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

آپ مسجد مائی خیری (فقیر کا پڑ) کے متولی بھی تھے اور اس میں امامت و خطابت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب رمضان کا چاند نظر آیا تو قطب وقت' غوثِ زماں' سیّدی و مرشدی حضرت مفتی محمد محمود الوری نے فرمایا کہ نماز تراویح میں قرآن پاک کسی اچھے قاری کے پیچھے سننا چاہیے۔ مریدین نے عرض کی کہ ''حضور! مسجد مائی خیری میں قاری محمد طفیل نقشبندی تراویح پڑھائیں گے وہاں قرآن سننے میں خوب لطف آئے گا چناں چہ حضرت مفتی صاحب روزانہ ہیر آباد سے تانگے پر مسجد مائی خیری میں تشریف لانے اور شیخ القراء کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے لگے۔

Marfat.com

جب قبلہ اُستاد جی کو معلوم ہوا تو آپ نے اعلان فرما دیا کہ ''فقیر تراویح میں جو قرآن پاک پڑھے گا قبلہ مفتی صاحب بعد از نماز تراویح اور سحری کے وقت اس کا خلاصہ ارشاد فرمائیں گے۔'' شیخ کامل نے اس سعادت کو بسر وچشم قبول کر لیا اور ''تفسیر کبیر'' سے درسِ قرآن دینا شروع کر دیا۔ اللہ اللہ! اُستاذِ مکرم کا تراویح میں اپنی مسحور کن آواز میں قرآن پڑھنا اور پھر اس کے بعد مرشد کامل کا درس قرآن دینا گویا ''سونے پر سہاگہ'' کے مترادف تھا۔ مسجد مائی خیری میں نمازیوں کا اتنا ہجوم ہو جاتا کہ تل دھرنے کو بھی جگہ نہ رہتی۔ کاش وہ گھڑیاں ہمیں بھی نصیب ہو جاتیں۔

مرنے والے کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

Marfat.com

شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری محمد رفیق اشرفی دامت برکاتہم العالیہ
(امام وخطیب ''گلزارِ مدینہ مسجد'' حال مقیم ماریشس)

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم المرتبت قاری تھے جنہوں نے بڑے خلوص' محنت اور جانفشانی سے اللہ پاک کے کلام یعنی قرآن کریم کی خدمت کی اور ایسے شاگردانِ رشید دنیا کو دیے جن کا فیض آج تک جاری وساری چلا آتا ہے اور اُن کی قراءتِ قرآن سے دلوں کی ظلمتیں کافور ہو رہی ہیں۔

مختلف آراء

ڈیرہ اسماعیل خان کے قاری غلام رسول کی روایت کے مطابق جب وہ خود قاری محمد شریف صاحب کے پاس پڑھنے کے لیے گئے تو انہیں اُستاذ القراء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی کا حوالہ دیا تو جواباً کہا گیا کہ ''گھی کھانا چھوڑ کر تیل کھانے کیوں آ گئے۔''

ایک مرتبہ اُستاذ محترم نے مجھ سے فرمایا کہ ''میں امرتسر میں قاری محمد شریف (''مکتبہ دار القران'' ماڈل ٹاؤن' لاہور) کو قرأت کی مشق کرایا کرتا تھا۔'' یہ امر کوئی بعید بھی نہیں ہے کیوں کہ اُستاذ علیہ الرحمۃ اُن سے سینئر (Senior) تھے۔ آپ نے قاری فضل کریم امرتسری کے ساتھ قرآن پاک

تجوید وقراءت میں مکمل کیا تھا جب کہ قاری محمد شریف صاحب قاری محمد فضل کریم صاحب کے تلمیذ رشید ہیں۔ خود قاری محمد شریف صاحب نے اپنی کتب تجوید میں قاری فضل کریم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''مجھے اُن کا تلمیذ رشید ہونے پر فخر ہے۔''

اُستاد علیہ الرحمۃ اپنے صوتِ جہری (آواز) اور لب و لہجہ کے اعتبار سے اپنے تمام ہم مکتب ساتھیوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ قاری فضل کریم صاحب جو بذاتِ خود ایک بہت بڑے قاری ہیں اور جن کا فیض آج بھی ''مدرسہ تجوید القرآن'' کی صورت میں جاری ہے' خود اس بات کے معترف ہیں کہ ''قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فن تجوید وقراءت کے ایک عظیم قاری تھے۔'' اس بات کے راوی قاری احمد دین صاحب بھی ہیں جو تا حال ''مدرسہ تجوید القرآن'' کے مہتمم ہیں۔

قاری محمد شریف صاحب' قاری محمد اسماعیل امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں انہوں نے قراءت ثلاثہ اُن ہی سے پڑھی ہے۔ قاری احمد دین صاحب اس بات کے راوی ہیں کہ ''قاری محمد اسماعیل صاحب نے تجوید وقراءت کی جملہ کتب بنفسِ نفیس قاری محمد شریف کو پڑھائی ہیں اور ساتھ ہی مشق بھی کرائی ہے۔''

قاری محمد اسماعیل صاحب جو خود ایک بہت بڑے قاری ہیں' فن تجوید پر اپنی کتاب میں ایک عظیم قاری کا ذکر کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس عظیم قاری کا اسم گرامی ہے ''قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ'' (ملاحظہ ہو کتاب ''قاری محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ'')

قاری فتح محمد پانی پتی' جناب قاری عبدالمالک اور اُستاذ محترم قاری محمد

Marfat.com

طفیل صاحب کے شاگرد ہیں۔ جب قاری غلام محمد اجمیری صاحب زانوئے تلمذ تہہ کرنے اُن کے پاس کراچی گئے تو انہوں نے پوچھا کہ ''تم نے کہاں پڑھا ہے؟'' پھر تمام حالات سے آگاہی کے بعد کہا کہ ''قاری محمد طفیل قرآن بہت ہی اچھا پڑھتا ہے مگر ہے بریلوی۔''

قاری احمد لکھنوی' قاری محمد شریف کے اُستاد ہیں۔ آپ ''مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ'' میں شیخ القراء کی مسند پر فائز تھے' نیز بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرسے میں بھی تدریسی فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ میں نے آپ سے بنوری ٹاؤن میں پڑھا ہے۔ جب میں حیدرآباد آیا تو پتہ چلا کہ قاری محمد طفیل صاحب یہیں ہیں چناں چہ میں نے ''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ'' اسٹیشن روڈ اور ''مدرسہ رکن الاسلام'' حیدرآباد میں اُستاد صاحب سے فیض حاصل کیا۔

قاری حافظ عبد الرحمٰن صاحب' اُستاد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے آپ کی معیت میں سرہند شریف میں حاضری بھی دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''جب احقر قاری احمد لکھنوی صاحب کے پاس پڑھنے کے لیے گیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' احقر نے عرض کی کہ ''حیدرآباد سے۔'' اس پر آپ فرمانے لگے کہ ''حیدرآباد میں ایک خوش شکل اور وجیہہ قاری صاحب ہیں جو بہت ہی عمدہ قرآن پڑھتے ہیں' کسی محفل میں اُن سے ملاقات ہوگئی تھی۔'' (حضرت کا اشارہ اُستاد محترم قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا)۔

قاری غلام رسول اور قاری محمد ابراہیم دونوں انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ''حیدرآباد شہر میں ایک شیخ القراء ہیں جنہوں نے فن قراءت میں بڑا نام پیدا کیا ہے اور جن کے شاگرد اب بھی اُن کے جاری کردہ فیضان کو عام کر رہے ہیں۔'' (یہاں بھی اُن کا اشارہ' اُستاد محترم ہی کی طرف ہے)۔

Marfat.com

قاری محمد حبیب اللہ خان فرماتے ہیں کہ ''آپ تجوید وقراءت کے اعتبار سے بہت عمدہ قرآن پڑھتے تھے۔ تہجد میں قرآن کے ۵ پارے پڑھنا' نیز تراویح میں سُنائی جانے والی منزل کو بعد از تراویح دہرانا آپ کا ہمیشہ معمول رہا۔ آپ مسجد' آرام باغ کراچی میں ہونے والی پانچ روزہ تراویح میں روزانہ چھ پارے سُنایا کرتے تھے۔ الغرض' اُستاذِ محترم جس محفل میں قدم رنجا فرماتے' لوگ آپ کو دیکھتے رہ جاتے۔''

مدرسہ رکن الاسلام میں تدریس

جب قبلہ قاری محمد طفیل صاحب نے تجوید وقرأت پڑھانا بند کر دی اور تجارت کا شغل اپنا کر کپڑے کا کاروبار شروع کر دیا تو یہ بات حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں تک بھی پہنچی۔ آپ نے حاجی محبوب الٰہی صاحب کو بلایا اور کہا کہ آپ قاری صاحب کے پاس جا کر اُن سے گفت وشنید کریں کہ ہم ''مدرسہ رکن الاسلام'' میں شعبۂ تجوید وقراءت شروع کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس شعبے میں پڑھانے پر رضا مند ہو جائیں تو آپ کو ہم شیخ الحدیث کے برابر تنخواہ دیں گے۔'' چناں چہ قاری صاحب سے معاملہ طے پا جانے کے بعد انہیں بصد عزت و تکریم ''مدرسہ رکن الاسلام'' میں شعبۂ تجوید وقرأت کی مسند پر بٹھا دیا گیا۔ اس مدرسے کے طلباء پر آپ نے اتنی محنت کی کہ دیکھنے والے عش عش کر اُٹھے۔ اقبال نے سچ ہی تو کہا ہے ؎

تری خودی میں اگر ہو انقلاب پیدا
عجب نہیں کہ یہ چار سُو بدل جائے

مدرسہ ''رُکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' آزاد میدان' ہیر آباد حیدر آباد میں تاثرات کے لیے جو کتاب رکھی ہے اُس میں یہ الفاظ بھی مرقوم ہیں:

Marfat.com

''۶۵-۵-۲۰ کو خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' میں دورہ فرماتے ہوئے حضرت قبلہ قاری محمد طفیل صاحب کے بارے میں فرمایا کہ ''قاری محمد طفیل صاحب کی محنت طلباء پر لائق صد تحسین ہے کیوں کہ میں نے جس طالب علم سے بھی کلام پاک سُنا' اُس نے پڑھنے کا حق ادا کر دیا۔''

(فجزاهُ اللّٰهُ خَيْرُ الجَزَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَة)

قاری محمد طفیل صاحب کے چہلم کے موقع پر قائد اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے جو تقریر فرمائی وہ آج تک قاری عبداللطیف امجد کے صاحب زادے کے پاس موجود ہے۔ اس تقریب مبارک میں قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ اور میں نے ختم شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

اُستادِ محترم کی بلند آوازی

جب مسجد وزیر خان میں نمازِ تراویح میں اُستادِ محترم قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تو آپ کی آواز برابر والی مسجد تک جایا کرتی۔ احقر جب ''مدرسہ رکن الاسلام'' ہیرآباد میں پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا تو شمع آرٹ المعروف بہ اللہ والا چوک میں کھڑے ہو کر اُستاد محترم کی آواز سماعت کیا کرتا تھا۔ یہ تو رہی آپ کے عالم پیری کی بات' آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عالم شباب میں آپ کی آواز کا عالم کیا ہو گا؟

قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہر (Stamp) چاند نما بنا رکھی تھی یعنی اس میں الفاظ کی صورت گری چاند کی شکل میں کی گئی تھی۔

Marfat.com

شیخ القراء مسند تدریس پر

شیخ القراء جب مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوتے تو آزاد کشمیر جنت نظیر کے ہیرے ڈاکٹر قاری عبد القدوس اور دندی سریال کے قاری محمد محمود الحسن چشتی، آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے ہوئے ہوتے۔ ربّ ذوالجلال کی لاریب کتاب کی تلاوت مسلسل چل رہی ہوتی۔ اُستاد جی فرمایا کرتے کہ ان جوانوں کی آواز کے ساتھ میری آواز بھی بلند ہو جاتی ہے۔ آپ نے مدرسہ دار العلوم، ملتان میں بطور مدرس فرائض انجام دیے۔ علاوہ ازیں اس مدرسے میں ہونے والے سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت میں ہونے والی سب سے پہلی تلاوت آپ ہی کرتے تھے۔ آپ نے دار العلوم امجدیہ کراچی میں بھی دو تین سال تک تدریسی فرائض انجام دیے۔

جناح مسجد اور نور مسجد میں ورودِ مسعود

جب ایک سال قائد ملت اسلامیہ، قائد اہل سُنّت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہالینڈ کے دورے پر تشریف لے گئے تو جناح مسجد، برنس روڈ، کراچی میں اُستادِ محترم قاری محمد طفیل صاحب کو اپنی جگہ تراویح کے مصلّے پر فائز فرما گئے۔ قبلہ اُستاد جی نے نورانی صاحب کے اس خلا کو بطریق احسن پورا کیا۔

اُستاذ القراء قاری محمد لطیف امجدی فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ ''مسجد نور'' کراچی کے لیے کوئی اچھا سا قاری مطلوب ہے۔ چوں کہ خطیب پاکستان اُس مسجد میں بروز جمعہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا اس بندۂ ناچیز نے شیخ القراء،

Marfat.com

الحاج، قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا: ”تراویح تو میں ضرور پڑھاؤں گا لیکن روزانہ ایک دیسی مرغ اور تین کلو دودھ استعمال کروں گا۔“

”احقر نے خطیب پاکستان کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ مسجد میں تراویح کے لیے ایک بہت بڑے جید اور ممتاز قاری کا بندوبست تو ہو گیا ہے مگر انہوں نے یہ شرط بھی رکھی ہے۔“ خطیب پاکستان نے فرمایا کہ ”یہ شرط پوری کرنا تو بہت مشکل ہے۔“ فدوی نے گزارش کی کہ ”ایک رات نماز تراویح میں قرآن پاک سُن لیں اگر لطف آئے تو شرط پوری کر دیں ورنہ ماشاء اللہ! جب شیخ القراء تشریف لائے اور مسجد نور کے مصلے پر کھڑے ہو کر ربّ کریم کا جو کلام پڑھا تو اُس میں اتنی دل کشی اور مٹھاس تھی کہ خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کہہ اُٹھے کہ: ”کوئی اور شخص اُن کی شرط کو پورا کرے یا نہ کرے فقیر اپنی جیب خاص سے روزانہ ایک دیسی مرغ اور تین کلو دودھ ان کی خدمت میں پیش کرے گا۔“ یہ سُن کر نجم القراء قاری عبداللطیف امجد صاحب کہنے لگے کہ ”میری محنت وصول ہو گئی۔“ ایک موقع پر خطیب پاکستان نے آپ کی تلاوت سُن کر فرمایا کہ ”قاری محمد طفیل صاحب کی تلاوت سے خوش بُو پھیل رہی ہے۔“

دیارِ غیر میں شیخ القراء کا فیض

”چمنستان طفیل رحمۃ اللہ علیہ“ کی خوش بُو حضرت قاری صاحب کے شاگردانِ

Marfat.com

رشید کے شاگردوں کے ذریعے آج امریکہ کے ایوانوں تک بھی پھیل چکی ہے۔
فخر القراء قاری خیر محمد چشتی صاحب نے ڈربن (ہالینڈ) میں اپنے شاگرد کو تجوید و قراءت کے ساتھ قرآن پڑھایا اور اُس نے امریکہ کے ایوانوں میں جا کر نمازِ تراویح میں نغمات قرآن سُنائے۔ قاری صاحب کا فیض آج بھی جاری ہے اور کیوں نہ ہو، جس عظیم ہستی نے ۵ سال مسجد نبوی شریف میں اللہ کا پاک کلام پڑھایا ہو اور اپنی حیات مستعار کے ۶۱ سال انتہائی خلوص اور للّٰہیت سے خدمت قرآن میں صرف کیے ہوں، اُس کا فیض اگر عام نہ ہوگا تو کیا ہوگا؟

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم

اُستادِ محترم پر ربّ کریم کا یہ خصوصی فضل و کرم تھا کہ آپ بار ہا لسّی پی لیتے پھر اس پر کولڈ ڈرنک یعنی ٹھنڈی بوتل پی جاتے اور پھر اس پر چائے نوش فرما لیتے مگر کیا مجال کہ آپ کو اپنے گلے میں خراش تک محسوس ہوتی ہو۔ جب آپ سے اس حوالے سے کچھ عرض کی جاتی تو فرماتے کہ ربّ کریم کا فرمان ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

”ہم نے قرآن نازل کیا ہے اس میں ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔“

آپ فرماتے کہ ”قرآن کی برکت سے میرے جسم اور جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔“ حقیقت بھی یہ ہے کہ اللہ کے خصوصی فضل و کرم کے طفیل آپ کو تادمِ آخر کوئی بیماری تک لاحق نہیں ہوئی۔

امتیازات خصوصی

جو باتیں آپ کو دیگر قراء سے ممتاز کرتی تھیں وہ یہ ہیں: آپ حافظ اجل

Marfat.com

تھے‘ پانچ پارے تہجد میں پڑھتے تھے‘ پھر تین پارے نمازِ فجر کے بعد قرآن پاک دیکھ کر تلاوت فرماتے تھے۔ یہ آپ کے روزانہ معمولات تھے۔ صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر تجوید وقراءت کی کلاس لیتے‘ پھر مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ‘ اسٹیشن روڈ میں قراء اور حفاظ کو پڑھاتے اور تھکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ نماز میں پورا قرآن تلاوت کرنا بھی آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ حرمین شریفین سمیت دیگر مقامات مقدسہ میں سے کوئی مقام ایسا نہیں جہاں آپ نے قرآن پاک کی تلاوت نہ کی ہو۔

فن خطاطی میں کمال

اُستاد محترم فن خطاطی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے فن خطاطی کے کئی نادر نمونے آج بھی کئی مساجد اور مزارات میں دیکھنے کو مل جاتے ہیں مثلاً آیۃ الکرسی‘ اور ۱۸ ویں پارے کی چند آیات‘ خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی‘ اور ائمہ اربعہ کے اسمائے گرامی آپ کی دیدہ زیب خطاطی کے نمونے کے طور پر آج بھی مائی خیری مسجد‘ فقیر کا پڑ میں دیکھنے والوں کو دعوتِ زیارت دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ شاہی مسجد‘ شاہی بازار‘ حیدرآباد‘ محمدی مسجد پریٹ آباد‘ مزار پُر انوار شمس العلماء داؤد پوتہ (سندھ یونی ورسٹی)‘ محمدی مسجد لطیف آباد نمبر ۵‘ ۱۰ پر خطاطی اور مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد کی سند آپ کے اس فن کے نادر نمونے ”دامن دل مے کشد کہ جا ایں جا است“ کا مصداق ہیں۔

خوش نویسی میں کمال

اُستاد محترم فن تجوید وقراءت میں کمال رکھنے کے ساتھ ساتھ فن خوش نویسی اور فن خطاطی کے بھی ماہر تھے۔ مشہور رئیس الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی سے آٹھ پارے حفظ کیے تھے اور ساتھ ہی ساتھ کتابت کی

Marfat.com

ابتدائی مشق بھی کی تھی۔

ایک مرتبہ جب چین کے وزیراعظم پاکستان کے دورے پر آئے تو آپ نے چار صفحات کا ایک اخبار چینی رسم الخط میں لکھ کر چینی وزیراعظم کی میز پر رکھ دیا۔ جب موصوف نے اسے دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا کہ ''کیا یہ چینی اخبار پاکستان میں شائع ہوتا ہے'' تو انہیں بتایا گیا کہ نہیں' یہ اخبار تو رئیس الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ یہ سن کر چین کے وزیراعظم نے نہ صرف حافظ صاحب سے ہاتھ ملایا بلکہ اُن کے ساتھ تصویر بھی کھنچوائی۔ اس تصویر میں شیخ القراء الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ' حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ اور چینی وزیراعظم ائیر پورٹ پر ہوائی جہاز کے ساتھ کھڑے ہیں۔

تصنّع سے اجتناب

آپ تکلّف' تصنّع اور بناوٹ سے بے نیاز تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔ جب بھی کوئی قاری آپ کے سامنے تکلّف و تصنّع کے ساتھ تلاوت کرتا تو یہ بناوٹ آپ کو سخت ناگوار گزرتی تھی۔ جب حیدرآباد میں مصری قراء تشریف لاتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو لوگ جھوم اُٹھتے کیوں کہ اُن کی تجوید و قراءت تو سب پر عیاں تھی۔ جب مصری قراء تلاوت کرتے تو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے' اُن کا چہرہ سُرخ ہو جاتا۔ ایک ایسی ہی محفل میں شیخ القراء قاری محمد شاہد صاحب موجود تھے اور اُستاد محترم بھی شریک تھے۔ آپ نے سورۂ حدید کی تلاوت ''قرأت سبعہ'' میں کی۔ چوں کہ آپ قرآن کریم بلا تصنّع پڑھتے تھے اس لیے آپ کو مصری قراء کا اس طرح پڑھنا بالکل اچھا نہیں لگا' چناں چہ آپ نے ایک اشتہار شائع کروایا جس میں آپ نے کتب تجوید کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ مصری قراء کی طرح

Marfat.com

قرآن کریم کی تلاوت کرنا کبھی بھی شیوخ قراء کا معمول اور طریقہ نہیں رہا ہے۔

اُستاد قاری محمد طفیل صاحب کے سامنے جب بھی کوئی تکلّف اور بناوٹ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھتا تو آپ اُسے اُسی وقت ٹوک دیتے۔ فن تجوید وقرأت کا اصول بھی یہی ہے۔ اُستاد محترم جب بڑے بڑے شیوخ قراء کا تکلّف کے ساتھ قرآن پڑھنا پسند نہ فرماتے تھے تو پھر اپنے شاگردوں کا تصنّع کے ساتھ پڑھنا کس طرح گوارا کر سکتے تھے۔ آپ اپنے شاگردوں کو ہمیشہ یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن کو تجوید وقرأت کا لحاظ کرتے ہوئے بلا تکلّف پڑھا کرو۔" جزری کا شعر ہے ؎

من غیر تکلّف من لطف بلا لقب

قاری صاحب جب بھی قرآن کریم پڑھتے تو اس کا حق ادا کر دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں جو بھی آپ کے سامنے اچھا قرآن کریم پڑھتا تو آپ اُس کی حوصلہ افزائی فرماتے چاہے وہ آپ کا شاگرد ہوتا' کسی اور قاری کا یا پھر آپ کے شاگردوں کا شاگرد۔ ایسے قاری کو آپ داد و دُعا سے مستفیض فرماتے' اُسے شفقت ومحبت سے بوسہ دیتے۔ جو شاگرد نادار ہوتا اُس کی مالی معاونت بھی فرماتے تھے۔

قاری صاحب مجھ پر تو حد درجہ مہربان تھے۔ مجھے پڑھاتے بھی تھے اور اپنے بچوں کے ساتھ دستر خوان پر بٹھا کر کھانا بھی کھلاتے تھے' اور دوران طعام حد درجہ میری خاطر تواضع بھی فرماتے تھے۔ اُستاد محترم ہر اعتبار سے ایک عظیم انسان تھے۔ جب میں نے حیدر آباد کو خیر باد کہا تو اُستاد جی نے مجھے خط لکھا جس میں مرقوم تھا کہ "آپ قاری حبیب اللہ صاحب کو پڑھائیں۔" پھر موصوف کئی مرتبہ میرے پاس تشریف بھی لائے۔

قاری حبیب اللہ اور قاری محمد طفیل صاحب دونوں ایک دوسرے کا حد

Marfat.com

درجہ احترام و اکرام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ قاری محمد طفیل صاحب کی دعوت پر وہ کراچی سے تشریف لائے اور آزاد میدان والی مسجد میں محفلِ شبینہ میں ۲۵ واں پارہ پڑھا۔ اس کی سماعت خود اُستاد محترم نے بنفس نفیس کی اور انہیں خوب داد و تحسین سے نوازا حتیٰ کہ اُن سے بغل گیر ہو گئے۔ ایک بار قاری حبیب اللہ حیدرآباد میں کسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ قاری محمد طفیل صاحب انہیں بازو سے پکڑ کر محفل شبینہ میں لے آئے۔

کمالِ شفقت کا مظاہرہ

''المشرف ہوٹل'' سرے گھاٹ کے مالک حاجی صاحب آپ کے رفیق خاص تھے۔ مرحوم آفتاب صاحب مارکیٹ جامع مسجد کی کمیٹی کے صدر تھے۔ ان حضرات نے ایک بار جب آپ سے فرمائش کی کہ ''قاری صاحب! اس مرتبہ آپ تراویح میں قرآن پاک ہماری مسجد میں سُنائیں۔'' تو آپ نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے راقم الحروف کا نام پیش کیا اور احقر کو حکم دیا کہ انٹرویو کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ پھر آپ بنفس نفیس خود راقم کے ساتھ تشریف لے گئے اور انٹرویو دلا کر تراویح کے مصلّے پر کھڑا کر دیا۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

آپ کے سر پر ہمیشہ عمامہ شریف' گلے میں رومال اور ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی۔ آپ کی داڑھی شریف سنت کے عین مطابق تھی' آپ نے ایک حجام حجامت کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ صرف وہی آپ کی حجامت کیا کرتا تھا۔

اُستادِ محترم کی حاضر جوابی

قاری محمد علی مدنی شکارپوری' حیدرآباد کی میمن مسجد میں قرآن پاک

Marfat.com

سُنانے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک روز اُستادِ محترم اُن سے ملاقات کی غرض سے اُن کی قیام گاہ پر پہنچے۔ سلام و کلام کے بعد جب قاری محمد علی شکار پوری نے آپ سے طنزیہ لہجے میں کہا کہ ''اچھا! تو آپ ہی شیخ القراء ہیں؟'' تو آپ نے فوراً جواباً فرمایا: ''جی ہاں! مجھ ہی کو لوگ شیخ القراء کہتے ہیں۔'' یہ سُن کر قاری محمد علی شکار پوری مہر بلب ہو گئے گویا آپ نے ایک ہی جملے میں جواب دے کر اُن پر یہ حقیقت آشکار کر دی کہ ۔

ذرّۂ خاک کو ہاں! چشمِ حقارت سے نہ دیکھ
اس کی ترکیب بھی اجزائے سماوات سے ہے

Marfat.com

میرے اُستادؒ میرا افتخار

از ......کمال القراء حضرت قاری کمال الدین نقشبندی' مدظلہٗ العالی
(مدرس حفظ وقرأت جامع مسجد "ملت اسلامیہ" اسلام آباد چوک' حیدرآباد)

اُستاد گرامی کا معمول

اُستادِ گرامی جب صبح کے وقت "مدرسہ رکن الاسلام" میں تشریف لاتے تو اُس وقت سے لے کر مدرسے میں چھٹی کے ٹائم تک بآوازِ بلند طلباء کومشق قرأت کرایا کرتے تھے۔ آپ نہایت شفیق' مہربان اور فن تجوید کے بہت بڑے ماہر و مشاق تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنی محنت کرنے والے اور محبت وشوق سے پڑھانے والے اُستاد نہیں دیکھے۔ اُستادِ گرامی کے شب و روز کا معمول اس شعر کی عکاسی کرتا تھا۔

ہر نفس حکمِ خدا ہے' ہر قدم جہدِ حیات
اس سے آگے اور عُقدے میں نے سلجھائے نہیں

مدرسہ رکن الاسلام میں تدریسی فرائض انجام دینے کے بعد بھی ظہر کی نماز کے بعد آپ اپنے طور پر طلباء کومشق کروایا کرتے تھے پھر اس کے بعد مغرب کے بعد بخاری مسجد میں اور عشاء کے بعد مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ' اسٹیشن روڈ میں طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن تجوید میں "حظِ وافر" عطا فرمایا تھا۔

میں نے آپ سے مدرسہ رکن الاسلام میں فن تجوید سیکھا اور قرآن مجید

اوّل تا آخر ''حدر'' میں سنایا۔ آپ اپنے شاگردوں میں مسلکی اعتبار سے کسی بھی قسم کی تفریق نہیں فرماتے تھے۔ بریلوی کے ساتھ دیو بندی حضرات بھی آ کر آپ سے اکتسابِ فیض کیا کرتے تھے۔ آپ کا مسلک الفت و محبت تھا جو اس شعر کا مکمل آئینہ دار تھا۔

مسلمانو! گروہ سازی کو اب یکسر مٹا دو تم
جو ہیں رُوٹھے ہوئے تم سے اُنہیں جا کر منا لو تم
پھر اپنے مسلکِ دیرینہ پر ہو کر عمل پیرا
غریبوں، دشمنوں کو اپنے سینے سے لگا لو تم

جب کہیں محفل حسن قرأت ہوتی تو اُستاد مکرم اپنے فن کے ذریعے ساری محفل پر چھا جاتے مثلاً گورنمنٹ ہائی اسکول، گول بلڈنگ حیدرآباد میں جب بین الاقوامی محفل حسن قرأت ہوئی تو اس میں جہاں بھر سے نامور قرأ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی آواز اور فن کا جادو جگایا۔ ان بین الاقوامی قراء میں قاری محمود الخلیل الحصری، شیخ عبدالباسط اور قاری شاہد خان لکھنوی (ٹنڈو محمد خان) جیسے قراء شامل تھے۔ جب آخر میں اُستاد مکرم کی باری تو آپ تمام محفل کے قراء پر سبقت لے گئے۔

قرأت کے انداز

اُستادِ محترم ہمیشہ قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ محفل شبینہ میں آپ کے پڑھنے کا انداز اور تھا، نماز میں قرأت کا انداز کچھ اور تو مدارس میں طلباء کو پڑھاتے وقت کچھ اور ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔ بعض اوقات آپ کی تلاوت کی آواز سُن کر لوگ عش عش کر اُٹھتے۔ آپ نے

Marfat.com

مجھ پر خصوصی کرم فرمایا کہ مجھے ۵/۶ پارے ترتیل میں پڑھائے نیز پورے قرآن پاک میں سے تجوید و قرأت کی مشق کروائی۔

فیضانِ طفیل

میرے ہم عصر قراء میں ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر (ایم۔ این۔ اے)' قاری عبداللطیف امجد' قاری غلام حسین شجاع آبادی' قاری منظور احمد (ٹیلی گراف کوٹری)' قاری عبدالعزیز نقشبندی' قاری نورالحسن چشتی' قاری محمود الحسن چشتی اور قاری چراغ دین اعوان شامل ہیں۔ یہ سب آپ سے قرأت میں مشق کرنا سیکھا کرتے تھے اور اس وقت یہ سب پوری دُنیا میں ''فیضانِ شیخ القراء'' کو عام کر رہے ہیں۔

یہ آپ ہی کا فیضان ہے کہ میں عرصہ ۳۸ سال سے ملت اسلامیہ کی جامع مسجد میں حفظ و قرأت کی تدریس کا فریضہ انجام دے رہا ہوں۔ جب میں نے اُستاذِ گرامی کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا تو اُس وقت میری عمر صرف ۲۲ سال تھی۔

پریٹ آباد سے پانچ آدمیوں کا ایک گروپ آپ کے پاس پڑھنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ آپ اُس سے فرمایا کرتے تھے کہ پھلیلی تانگہ اسٹینڈ کے عقب میں ساگر کالونی میں موجود قاری کمال الدین سے پڑھ لیا کرو۔ اُس وقت آپ کی عمر مبارک ۴۰/۴۵ سال کے قریب تھی۔

فنِ کتابت میں مہارت

آپ فنِ کتابت میں بھی مہارتِ تامّہ رکھتے تھے۔ اس حوالے سے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کی سند' آپ کی کتابت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے بسم اللہ

Marfat.com

شریف کے بھی کئی نمونے کتابت کیے تھے۔ آپ کے عربی رسم الخط میں عجب دل کشی اور نکھار پایا جاتا ہے۔ اُستادِ محترم طلباء کو پڑھاتے بھی رہتے اور ساتھ ساتھ کتابت بھی کرتے رہتے تھے۔

طبیعت

اتنے بڑے شیخ القراء ہونے کے باوجود اُستاذِ گرامی کی طبیعت انتہاء درجے کی سادہ تھی۔ آپ فخر و غرور کو اپنے نزدیک پھٹکنے ہی نہیں دیتے تھے۔ آپ کے سامنے ہمہ وقت طلباء کا ایک جم غفیر موجود رہتا مگر آپ تھے کہ ذرّہ برابر بھی اُکتاتے نہیں تھے اور نہ ہی کسی قسم کی پریشانی کو کبھی خاطر میں لاتے تھے۔ کوئی کسی بھی وقت آ جاتا' آپ اس کی جھولی علم و حکمت کے موتیوں سے بھر دیتے۔

Marfat.com

باب دوم

مشاہیرِ ملّت کے مضامین

Marfat.com

قاریوں کے بادشاہ

از...... حضرت شیخ الحدیث والفقہ ' فخر السادات علامہ مولانا سیّد محمد علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ
خطیب ''نور مسجد'' پنجرہ پول اور سابق ممبر قومی اسمبلی حیدر آباد سندھ

ضروری نوٹ:

حضرت شیخ الحدیث والفقہ ' فخر السادات علامہ سیّد محمد علی رضوی (سابق ایم۔این۔اے) دامت برکاتہم العالیہ کی عمر اس وقت سو سال سے زائد ہے۔ آپ اپنے دولت خانے پر ہر روز درود شریف کی محفل سجاتے ہیں۔ آپ کے پاس بہت ہی نایاب دینی کتابیں ہیں۔ آپ زبردست خطیب اور عالم دین ہیں۔ احقر (قاری محمد سلیمان اعوان سردبہ)' حضرت کے برادر زادے (بھتیجے) جناب سیّد افسر علی صاحب اور جناب قاری محمد حسین (پروڈیوسر ریڈیو پاکستان حیدر آباد) کے ساتھ ۲ مارچ ۲۰۰۷ء کو آپ کے دولت کدے پر حاضر ہوا اور ملاقات کی۔ احقر نے حضرت کو اُستاذی المکرّم حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اظہار خیال کی دعوت دی۔ آپ نے اس سلسلے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا انہیں بصورتِ مضمون قارئین کے لیے پیش کیا جا رہا ہے (مرتب)۔

الحمد للہ! میں پاکستان بننے کے ایک سال بعد ہی لاہور آ گیا تھا۔ میرے پھوپھی زاد بھائی علامہ ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب ''تفسیر حسنات'' اور

Marfat.com

ترجمہ و حاشیہ نگار قصیدہ بُردہ شریف) اُس وقت مسجد ''وزیر خان'' میں امام تھے۔ انہوں نے الحاج قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کو نائب امام مقرر کرلیا۔

قرآن پاک پڑھنے کے دو انداز ہیں۔ ایک پانی پت کا' دوسرا لکھنؤ کا۔ ان لہجوں میں جولب و لہجہ سب سے زیادہ مقبول ہے وہ ''حجازی مصری'' ہے۔ قاری محمد طفیل صاحب تو قاریوں کے بادشاہ تھے' انہیں ان لہجوں پر عبور حاصل تھا اور حجازی مصری لہجہ تو اُن کا منفرد لہجہ تھا جسے آج تک کوئی قاری نہ اپنا سکا۔ وہ تیس پاروں کو زبانی سناتے تھے اور جہاں سے چاہتے وہاں سے زبانی ''ترتیل'' میں پڑھ کر سناتے تھے۔ ہم نے اُن کے بارے میں کبھی اور کہیں یہ نہیں سنا کہ ''وہ ریڈیو سے تلاوتیں سن کر اُن کی نقالی کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے قراء کیا کرتے ہیں۔''

حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ کو ربّ کریم نے خصوصی انعام سے نوازا تھا۔ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے اُن کی آواز کا یہ عالم تھا کہ جب وہ مسجد ''وزیر خان'' لاہور میں قرآن سناتے تھے تو لنڈے بازار میں آواز آتی تھی۔ قاری سلیمان! تمہارے اس سوال پر کہ ''آپ علیہ الرحمتہ یہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قاری محمد طفیل صاحب ''مائی خیری'' مسجد' فقیر کا پڑ سے اذان دیا کرتے تھے تو پھلیلی نہر کے پل پر آواز سنائی دیتی تھی۔'' میں آج بھی یہ بات کہتا ہوں کہ ''اُن کی آواز کا یہی عالم تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی جب وہ مسجد ''وزیر خان'' لاہور سے اذان دیا کرتے تو چھوٹی انارکلی میں اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔''!

جب وہ کہیں دورے پر تشریف لے جاتے تو ہم ہی اُن کی مساجد (یعنی ''کریمی مسجد'' کھاتہ چوک اور ''مائی خیری مسجد'' فقیر کا پڑ) میں وعظ و

Marfat.com

خطبہ دیا کرتے تھے۔ حضرت قاری صاحب علیہ الرحمتہ کا دولت کدہ' کھاتہ چوک میں پیر ایرانی علیہ الرحمتہ کے گھر کے برابر تھا۔ بہت سے لوگ اُن سے قرآن پاک سننے کے خواہش مند ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ عوام الناس کی خواہش پر تین روزہ تراویح ''جامع مسجد'' آزاد میدان' ہیر آباد میں سنایا کرتے تھے۔ وہ جب تک حیدرآباد میں رہے انہوں نے مذکورہ تراویح پڑھائی۔ اُن کی عدم موجودگی میں اجمیر شریف کے ایک امام نماز پڑھاتے تھے۔

حیدرآباد کے قریب ایک شہر ہے ''ٹنڈو اللہ یار'' وہاں پر قاری عبد المالک تشریف لائے ہوئے تھے' حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ آپ انہیں لے کر ''مائی خیری مسجد'' میں آئے۔ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد مقتدی حضرات نے کہا کہ ''یہ بھی کوئی قاری ہیں جن کی آواز حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کے سامنے ہیچ ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن پاک کے لحاظ سے قرأت آپ پر ختم تھی۔ قاری غلام رسول لاہور والے' بڑے مشہور قاری ہیں مگر جو بات حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ میری نظر میں حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ جیسا کسی اور ماں نے جنا ہی نہیں۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت نفیس کاتب بھی تھے آپ نے لاہور میں فن کتابت سیکھا۔ مشہور خطاط حافظ یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ خطاطی میں آپ کے شاگرد تھے۔

ا۔ قبلہ سیّد محمد علی رضوی صاحب نے ملاقات میں موجود احقر سمیت دیگر افراد کے سامنے اُستاد مکرم قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی بلند آواز کے متعلق اسی طرح ارشاد فرمایا تھا جو من و عن لکھ دیا گیا ہے۔

(مرتب)

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ الباری کا عرس مبارک سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوتا تھا۔ حضرت الحاج الحافظ القاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اُس عرس مبارک میں جایا کرتے تھے۔ قاری عبدالمالک کا گروہ بھی جایا کرتا تھا ایک مرتبہ اُن کے گروہ کا ایک قاری اُٹھا، تلاوت کی، پھر دوسرے نے اور پھر تیسرے نے تلاوت کی۔ پھر جب قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ اُٹھے اور اس قدر بلند آواز میں تلاوت کی کہ تمام قاری بشمول قاری عبدالمالک دنگ رہ گئے کہ اتنے نفیس لب ولہجہ اور لاجواب قراءت کا حامل شخص بھی اس دھرتی پر موجود ہے۔ سامعین پھڑک اُٹھے اور کہا، ''اھلاً و سھلاً مرحبا'' ''خوش آمدید''، ''ست بسم اللہ جی آیا نوں۔'' حضرت قاری طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عبدالمالک! تم کیا سمجھتے ہو کہ تم ہی اس جنگل کے شیر ہو؟ دیکھو یہاں کوئی اور بھی شیر ہے۔'' اس واقعے کے بعد آپ سرہند شریف میں اپنے شاگردوں کو بھی لے جانے لگے اور اس طرح وہاں پر سُنّیوں کو بھی قرأتِ قرآن کا موقع ملا۔ حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ کو پیر جماعت علی نقشبندی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان لے کر آئے تھے اور آپ اُن ہی سے شرفِ بیعت حاصل کیے ہوئے تھے۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اُن کے ایک عزیز کی صاحب زادی عاشق تھیں۔ جب لڑکی کے والدین نے اُس سے شادی کے لیے کہا تو اُس لڑکی نے انکار کر دیا۔ جب لڑکی کے ماں باپ نے اس سلسلے میں زیادہ اصرار کیا تو اُس خاتون نے کہا کہ: ''اگر شادی کرنا ہوئی تو قاری طفیل سے کروں گی ورنہ نہیں۔'' آپ کے رشتے داروں نے آپ کے والد سے کہا کہ ''قاری صاحب

Marfat.com

یہاں سے کہیں اور بھیج دو' ورنہ ہم اسے قتل کر دیں گے۔" چناں چہ آپ کے والد ماجد حاجی عبدالرحمٰن نے آپ کو "دہلی دروازہ" لاہور بھیج دیا جہاں آپ اپنے چچا کے ساتھ سبزی کا کاروبار کرنے لگے۔ پھر قاری صاحب کو مزید دھمکیاں ملنے لگیں کہ "ہندوستان چھوڑ دو۔" چناں چہ ہندوستان چھوڑ کر آپ حجاز مقدس چلے گئے جہاں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں "قرأت سبعہ عشرہ" پڑھنے لگے۔ جب آپ ۱۲ سال بعد واپس ملک تشریف لائے تو لڑکی سے شادی کے لیے دوبارہ کہا گیا مگر اُس نیک اور پاک سیرت خاتون نے کہا کہ "شادی تو قاری محمد طفیل ہی سے کروں گی۔" لڑکی کے والدین نے قاری صاحب سے کہا کہ "آپ ہماری صاحب زادی سے شادی کر لیں۔" چناں چہ آپ نے اس رشتے کو منظور فرما لیا۔ جب نکاح ہونے لگا تو اُس خاتون نیک سیرت نے کہا کہ "مہر کے ساتھ میری ایک شرط یہ ہے کہ "قاری محمد طفیل مجھے ہر روز قرآن پاک کا ایک رکوع سنایا کریں گے۔" آپ کی ایک زوجہ مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں ہوا کرتی تھیں تو دوسری حیدرآباد میں کھاتہ چوک کریمی مسجد کے پاس رہا کرتی تھیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ "وہ اتنے بڑے قاری ہونے کے باوجود ذرائع ابلاغ یعنی میڈیا پر نہ آ سکے' کیا وجہ ہے؟" میں یہ کہوں گا کہ کچھ ناز برداریاں' محکمے والوں کی بھی کرنا پڑتی ہیں' چاپلوسی کی عادت قاری محمد طفیل صاحب میں نہیں تھی۔ ہیرآباد والے پیر عظمت علی شاہ سو سے زائد TDK کی کیسٹیں لے کر رکھے رہے تاکہ آپ تلاوتِ کلام پاک اپنی آواز میں ریکارڈ کرا دیں۔ آپ "ہاں" فرما دیتے۔ مبع حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ

''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' چلے جاتے' وہاں قرآن پڑھاتے' پھر مائی خیری مسجد آ جاتے اور پھر وہاں سے ''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ'' اسٹیشن روڈ چلے جاتے۔ پیر صاحب کا بھی انتقال ہو گیا اور خود حضرت قاری محمد طفیل بھی وصال فرما گئے۔ وہ سارے کیسٹیں الماری میں رکھے رہ گئے اور قرآن پاک ریکارڈ نہ ہو سکا البتہ اس کے بدلے ہزاروں شاگرد' چند اساتذہ کی شکل میں تیار کر دیے۔ قاری صاحب نے ماشاء اللہ! سنت شریف کے مطابق چہرے پر داڑھی مبارک اور سر پر عمامہ شریف عمر بھر رکھا' مصری قاریوں کی طرح نہیں کہ داڑھی بھی چٹ' مونچھیں بھی چٹ۔ ؎

لاہور اور حیدر آباد میں مجھ سے اُن کی ملاقاتیں رہیں۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ' سرہند والی سرکار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے عاشق تھے۔ اُن سے محبت کی وجہ سے وہ سرہند شریف جایا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل امرتسر سے سرہند شریف اور قیام پاکستان کے بعد یہاں اگر لاہور' ملتان' حیدر آباد اور کراچی میں ہیں تو یہاں سے سرہند شریف جایا کرتے تھے۔

لاہور میں مسجد ''وزیر خان''، ''دالگراں چشتیہ مسجد'' مدرسہ انوار العلوم ملتان' مدرسہ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' حیدر آباد اور ''دار العلوم امجدیہ'' عالمگیر روڈ

ا۔ مصری قراء' ائمہ اور خطباء کے داڑھی کے بال آتے تو ضرور ہیں مگر انہیں حکومت مصر کے حکم کے تحت داڑھی کو منڈوانا پڑتا ہے کیوں کہ مصری حکومت کے نزدیک داڑھی والا شخص ''اخوان المسلمین'' سے تعلق رکھتا ہے' عالمی ''مقابلۂ حفظ و قرأت'' مکہ مکرمہ میں ایک مصری قاری ''سید محمد حسانین جبریل'' من اسکندریہ ہمارے ساتھ شریک مقابلہ تھے' اُن کے داڑھی شریف تھی' وہ اخوان المسلمین سے تعلق رکھتے تھے۔ آج کل وہ دمام میں خطیب و امام ہیں۔

(مرتب)

Marfat.com

کراچی سے آپ نے ہزاروں شاگرد پیدا کیے۔ قرآن پاک کی نورانیت کی وجہ سے اُن کا چہرہ مبارک ہمیشہ قندھاری انار کی طرح لال سُرخ رہا کرتا تھا۔ وہ اہل سنت و جماعت کا نام روشن فرما گئے۔ وہ قرآن پاک کو رضا للہ پڑھ کر دنیا سے ایسے گئے کہ آج بھی اُن کی قبر مبارک منور و مستنیر ہے۔ اُن کا لگایا ہوا قرآنی باغیچہ آج بھی مہک رہا ہے اور شاگردوں کی شکل میں تا قیامت اسی طرح معطر رہے گا۔ ربّ کریم اُن کی قبر میں رحمت فرمائے۔ آمین۔

العبد سیّد محمد علی رضوی عفی عنہ، حیدر آباد سندھ

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ میری نظر میں

از...... قاری العصر، حضرت محمد شاہد لکھنوی صاحب
(حال مقیم ٹنڈو محمد خان سندھ)

ضروری وضاحتی نوٹ:

احقر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی نے اپنے تلمیذ رشید قاری خلیل الرحمٰن تونسوی کے ساتھ قاری العصر حضرت قاری محمد شاہد لکھنوی صاحب سے بتاریخ ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء بروز جمعہ بوقت صبح دس بجے آپ کے دولت کدے پر ملاقات کی اور اُستادِ محترم کے بارے میں اظہارِ خیال کی دعوت دی۔ اس سلسلے میں موصوف نے جو کچھ ارشاد فرمایا' وہ مضمون کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)۔

حضرت رئیس القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ۱۹۳۷ء میں سرہند شریف میں ہوئی تھی جب وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ۵ سال تک شیخ القراء بالمدینہ المنورہ' شیخ ابراہیم شاعر رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید و قرأت کی مشق کر کے تازہ بہ تازہ مدینہ منورہ سے تشریف لائے تھے۔ وہ قرآن کریم پڑھتے تھے اور لاجواب پڑھتے تھے۔ وہ حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مقدس میں ختم شریف بھی پڑھتے تھے۔ احقر بھی سات سال کی عمر سے اس

Marfat.com

عرس میں حاضر ہوتا رہا تھا۔ یہ واحد عرس تھا جس میں قوالی یا اس نوع کی کوئی دوسری چیز نہ ہوتی تھی، صرف تلاوت قرآن کریم ہوتی تھی۔

قاری صاحب پہلے شخص تھے جو لاہور سے ایک قافلے کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے ہی اس عرس میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد نعت شریف کا سلسلہ شروع کیا۔ اس عرس مقدس کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس میں ''بخاری شریف'' کا ختم شریف بھی ہوتا تھا جس میں علمائے کرام تشریف لاتے تھے اور بخاری شریف کے ڈیڑھ یا دو ختم شریف ہو جاتے تھے۔

لکھنؤ کے قراء لکھنوی قاریوں کے علاوہ کسی اور قاری کو پسند نہ کرتے تھے۔ حضرت امام ربانی کے عرس میں لکھنؤ کے دس یا بارہ مشہور و معروف قراء ہوتے تھے، کم سن قاری الگ ہوتے تھے جن کی تعداد تقریباً چالیس یا پچاس ہُوا کرتی تھی۔ ٹرین کی ایک پوری بوگی ان قراء سے بھری ہوئی آتی تھی۔ ان کے ساتھ ایک حکیم ہوتا تھا۔ ان قراء کے کھانے پینے کا انتظام بھی الگ سے ہوتا تھا۔ سرہند شریف میں ہم قاریوں کا قیام بیس یا پچیس روز ہوتا تھا۔ قراء میں قاری عبد المالک اور دیگر قاری حضرات بھی ہوتے تھے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ لکھنؤ کے قاری، لکھنؤ کے علاوہ کسی اور جگہ کے قاری کو قاریٔ قرآن نہیں سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ''اُن جیسا کوئی قاری نہیں۔'' سرہند شریف میں حضرت امام ربانی کے عرس مقدس پر مزار شریف کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر جب حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ نے تلاوت قرآن شروع کر دی تو لکھنؤ کے قاریوں نے کہا کہ ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ نہ بیٹھے، پھر آواز آئی کہ ''بیٹھ جاؤ۔'' مگر حضرت قاری محمد طفیل نہ بیٹھے۔ بالآخر یہ بندۂ ناچیز (یعنی قاری محمد شاہد لکھنوی) انہیں قاریوں کے مجمعے میں لے آیا اور اپنے قافلے میں

Marfat.com

بٹھایا۔ پھر آپ نے تلاوت شروع کر دی اور لکھنؤ کے قراء کا شور ختم گیا۔

میں لکھنؤ کے قاریوں سے کہتا تھا کہ قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ قرآن کریم بڑے ہی نفیس انداز سے پڑھتے ہیں انہیں پڑھنے دیں چناں چہ لکھنؤ کے قاریوں نے میری بات کو تسلیم کیا اور انہیں آغاز ہی میں تلاوت کا موقع دیا۔ میں حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ کو ذاتی طور پر پسند کرتا تھا۔ ایام عرس میں قرأت قرآن کریم کے لیے یہ لازمی شرط ہوتی تھی کہ قاری کی آواز شیریں اور بلند ہو اور لحن یا صوت اچھا ہو۔ اس خاصیت کے حامل قاری کو قرآن پڑھنے دیتے تھے ورنہ نہیں۔ میں نے قاری طفیل علیہ الرحمتہ کو ہمت دلائی کہ ''آپ تلاوت فرمائیں۔'' حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر روضہ شریف کے اندر اجتماع ہوتا تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان قل شریف پڑھے جاتے تھے۔ اس نشست میں حضرت قاری محمد طفیل مجددی رحمۃ اللہ علیہ بڑے کرّ وفر کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔ کیوں کہ آپ مدینہ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے تازہ بہ تازہ پڑھ کر آئے تھے اور تجوید وقرأت کے اعتبار سے وہ مکمل طور پر تیار تھے۔ جب آپ تلاوت فرماتے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کے پڑھنے پر تو آپ کو مصری اور مدنی قاریوں نے بھی خوب داد دی تھی۔

ایک مرتبہ ہم دونوں قاری اسلام آباد میں مرکزی مقابلۂ حسن قرأت میں منتخب ہو کر گئے۔ ہم نے ایک ہی ہوائی جہاز میں سفر کیا۔ جب وہاں پہنچے تو قبلہ قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ''تلاوت قاری محمد شاہد لکھنوی فرمائیں گے۔'' ازاں بعد اسلام آباد سے احقر، سیّد علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری کے لیے لاہور چلا گیا اور حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ حیدر آباد سندھ چلے آئے۔

لکھنؤ کے قراء اور قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ قرآن پاک کو سامنے رکھ کر تلاوت کرنے کو بے عیب سمجھتے تھے۔ قاریٔ قرآن ہی قرآن پاک کو دیکھ تلاوت کیا کرتے ہیں۔ آج کل کے قاری عموماً گویے قسم کے قاری ہیں جو قرآن کا حق ادا نہیں کرتے البتہ قبلہ قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ کی بات ہی اور تھی۔ آپ قرآن میں جہاں سے چاہتے وہاں سے ''ترتیل'' اور ''تدویر'' سے پڑھ کر بتاتے' اس لیے میں اُن کا مداح اور قدر دان ہو گیا تھا۔ آپ جب سے عرب سے پڑھ کر آئے تھے قرآن کو عربی لہجے میں زیادہ پڑھتے تھے اس لیے میں اُن کو پسند کرتا تھا۔ ہم نے قرآن کریم کو ذریعۂ معاش کبھی نہیں بنایا بلکہ اسے خیر و برکت کے لیے فی سبیل اللہ پڑھایا۔

ایک مرتبہ شہداد پور میں محفل قرأت ہوئی۔ میں ٹنڈو محمد خان سے اور قاری محمد طفیل حیدر آباد سے شہداد پور پہنچے۔ کراچی سے ایک پروفیسر اور ایک مصری قاری' جو نیو ٹاؤن میں پڑھایا کرتے تھے شہداد پور کی اس محفل قرأت میں پہنچے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''ان محافل میں کوئی صدر اور مہمان خصوصی بھی ہوتا ہے؟'' تو احقر نے انہیں بتایا کہ یہ بندۂ ناچیز اور قاری محمد طفیل ہی صدر اور مہمان خصوصی ہوتے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ حیدر آباد اور شہداد پور کی محافل قرأت میں ہم دونوں ہی صدر اور مہمان خصوصی ہُوا کرتے تھے۔

قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ! تمہارے اس سوال کے جواب میں کہ ''حضرت اُستاذی قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ نے مدرسے اور مسجد کے لیے اپنے پاس پانچ لاکھ روپے ذاتی رکھے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ ہم اس رقم سے لاہور میں مسجد و مدرسہ بنائیں گے۔'' میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ''انہوں نے اس بارے میں مجھ سے ذکر کیا تھا مگر اُن کی یہ خواہش ادھوری رہ گئی اور وہ اپنے بچوں

کے ساتھ کراچی چلے گئے۔"

قاری خلیل الرحمٰن تونسوی! تمہارے اس سوال پر کہ "آپ قاری عبد الباسط محمد عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ (مصری) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟" میں یہ کہوں گا کہ "وہ میری نظر میں آرٹسٹ ہے' قاری بھی کہہ لو۔ قاری تو دراصل شیخ محمد رفعت علیہ الرحمتہ تھے' قاری تو اصل میں شیخ محمد مصطفیٰ اسماعیل تھے جو قرآن پاک اپنے اوپر طاری کرلیا کرتے تھے۔ جب وہ آیت کریمہ "اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا " تلاوت کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے قرآن پاک کا نزول ہو رہا ہو۔ قراء کی نئی نسل کے لیے میرا یہ پیغام اور عمدہ مشورہ ہے کہ الشیخ محمود خلیل الحصری شیخ المغازی مصر' مقری ہے' اُستاد ہے' میری نظر میں الشیخ محمد صدیق المنشاوی رحمۃ اللہ علیہ' الشیخ محمد رفعت اور الشیخ محمد مصطفیٰ اسماعیل صاحب فن وقرأت ہیں۔ ان حضرات کو سننا چاہیے۔ یہی لوگ قرآن کریم کے ماہرِ مشاق ہیں انہیں سُن کر پھر طریقے سے قرآن پڑھنا چاہیے۔"

حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ کے درس وتدریس کے حوالے سے اگر میں کبھی کوئی تنقید کر دیتا تھا تو وہ سُن کر بہت خوش ہوتے تھے اور وہ اس کا کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ قاری سلیمان سروبہ! تمہیں یاد ہوگا کہ میں حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کے بُلاوے پر امتحان لینے "مدرسہ رکن الاسلام" حیدرآباد میں گیا تھا اور تمہیں فیل کر دیا تھا اور جب دوسرے سال گیا تو تمہیں پاس کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے روزنامہ "جنگ" کراچی میں حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون پڑھا جس میں یہ تحریر تھا کہ "حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ کے تلمیذ رشید قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ نے المکتہ المکرمتہ کے عالمی مقابلہ حسن قرأت میں

Marfat.com

۴۳ ہزار سعودی ریال اور دیگر قیمتی انعامات گورنر مکہ شاہ عبد اللہ اور سعودی عرب کے فرماں روا ملک فہد بن عبد العزیز سے حاصل کیے ہیں۔" تو میں نے کہا کہ میرا انتخاب بالکل درست نکلا کیوں کہ اس طرح تمہیں مزید ایک اور سال حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمتہ سے پڑھنے کا موقع میسر آ گیا تھا۔

جب حضرت قاری محمد طفیل مجددی کا وصال ہو گیا اور میں نے اخبار میں پڑھا تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ میں سوچنے لگا "میرا ساتھی مجھ سے بچھڑ گیا۔ وہ پڑھا لکھا تھا۔ مجود' مقری الشریف' صاحب الفن و القرأت' خوش نویس اور جید ممتاز صاحب الفن و القرأت تھا۔ میری نظروں میں عجمی قاری' عربی قاریوں کے ہم پلہ ہیں۔"

حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ میں تجوید و قرأت کی عمدہ پختگی تھی۔ قرآن کریم کو پڑھنا ایسا سہل نہیں جیسا کہ وہ ہر جگہ سے بلا تکلف اور بلا تصنع پڑھ جاتے تھے۔ یہ اُن ہی کا خاصہ تھا۔ وہ حافظ بھی تھے اور مجود بھی اور قاری تو کیا کہنا۔ وہ شیخ محمد رفعت (مصری) کے لب و لہجے کو پسند فرماتے تھے' ہم بھی پسند کرتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ مصر کے بحر النیل (دریائے نیل) میں غوطہ زن ہیں۔

ربّ کریم' حضرت قاری محمد طفیل مجددی علیہ الرحمتہ کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی قرآن کے لیے خدمات کو وجہ مغفرت اور بخشش کا سامان بنائے۔ آمین۔

قاری محمد شاہد لکھنوی
مکان نمبر 478' شاہی بازار
ٹنڈو محمد خان (سندھ)
فون: 41281

Marfat.com

قاری القراء' اُستاذ الاساتذۃ

حضرت قاری محمد طفیل امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

از ...... جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایڈیٹر ...... ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' لاہور

ہندوستان تقسیم ہوا۔ پاکستان بنا ہزاروں مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر سر زمین پاکستان پر آ بسے۔ ان میں اربابِ علم وفن بھی بہت بڑی تعداد میں آئے۔ ان میں علمائے کرام' مشائخ عظام' اساتذہ' معلم' مدرس' حافظ اور قاری بھی آئے۔ امرتسر سے ایک قاری صاحب تشریف لائے جن کا اسمِ گرامی قاری محمد طفیل تھا۔

قاری محمد طفیل بڑے خوب صورت' دراز قد' روشن چہرے کے حامل اور خوش لباس انسان تھے۔ وہ بے شمار خوبیوں کے انسان تھے۔ ان تمام خوبیوں میں قرآن پاک کی قرأت اُن کا نمایاں وصف تھا۔ وہ جب قرآن پڑھتے تھے تو دل موہ لیتے تھے۔ اتنے خوش آواز اور اس قدر خوش ادائیگی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے کہ یوں محسوس ہوتا جیسے دلوں پر قرآن نازل ہو رہا ہو۔

آپ لاہور آئے تو سب سے پہلے تو اس شہر کے دل' اندرون دہلی گیٹ کی سب سے خوب صورت اور بڑی مسجد ''جامع مسجد وزیر خان'' میں مسند تدریس قرآن بچھا دی۔ ہمیں یاد ہے کہ جب رمضان المبارک میں آپ نمازِ تراویح میں

قرآن سناتے تو لوگ دُور دُور سے آتے اور آپ سے قرآن سننے کے لیے آپ کے پیچھے صف بہ صف کھڑے ہو جاتے۔ آپ کی وجہ سے اتنی بڑی مسجد مکمل طور پر نمازیوں سے بھر جاتی۔ ہم لوگ تراویح تو اپنی مساجد میں پڑھتے مگر فارغ ہو کر مسجد وزیر خان میں چلے جاتے تا کہ قاری محمد طفیل صاحب سے قرآن سنیں۔ قاری صاحب بلند آواز تھے۔ قرآن پاک ٹھہرا ٹھہرا کر پڑھتے مگر اس انداز سے کہ پوری مسجد کے درو دیوار گونج اُٹھتے۔ یوں محسوس ہوتا جیسے کہ ایک دریا ہے جو اپنی مترنم موجوں کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ ہم لوگ اُن کی اسی سوزِ قرأت سے دل و جان کے دامن بھر کر لوٹتے۔

تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ "عمر" را

جب آپ نے مسجد وزیر خان میں مسند تدریس بچھائی تو طلباء جوق در جوق آنے لگے اور مسجد ترتیل قرآن کی خوش نوائی سے گونجنے لگی۔ اگرچہ آپ تھوڑا عرصہ اس مسجد میں رہے مگر آپ کے ایک شاگرد نے ہمیں بتایا کہ پنجاب میں اُن کے ایک ہزار سے زیادہ شاگرد تیار ہو کر نکلے جو قرآن کی قرأت میں مشاق تھے اور جو ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے۔

قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ جس طرح خوب صورت انداز سے قرآن پڑھتے تھے اُسی طرح خوب صورت انداز میں اُن کا قلم قرآن لکھتا تھا۔ کئی نوجوان آپ سے مشقِ تلاوت کے ساتھ مشقِ قلم بھی کیا کرتے تھے۔

کچھ عرصے بعد غالباً ملتان یا حیدر آباد کے شاگردوں اور عقیدت مندوں نے آپ کو لاہور سے اپنے پاس بلا لیا۔ وہ ایک عرصے تک حیدر آباد میں قیام پذیر رہے اور قرآن پاک کے انوار سے لوگوں کے سینوں کو منور کرتے رہے۔ ہمارے

Marfat.com

ایک دوست اسد القراء قاری محمد سلیمان اعوان صاحب ملک آف سرو بہ اُن ہی کے شاگرد رشید ہیں۔ وہ ایک عالمی سطح کے قاری ہیں۔ جب تلاوت کرتے ہیں تو بڑے بڑے مجمعوں پر چھا جاتے ہیں۔ وہ گھنٹوں تلاوت کرتے ہیں اور قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی یادوں کو تازہ کر دیتے ہیں۔

قاری صاحب نہ صرف ایک مشاق قاری تھے بلکہ ایک شفیق اُستاذ ایک ماہر فن اور علمی مجالس کے روحِ رواں بھی تھے۔ آپ بڑے خلیق' بڑے مہربان اور اہلِ علم کے بڑے قدردان تھے۔ آپ اپنے فن کے امام ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج تھے۔ اگر کوئی خوش آواز نوجوان اُن کے زیرِ تربیت ہوتا تو اُس پر خصوصی توجہ دیتے تھے تا کہ وہ مستقبل کا نفیس قاری بن کر اُبھرے اور اللہ کے کلام کو اہلِ ایمان کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچائے۔

ہم لوگ اس لحاظ سے سست انداز واقع ہوئے ہیں کہ اپنے مشاہیر اہلِ فن کے حالات جمع نہیں کرتے اور نہ ہی اُن کے کمالات دوسروں تک پہنچاتے ہیں حال آں کہ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ''قراء پاکستان'' کا ایک مبسوط اور مستند تذکرہ مرتب کیا جائے اور اُن کی اُن فنی خوبیوں کو اُجاگر کیا جائے جو ان نام ور قاری حضرات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس طرح ہم اپنی نوجوان نسل کی تربیت بھی کرسکیں گے اور اُن کے حوصلے بھی بلند ہوسکیں گے۔

اللہ کے فضل سے ہم نے گزشتہ پچاس برسوں میں ایسے اچھے اچھے قاری پیدا کیے ہیں جنہوں نے عالمی سطح پر اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔ آج پاکستانی میڈیا پر نعت خواں اپنی نعت خوانی اور خوش الحانی سے اہلِ محبت کے ایمانوں کو تازہ کر رہے ہیں۔ ہمارے قاری حضرات بھی اگر متفق ہو کر ایسا ہی کوئی انداز اختیار کریں تو پاکستانی میڈیا پر اُن کے لیے مخصوص چینلز چلائے جاسکتے ہیں۔ اس میں کوئی مبالغہ

Marfat.com

نہیں کہ ہمارے قاری دنیا کے مختلف ممالک میں جا کر اپنی خوش آواز قرأت سے نہ صرف اہلِ ایمان کو قرآن پاک کے انوار سے مالا مال کر رہے ہیں بلکہ اپنے فن کا لوہا بھی منوا رہے ہیں اور اس طرح کئی غیر مسلم اُن کی تلاوت کی حلاوت سے دامن اسلام میں آ رہے ہیں۔

تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ ''عمر'' را

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
مدیر ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' لاہور
۶ فروری ۲۰۰۷ء

شیخ القراء...... رئیس المجوّدین

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... جناب محمد منشا تابش قصوری'
مریدکے' ضلع شیخوپورہ (پنجاب)
مدرس ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' لاہور نمبر ۸

قرآن مجید' علم و حکمت اور ہدایت و نور کا ایک ایسا سرمد سرچشمہ ہے جس نے تمام عالم کو منور کر رکھا ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت کا وہ زندہ و جاوید اعجاز ہے جس نے بڑے بڑے فصیح و بلیغ انسانوں کی زبانوں پر تالے ڈال رکھے ہیں۔ اس کتابِ مبین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کو بطور معجزۂ عظیم عطا فرمایا۔

اس کی زیارت' تلاوت اور سماعت برکتوں اور رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کا فیضان' زمان و مکان تک محدود نہیں۔ اس کے حقائق و معارف سے ہر انسان مستفیض ہو سکتا ہے' اس لیے قرآن کریم کا سمجھنا اور اِسے اپنی زندگی کے شعبے میں نافذ کرنا ہر مسلمان کا اوّلین فرض ہے۔ اسے سمجھنے اور اس سے مستفیض ہونے کے لیے ہر زمانے میں اکابر اسلام نے اس کے اسرار و رموز اور فیضان و

Marfat.com

عرفان کو واضح کرنے کی ہر ممکن سعیٔ جمیل فرمائی۔

دنیا کی ہر زبان میں لاتعداد تفاسیر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں اور یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔ سیّد عالم، معلم کتاب و حکمت نبی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِنَّ الْقُرآن اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃَ اَحْرُف یعنی قرآنِ کریم سات حروف پر نازل ہوا۔'' بعض علماء و مفسرین فرماتے ہیں۔ ''سات قرأت پر نازل ہوا۔'' بعض نے سات معانی مراد لیے ہیں۔ تاہم ان کلماتِ مبارکہ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ جس قدر فہیم معارف و حقائق بلند پایہ شخص ہو گا اُتنا ہی قرآن مجید کے حقائق و دقائق سے واقف تر ہو گا۔ یہ حال تو علمائے ظاہر کا ہے۔ صاحبانِ طریقت اور بحر سلوک و معرفت کے شناور قرّاء اور مشائخ عظام کی قرآن فہمی تو ہمارے وہم و گمان سے ماورئی ہے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کا بڑا مشہور شعر ہے ۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کریم، نبی اکرم، رحمت عالم، نور مجسم ﷺ کے قلب اقدس پر نازل ہوا۔ جب عام سے مسلمان کے دل سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے تو پھر ہستیٔ اعظم ﷺ کے دل سے جب قرآن کریم کا ظہور ہوتا ہو گا تو پھر سننے والوں کا کیا عالم ہو گا؟ تعجب اور حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے از خود قرآن کریم میں فرما دیا: ''میرے حبیب ﷺ! جب آپ کی تلاوت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سماعت کا شرف پاتے ہیں تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں اور اُن کے دل انتہائی نرم ہو جاتے ہیں۔'' اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ کائنات میں سب سے اصح، احسن، خوب صورت اور دل کش انداز میں قرآنِ کریم صاحبِ قرآن، سیّد الانس والجان جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ

Marfat.com

نے پڑھا کیوں کہ آپ کو آپ کے ربّ جل وعلا نے اپنی شان کے مطابق خود پڑھایا اور فرمایا: "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ○" پھر اُمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجوید کے ساتھ سب سے عمدہ قرأت معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن کریم سماعت فرمانے کا شوق بھی رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' بیت اللہ شریف کے سامنے نہایت پُرسوز انداز میں باآواز بلند تلاوتِ قرآن کریم میں محو تھے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور خاموشی سے اُن کی تلاوت سماعت فرماتے رہے۔ اچانک حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تلاوت کرتے کرتے رُک گئے تو آپ نے فرمایا: پڑھتے جایئے' پڑھتے جایئے۔" چناں چہ مزید تلاوت کے بعد آپ سے عرض گزار ہوئے کہ: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ میری قرآن خوانی کو اشتیاق سے سماعت فرمار ہے ہیں تو میں اور زیادہ درد اور سوز سے پڑھتا۔"

القصہ' قراء صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کی قرآن خوانی کا کیا کہنا۔ یہ اُن ہی کی محبت ومحنت کا ثمرہ ہے کہ جیسے جیسے ممالک اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوتا گیا ویسے ویسے احسن الاصوات قراء ومجودین کا ظہور بھی ہوتا رہا۔ جب تمام تر اہلِ سنت تھے تو برصغیر پاک وہند میں بھی صفحات تواریخ پر بکثرت قراء ومجودین کے نام ملتے ہیں مگر جب فرقہ ہائے ضالہ نے اپنے پنجے گاڑنا شروع کیے تو یہ جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ اہلِ سنت وجماعت میں تو قاری ومجود ہوتے ہی نہیں ہیں اور سُنّی علماء' قرآن کریم کو قواعد وضوابط کے مطابق نہیں پڑھ سکتے۔ یہ شرانگیزی اُن کی طرف سے کی گئی جن کے متعلق مخبر صادق' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا وقت بھی

Marfat.com

آئے گا کہ لوگ قرآن کریم پڑھیں گے مگر وہ دین سے ایسے نکل چکے ہوں گے جیسے شکاری سے تیر نکل جاتا ہے۔ القصہ پاکستان کے منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے کے بعد تک بھی اُن کی طرف سے یہی تاثر اُجاگر کیا جاتا رہا جو سراسر غلط تھا۔ تاہم ہمارے اکابر اس نعمت سے پوری طرح بہرہ ور تھے۔

راقم السطور اس مقالے میں سُنّی قراء و مجودین کے اسمائے گرامی سے صرف نظر کرتے ہوئے اُستاذ القراء والمجودین' شیخ الاساتذہ والحفاظ' حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی بلند مرتبت شخصیت کے بارے میں کچھ کہنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے حیدرآباد سندھ میں بیٹھ کر جہانِ قراءت و تجوید کو ایک ایسی نئی زندگی بخشی کہ یگانے' بیگانے' اپنے اور پرائے سبھی اس چشمۂ فیض سے اپنے اپنے ذوق و شوق کے مطابق تجوید و قرأت کا آبِ شیریں پی کر سیراب ہونے لگے اور آپ کا نام پورے برصغیر پاک و ہند میں گونجنے لگا۔

پاکستان کے کونے کونے سے اس فن کو سیکھنے کے شائقین آپ کی بارگاہِ عالیہ میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہو کر تجوید و قراءت کے انوار و تجلیات سے اپنے قلب و نظر کو منور کرنے لگے۔ راقم کو پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' لاہور میں نصیب ہوا۔ آپ کی صورت و سیرت انوار قرآن کریم سے مستنیر پائی۔ سر اقدس پر دستار شریف اپنی سی بہار دکھا رہی تھی۔ علمائے کرام بڑی محبت و عقیدت سے آپ کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔

حضرت علامہ مولانا قاری حافظ محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی حسناتِ جمیلہ میں آپ کے بے شمار ارشد تلامذہ میرے سامنے ہیں جن میں سے متعدد تو دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف سدھار گئے ہیں یقیناً اُن کی ارواح حضرت

Marfat.com

قاری صاحب علیہ الرحمۃ کی رُوحِ اقدس سے ملاقات کرتی رہتی ہوں گی۔ بلاشبہ حضرت اُستاذ القراء اُس عظیم جماعت خیر میں شامل ہیں جس کے لیے محسن اعظم نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ○ بلکہ میرا وجدان تو یہ کہتا ہے کہ آپ اپنے تلامذہ کی کثیر جماعت کو جو خیر ہی سے موسوم ہو گی' بروز قیامت' بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بطور نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوں گے کہ۔

سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل وعلا' اُستاذ القراء' امام المجودین' حضرت علامہ مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی روحانی برکات سے اہلِ سنت و جماعت کو ہمیشہ ہمیشہ نوازتا رہے اور اُن کے روحانی و جسمانی وابستگان کو دین و دنیا اور آخرت میں سُرخ رُو فرمائے آمین ثم آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

آخر میں راقم الحروف' محترم المقام جناب مولانا الحافظ القاری محمد سلیمان اعوان سَروبہ زید مجدہٗ کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اسے حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ کے بارے میں چند کلمات لکھنے کا موقع فراہم کیا۔

دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۴۲۷ھ
۲۰ نومبر ۲۰۰۶ء

محمد منشا تابش قصوری
(مکتبہ اشرفیہ' مرید کے۔ ضلع شیخوپورہ)
مدرس ''جامعہ نظامیہ رضویہ''
اندرون لوہاری دروازہ' لاہور نمبر ۸

Marfat.com

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری غلام رسول لاہوری

ا۔ دارالقرآن کینیڈا ۲۔ دارالقرآن لاہور

۳۔ جامعہ تجوید القرآن لاہور چھاؤنی

۴۔ جامعہ تجوید القرآن اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ حَرْفًا فَلَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ○ (حدیث)

ناچیز کو غالباً ۱۹۴۳ یا ۱۹۴۴ء میں اہلِ سنت و جماعت کی قدیم اور عظیم دینی درس گاہ ''حزب الاحناف'' میں علماء و اساتذہ کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس درس گاہ کے بانی اور مہتمم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ پیر سیّد دیدار علی شاہ تھے۔ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر' اُستاذ الاساتذہ ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب نے اسے مدتوں علم و فضل کا گہوارہ بنائے رکھا۔ میں صرف و نحو کی ابتدائی کتب شروع کر چکا تھا۔ دورہ شریف سے ایک سال پہلے جب حضرت قبلہ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوپر چھت پر دھوپ میں دورۂ حدیث پڑھا رہے تھے' اُن کے پاس کوئی مہمان آئے جنہوں نے قرآن پاک بھی پڑھا۔ چوں کہ ہم نیچے مسجد میں تھے لہٰذا سن نہ سکے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ اہلِ سنت کے معزز قاری' قاری محمد طفیل نقشبندی تھے جو کسی زمانے میں مسجد وزیر خان لاہور میں امام تھے۔ یہ بات غالباً

Marfat.com

۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء کی ہے۔تحریک ختم نبوت کی وجہ سے ہماری دستار ہندی ایک سال کے بعد ہوئی۔

۱۹۵۵ء میں جامعہ نعیمیہ چوک دال گراں کے سالانہ جلسے کے موقع پر غزالیِ دوراں حضرت سیّد سعید احمد شاہ صاحب کاظمی جامعہ میں تشریف لائے۔ انہوں نے راقم الحروف کی تلاوت سنی تو ''مدرسہ انوار العلوم'' ملتان کے سالانہ جلسے میں مدعو کیا۔اس موقع پر جب تلاوت قرآن کا اعلان ہوا کہ ''قاری طفیل صاحب تلاوت کریں گے تو پتا چلا کہ یہ ہیں قاری طفیل صاحب نقشبندی مگر یہ زمانہ آپ کے بڑھاپے کا تھا۔صحت تو ٹھیک تھی اور آواز میں بھی گھن گرج تھی مگر آپ کی سانس پھول چکی تھی۔اُس وقت آپ کراچی سے ملتان آیا کرتے تھے۔اس طرح چند مرتبہ آپ سے ''انوار العلوم'' کے جلسے میں ملاقات ہوئی۔سنا تھا کہ کراچی میں ایک مسجد بنی ہے ''میمن مسجد۔'' آپ اس میں امام ہیں۔'' پھر سنا کہ آپ حیدرآباد میں ہیں۔راقم وہاں بھی حضرت مفتی محمود الوری صاحب کے پاس سالانہ جلسے کے موقع پر جایا کرتا تھا۔پھر حافظ ''حنیفین'' (یعنی حافظ محمد حنیف انصاری اور حافظ محمد امین فیصل آبادی) دو حافظ تھے۔وہ میلاد شریف کا جلسہ کیا کرتے تھے مگر اس موقع پر قاری صاحب سے ملاقات نہ ہوتی۔ایک مرتبہ حیدرآباد میں محفل قرأت تھی اس میں ملاقات ہوئی مگر اس کی تفصیل اب یاد نہیں۔

۱۹۶۶ء میں راقم نے اسلامی ملکوں کے دورے سے واپسی پر بحری جہاز میں بصرہ تا کراچی ''تجوید'' پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام ''علم التجوید'' تھا۔وہ کتاب میں نے آپ کی خدمت میں بھیجی کہ اس میں اصلاح یا ترمیم کر دیں یا پھر چند الفاظ تحریر فرما دیں مگر غالباً آپ اُن دنوں پڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دے رہے تھے اس لیے مسودہ واپس نہ آیا۔پھر پنجاب انجینئرنگ یونیورسٹی باغبان پورہ

Marfat.com

لاہور میں آئے' جہاں آپ کے داماد پڑھاتے تھے تو آپ نے مجھے فون پر اپنے آنے کی اطلاع دی۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ ملاقات ہوئی خیال تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی نشست رکھی جائے مگر آپ کو واپسی کی جلدی تھی۔ اس کے بعد آپ چوں کہ بہت ضعیفی کے عالم میں تھے اس لیے ملاقات نہ ہو سکی اور جب اُن کے وصال کی اطلاع ملی تو راقم ملک سے باہر کینیڈا میں تھا۔

آپ نے جتنا قرآن پڑھا اور پڑھایا اُس کے لیے اللہ کے ہاں سے کتنےثواب کے مستحق ہیں' پتا نہیں جب کہ ایک حرفِ قرآن کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جب آپ کے شاگرد اور تلامذہ ہر روز قرآن پڑھ کر آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہوں گے تو اندازہ کریں کہ آپ کو کتنی نیکیاں مل رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے چلائے ہوئے قرآنی مشن کو تاقیامت جاری رکھے۔ آمین۔

قاری غلام رسول

دار القرآن کینیڈا' دار القران لاہور جامعہ تجوید القرآن لاہور چھاؤنی' جامعہ تجوید القرآن اسلام آباد

۷ جنوری ۲۰۰۷ء

خوش خبری:

ماریشس سے فخر القراء اور نجم القراء حضرت علامہ قاری محمد رفیق اشرفی صاحب خلیفہ مجاز آستانۂ عالیہ اشرفیہ نے احقر کو بتایا کہ زینت القراء قاری غلام رسول صاحب لاہور والے ملتان میں رئیس المجودین اُستاذ القراء قاری محمد طفیل کے پاس آئے۔ قبلہ قاری غلام رسول صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت سُن کر فن قرأت حاصل کرنے کا شوق ہوا۔" (مرتب)۔

شیخ القراء حضرت علامہ مولانا قاری حافظ

محمد طفیل صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از......ابوالفضل مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی،
(مہتمم دارالعلوم مجددیہ عثمانیہ رجسٹرڈ مکلی ٹھٹھہ سندھ)

Marfat.com

حضرت نے علم تجوید وقرأت مدینہ منورہ میں اُستاذ القراء شیخ حسن بن محمد ابراہیم الشاعر (مدینہ منورہ) سے حاصل کیا۔ علم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد قرآنِ کریم کی خدمت میں مشغول ہو گئے، ارض ہندو پاک کے مختلف اطراف میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے اور اس کی نشر واشاعت کرتے رہے۔ چونکہ قرآن کریم کے ساتھ عشق اور ولولہ رکھتے تھے، اس لیے بلاامتیاز اوقات، صبح وشام قرآن کریم کی تعلیم اور علم تجوید وقرأت کا درس دیتے تھے۔ خدمت قرآن سے عشق کا یہ عالم تھا کہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد پر اپنا ذاتی مدرسہ قائم کر رکھا تھا، جہاں "رکن الاسلام" سے فارغ ہونے کے بعد نماز ظہر پڑھ کر پہنچ جاتے تھے اور فی سبیل اللہ بغیر لالچ قرآن کریم پڑھنے کے شائقین کی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ بلا امتیاز چھوٹے بڑے اور رنگ ونسل کے، قرآن پڑھاتے اور علم تجوید سکھاتے تھے، حتیٰ کہ رات کے وقت بھی نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسی محبوب مشغلے

میں لگ جاتے اور کمال یہ تھا کہ باوجود بڑھاپے کے آرام سے قطع نظر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیدائیوں اورِ قرآن کریم کے متوالوں کو قرآن کریم کا فیض پہنچاتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کو جہاں علم قرآن و قرأت سے نوازا تھا وہیں ایسی پُرسوز آواز بھی عطا فرمائی تھی جو سامعین پر ایسی مؤثر ہو جاتی کہ وہ اپنی نقل وحرکت چھوڑ کر اس کی سماعت میں محو ہو جاتے۔ آپ خوش الحان ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی بلند آواز کے حامل تھے کہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی اور وسیع مجلس آپ کی پُرسوز تلاوت سے محظوظ ہوتی رہتی تھی۔

یہ آپ کی شب و روز اور انتھک محنت و کاوش کا نتیجہ ہے کہ پورے ملک کے اندر اور باہر آپ کے تلامذہ اور ان تلامذہ کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں اور اپنے اُستادِ محترم کے محبوب مشغلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں' یقیناً اس کا ثواب حضرت کی رُوحِ مقدس کو پہنچتا رہتا ہوگا۔

حضرت قبلہ قاری صاحب قراء کے اُستاذ ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کی مایۂ ناز شخصیات میں سے ایک تھے' آپ بڑے منکسر المزاج اور خوش اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ ملنسار اور سادہ مزاج تھے۔ حسب ارشادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ''البذاذۃ من الایمان یعنی سادگی ایمان کی نشانی ہے۔'' سادگی ان کی طبع مبارک میں ودیعت کی گئی تھی' اس لیے استکبار اور استعجاب سے کوسوں دُور تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہونے کے واسطے ہر ایک کے لیے دن متعین ہے چنانچہ اُس دن کے ناتے یہ نامور شخصیت ربّ کریم کے داعی کو لبیک کہتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہوگئی مگر اس کا فیض پائندہ و تابندہ رہے گا' انشاء اللہ تعالیٰ!

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

فللّٰہ ما اعطی واخذ وصبر جمیل۔

حریرہ عبدالرحمٰن المتوی

از

دارالعلوم مجددیہ، مکلی ٹھٹھہ سندھ
خطیب، جامع مسجد، مکلی ٹھٹھہ سندھ

28-01-2008

Marfat.com

چند یادیں

از ...... محامد العلماء' حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی'

دارالعلوم ''احسن البرکات'' حیدرآباد

رئیس المجودین مولانا الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی ہمہ دان شخصیت سے کون واقف نہیں ہے؟ وہ ایک علمی اور عملی قلندر تھے' ساری عمر عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ میں گزاری۔ فقیر نے ان کے پاس چند دن حاضری دی ہے' جب وہ مدرسہ رحمانیہ' اسٹیشن روڈ حیدرآباد میں درس تجوید دیتے تھے مگر زیادہ دن حاضر نہ ہونے کی وجہ فقیر کی کم عمری تھی اور درس گاہ بھی رہائش گاہ سے دُور تھی' چناں چہ والد گرامی حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقیر کو ''احسن البرکات'' میں اُستاد المجودین' زینت القراء' حضرت قبلہ قاری عبداللطیف صاحب مدظلہ کے حوالے کر دیا۔ اگرچہ فقیر نے نعت خوانی اور قرأت میں محنت کی مگر فقیر نے حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ کو پڑھتے دیکھا' پڑھاتے دیکھا' اُن کو سنا اور اُن کی رفاقت میں بہت سے لمحے گزارے۔

۱۹۷۶ء میں فقیر علوم دینیہ سے فراغت کے بعد' حیدرآباد آ گیا تھا۔ اُس وقت سے لے کر قاری صاحب کے وصال تک فقیر اور حضرت قاری صاحب' بارہ ربیع الاوّل شریف کو ٹنڈو آدم کے مرکزی جلوس میں بحیثیت قائد شرکت کرتے رہے۔ جلوس کے اختتام پر حضرت قاری صاحب اپنے وعظ کے بعد' حضور سیّد

Marfat.com

المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں بلند آواز سے جو سلام پیش فرماتے اور جو دُعا کرتے تھے' وہ اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کی آواز میں گھن اور گرج تھی' اُس نے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ لوگ دُور دُور سے آپ کی آواز سننے آتے تھے۔ آپ کی آواز میں شیر کی دھاڑ تھی اور بلاشبہ آپ خود بھی ایک شیر ہی تھے۔ نہایت بے باک' نڈر' جری اور حق کا برملا اظہار کرنے والے۔

ٹنڈو آدم میں میلاد مصطفےٰ ﷺ کے وہ جلسے آج بھی یاد ہیں جن میں فقیر' حضرت قاری صاحب کے ساتھ' شریک ہو کر اُن کی معیت سے لطف اُٹھاتا تھا۔ ان جلسوں کے مہتمم' حضرت قاری حمید اللہ صاحب علیہ الرحمۃ ہُوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے مراقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

فقیر کے والد گرامی حضرت خلیل ملت علامہ مفتی خلیل خاں القادری البرکاتی النوری نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ سے آپ کے خوب مراسم تھے۔ ہر دو اکابر ایک دوسرے کا بہت احترام کرتے تھے بلکہ اکثر و بیشتر جب حضرت قاری صاحب، ''دارالعلوم احسن البرکات'' میں تشریف لاتے تو حضرت والد گرامی علیہ الرحمۃ سے مسائل فقہ پر گفتگو فرما کر اپنی طلب علمی کی پیاس بجھاتے تھے۔ حضرت کی گفتگو اپنی شیرینی کی وجہ سے آج بھی کانوں میں رس گھولتی محسوس ہوتی ہے۔

آپ ایک نہایت عمدہ خطاط بھی تھے۔ گویا آپ علوم میں سے بقیہ نصف کے بھی حامل تھے کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ ''اَلْکِتَابَۃُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَ زِیْنَتُھَا یعنی لکھائی (کتابت) آدھا علم اور اس کی زینت ہے۔'' فن کتابت اور علم تجوید کا یہ روشن سورج' اپنے تلامذہ کو فن کی بلندیوں پر پہنچا کر خود تو چھپ گیا مگر اپنے بعد دُعا مانگنے والوں کی ایک عظیم فوج' شاگردوں کی صورت میں چھوڑ گیا۔

محترم قاری محمد سلیمان اعوان زیدہ لطفہٗ کے ارشاد پر یہ چند سطور سپرد قلم

Marfat.com

کردی ہیں ورنہ اس فقیر کو لکھنا کہاں آتا ہے؟ قاری سلیمان بلاشبہ اپنے اُستاذ کا پر تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی فن قرأت کی بلندیوں سے نوازا ہے۔ وہ بھی قریب قریب اپنے اُستاد کی طرح' آواز کا جادو جگانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اللہ کرے زورِ فن اور زیادہ۔

راقم السطور: فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہٗ الحمید

روز: چہار شنبہ

خویدم والحدیث والافتاء

۲۱ مارچ ۲۰۰۷ء

یکم ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۸ھ

دارالعلوم احسن البرکات' نزد ہوم اسٹیڈ ہال

شاہراہِ مفتی محمد خلیل خاں' حیدر آباد سندھ

Marfat.com

اہلِ سنت و جماعت کی عظیم ہستی

از...... حضرت علامہ مفتی عبدالرشید قادری رضوی چشتی
خطیب و امام عثمانیہ رضویہ مسجد' غوثیہ کالونی'
ٹنڈو آدم سندھ

حضرت قبلہ الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ قاری محمود احمد صدیقی دامت برکاتہم العالیہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کے لیے ٹنڈو آدم (سندھ) تشریف لاتے۔ مرکزی جلوس محمدی چوک' ٹنڈو آدم سے شروع ہوتا' شاطبیٔ وقت حضرت قاری محمد طفیل لحن داؤدی میں تلاوت فرماتے تو ایک سماں سا بندھ جاتا۔ رئیس القراء سبعہ عشرہ میں تلاوت قرآن مجید فرماتے' جلوس کی مختلف شاہ راہوں پر آپ کا وجدانی اور گرج دار خطابِ دل پذیر ہوتا پھر اختتام جلوس پر آپ صلوٰۃ وسلام پڑھ کر دعائے خیر بھی فرماتے۔

قاری عبدالرحمٰن نقشبندی موہروی' مکی مسجد ٹنڈو آدم کے خطیب و امام تھے۔ وہ شاطبیٔ وقت' رئیس المجودین حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ کا بے حد ادب واحترام فرماتے تھے' وہ فرماتے تھے کہ ''مسلک اہل سنت و جماعت میں شاید ہی ایسا کوئی منجھا ہوا شیریں زباں قاری ہو جیسا کہ ہمارے الحاج الحافظ القاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہیں۔'' ایک مرتبہ احقر (مفتی عبدالرشید قادری رضوی) نے عرض کی کہ ''حضرت! ہمیں بھی خوش نویسی سکھا دیں۔'' آپ نے فرمایا: ''تم

Marfat.com

خود بخود دیکھ جاؤ گے۔" احقر جب مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد میں آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوتا تو آپ کی تلاوتِ قرآنِ کریم دیواروں کو پار کرتی ہوئی سڑک پر سنائی دیتی تھی۔

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی موہروی رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے ساتھ نہ صرف بطور ہم درس رہے ہیں بلکہ اُن سے تلاوتِ قرآن مجید بھی سیکھتے رہے ہیں۔ شاطبیٔ وقت، رئیس القراء علیہ الرحمۃ کی آواز گرج دار تھی۔ حضرت کو ربّ کریم کی طرف سے یہ دولت عطا ہوئی کہ بچپن سے لے کر آخری وقت تک آپ کی آواز گرج دار ہی رہی۔

جب خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی موہروی عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ مدرسہ "رکن الاسلام" حیدرآباد تشریف لائے تو احقر نے حضرت قاری صاحب سے عرض کی کہ "خواجۂ خواجگان تشریف لا رہے ہیں۔" تو آپ نے فرمایا کہ "اچھا! معصوم آ رہا ہے، معصوم آ رہا ہے۔" احقر نے عرض کی کہ "وہ بہت بڑے بزرگ اور ایک خانوادے کی عظیم ہستی ہیں۔" حضرت خواجہ محمد معصوم موہروی نے فرمایا کہ "وہ سچ کہہ رہے ہیں کیوں کہ میں تدریس قرآن مجید کے لحاظ سے اُن کا ہم درس بھی ہوں اور شاگرد بھی۔"

ٹنڈو آدم کے دیوبندی خطیب مولوی احمد میاں حمادی نے ایک مرتبہ کہا کہ "قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی، سبعہ عشرہ کے قاری ہیں اُن کو ربّ کریم نے ظاہری و باطنی طور پر نوازا ہُوا ہے۔" فدوی یہ کلمات سُن کر بہت خوش ہوا کہ ربّ کریم نے اہل سنت و جماعت کو بھی ایسی عظیم ہستی عطا کی ہے کہ مخالف بھی جس کے معترف ہیں۔

قاری عبد الرحمٰن (مدرسہ تعلیم القرآن، ٹنڈو آدم) کہتے ہیں کہ ''حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی لاجواب قاری العصر ہیں، اگرچہ میں دیو بندی ہوں مگر وہ تجوید وقراءت کے ماہر ومشاق قاری القراء ہیں۔''

حضرت قاری محمد طفیل مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا حُسنِ اخلاق دلوں کو موہ لیتا تھا، جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹنڈو آدم میں پٹھان والی لنگی کی پگڑی اور جبہ شریف زیب تن کیے رہتے تھے۔ جلسے کے موقعہ پر ''قصیدہ بردہ شریف'' اور اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام ۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ جلسہ میں مسلک اہلِ سنت و جماعت کے بارے میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ اشارۃً وکنایۃً اہلِ جلسہ سے فرماتے کہ ''ہمارا مسلک'' اہل سنت و جماعت (بریلوی)'' حق ہے، یہی ''سواد اعظم'' (یعنی بڑی جماعت) ہے، اسی پر کاربند رہو۔'' جو بھی آتا، آپ کے ہاتھ پاؤں چومتا مگر آپ اس سے گریز فرماتے۔ جس مجلس میں ہوتے وہ مجلس کشت زعفران ہو جاتی۔ خوش نویسی کے اعلیٰ درجے کے ماہر تھے۔

جب اُستاد القراء قاری محمد طفیل مجددی رحمۃ اللہ علیہ، غزالی سندھ شیخ الحدیث حضرت علامہ قاری عبد الرزاق نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ (سابق ڈسٹرکٹ خطیب حیدرآباد) کے پاس آتے تو حضرت اُن کے لیے مسند چھوڑ دیتے مگر آپ اس پر نہ بیٹھتے، پھر آپ کے لیے ایک علاحدہ مصلّٰی بچھا دیا جاتا۔

حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمتہ الباری اور خلیل العلماء حضرت مفتی خلیل

Marfat.com

خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی محبت بہت زیادہ تھی۔ ایک دن محفل میں فرمایا کہ ''مائی خیری مسجد'' فقیر کا پڑ خالی ہے' اس کے لیے کوئی شایان شان مولانا اور امام و خطیب ہونا چاہیے۔'' شاطبیٔ وقت حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقش بندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''ہم ملتان جا رہے ہیں وہاں سے ایک عظیم علامہ لائیں گے۔''

آپ ملتان سے واپسی پر حضرت علامہ قاری عبد الرزاق کو لائے اور مائی خیری مسجد (فقیر کا پڑ) کی امامت و خطابت اُن کے حوالے کر دی۔ غزالی سندھ علامہ قاری عبد الرزاق اور پھر اُن کے صاحب زادے علامہ قاری عبد القدوس کاشمیری نے تجوید و قرأت حضرت قاری محمد طفیل سے حاصل کی۔ اُن کے فیوض و برکات پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ربّ کریم اُن کے درجات کو بلند' ارفع و اعلیٰ فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

اُستاذ القراء، قاری محمد طفیل نقشبندی کے بارے میں

از ...... حضرت مولانا محی الدین محی انصاری
سابق امام وخطیب ''مسجد سبحانیہ''
انصاری محلہ، پریٹ آباد، حیدر آباد

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے میں یہ بتاتا چلوں کہ اُن کی پہچان ''قاریٔ قرآن'' کے حوالے سے تھی اور یہ موصوف کے لیے بڑی سعادت کا باعث تھی۔ کلام الٰہی سے تعلق اور حافظ قرآن ہونا بڑی معتبر شناخت ہے۔ قرآن پاک پڑھنا، سننا اور اس پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور تجوید کے ساتھ پڑھنا اور پڑھانا تو ثواب میں مزید اضافے کا باعث ہے۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''زَیِّنُو الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔ قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔'' حَسِّنُو الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔ قرآن کی اپنی آوازوں سے تحسین کرو۔'' خوش الحانی، حسن قرآن میں اضافہ کر دیتی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ''جس شخص نے قرآن پڑھا، پھر اُس کو حفظ کیا اور اُس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور

اُس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔"

ان احادیث کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ نے وہ دولت قرآن جو اُن کے پاس تھی۔ لوگوں میں تقسیم کی اور اپنے شاگردوں کے ذریعے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا اُور اس طرح انہوں نے چراغ سے چراغ روشن کیا۔ قاری محمد سلیمان اعوان سَرّ وبہ' اس کی واضح مثال ہیں۔ بفضلہٖ ورسولہٖ یہ حضرت کے ہونہار اور لائق شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ اپنے استاد کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اس سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت قاری محمد طفیل صاحب' شبینہ کے موقعے پر اکثر پریٹ آباد میں کمیلے والی "جامع مصطفےٰ مسجد" میں تشریف لاتے تھے۔ میں نے اُن کے پیچھے نمازیں بھی پڑھی ہیں۔ موصوف قاریٔ قرآن ہی نہ تھے بلکہ علم وادب اور معلوماتِ عامہ کا ایک بیش بہا خزانہ بھی تھے۔ وہ ایک اچھے شعلہ بیاں مقرر کے طور پر بھی جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ قراءت قرآن کے علاوہ میں نے اُن کی تقریریں بھی سنی ہیں۔

غالباً ۱۹۷۳ء کا ذکر ہے کہ پریٹ آباد میں "عید میلاد النبی ﷺ" کے سلسلے میں ایک جلسے کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس میں ڈاکٹر صاحب زادہ ابو الخیر محمد زبیر صاحب کے والد گرامی مفتی محمود صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاری محمد طفیل صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مفتی صاحب سے قبل موصوف نے خطاب کیا۔ اُن کی پُر لطف تقریر سے سامعین بے حد متاثر ہوئے۔ جب قاری صاحب

Marfat.com

تقریر ختم کرنا چاہتے تو لوگوں کا اصرار ہوتا کہ بیان جاری رکھیں۔ اصرار مزید بڑھتا دیکھ کر انہوں نے تقریباً ڈھائی گھنٹے تقریر کی۔ اُن کے بعد جب مفتی صاحب کی باری آئی تو انہوں نے یہ کہہ کر اپنی تقریر جلد ختم کر دی کہ ''قاری صاحب کے بعد اب مزید کچھ بولنے کی گنجائش نہیں رہی' جو کچھ مجھے کہنا تھا' وہ بھی قاری صاحب کہہ چکے ہیں لہٰذا اب کوئی تشنگی باقی نہیں رہی۔'' چناں چہ اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھ کر جلسے کا اختتام کر دیا گیا۔

ایک مرتبہ صرافہ بازار' شاہی بازار' حیدرآباد میں خطیب پاکستان' حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی تقریر کا پروگرام تھا۔ اسٹیج پر اگرچہ دیگر علماء و مشائخ موجود تھے مگر جلسے کی صدارت اُستاد القراء قاری محمد طفیل صاحب کے حصے میں آئی۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب نے صدر جلسہ سے پوچھا: ''کس موضوع پر تقریر کروں؟'' قاری صاحب نے فرمایا: ''آپ کو میری طرف سے پوری اجازت ہے کہ جس موضوع پر چاہیں' تقریر کریں۔'' جلسے کے اختتام پر مولانا صاحب نے قاری صاحب کو دُعا کرنے کے لیے آگے کر دیا کہ دُعا کریں۔ اجتماعی دُعا ہوئی اور سب نے آمین کہی۔ قاری صاحب ماہر قراءت اور مقرر ہونے کے علاوہ بہترین کاتب بھی تھے چناں چہ ہمارے محلے کی ''مسجد سبحانیہ'' کے محراب اور بیرونی گیٹ پر جو عبارتیں لکھی ہوئی ہیں وہ موصوف ہی کی تحریر کردہ ہیں۔

قاری صاحب کے بارے میں اکثر و بیشتر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے' مجھے اُسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے مشاہدات و تاثرات مختصر الفاظ میں تحریر کر دیے ہیں۔

Marfat.com

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

آخر میں دُعا ہے کہ ۔

ابرِ رحمت اُن کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

احقر

محی الدین محی انصاری

سابق امام و خطیب "مسجد سبحانیہ" بہشتی شاہ روڈ
صدر' انصار ویلفیئر ایسوسی ایشن اینڈ پاور لوم اونرز
انصاری محلہ' پریٹ آباد' حیدر آباد
بمطابق ۲ جنوری ۲۰۰۸ء
بروز بدھ بتاریخ ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

باب سوم

شاگردانِ رشید کے مضامین

Marfat.com

اُستاذ القراء شیخ القراء حضرت قاری و مقری

محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت سیّد منور علی جیلانی قادری (مقری)
پیر آف درگاہ نورائی شریف
خلیفۂ اکبر پاکستان از دربارِ غوثِ اعظم بغداد

یہ کائنات ایک حسین گل دستے کی مانند ہے' جس میں صاحب قدرت مالک کائنات نے ہر نوع' ہر رنگ' ہر قسم' ہر طرز اور ہر ڈھنگ کی مخلوق بڑے ہی قرینے اور سلیقے سے سجائی ہے۔ حضرتِ انسان بھی اس گل دستے کا ایک گل رعنا ہے۔ کائنات پر اس کا رنگ ہی نرالا ہے' اس کا اپنا طرزِ زندگی اور اندازِ فکر ہے۔ اگر غور و فکر کریں تو جادۂ زیست پر ہر انسان تلاشِ منزل میں ہمہ دم محو جستجو اور اس کی تگ و دو میں عازم سفر نظر آتا ہے۔ کوئی تخت سکندری پر متمکن ہو کر مشرق و مغرب کی آخری حدوں کو زیر اور تسخیر کرنے کی زور آزمائی میں مصروف ہے' کوئی کائنات کے سربستہ رازوں کی کھوج میں لگا ہوا ہے' کوئی بیل اور کدال لے کر سینۂ گیتی چیر کر رزق نکال رہا ہے' کوئی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہے' کوئی نورِ علم و عرفان سے اذہان و قلوب کو منور کر رہا ہے' کوئی زبان و قلم سے افکار و نظریات کا پرچار کر رہا ہے' کوئی نئی نئی ایجادات و اختراعات سے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے

Marfat.com

ہے۔ کوئی سائنس کی موشگافیوں میں غرق نظر آتا ہے' کوئی دولت کے انبار پر قارون بنا بیٹھا دادِ عیش لے رہا ہے' کوئی دولت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خزانوں کا مالک بن کر فلاح انسانیت کے لیے اسے لٹا رہا ہے' کوئی کاسۂ گدائی ہاتھ میں تھامے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور کوئی سجادۂ فقر و درویشی پر براجمان ہے۔

مگر عظیم انسان وہی ہے جو زندہ بھی رہتا ہے تو دوسروں کے لیے اور مرتا بھی ہے تو دوسروں کے لیے' مگر اس سے بھی اعظم انسان وہ ہے جو زندہ بھی رہتا ہے تو قرآن کے لیے اور مرتا بھی ہے تو قرآن کے لیے۔ کسی کے ایام طفلی مستیٔ لہو و لعب میں گزرے مگر عظیم ہے وہ انسان جس کے ایام طفلی بھی مستیٔ قرأتِ قرآن میں گزرے۔ کسی کی جوانی مستیٔ عصیاں میں گزری' مگر عظیم ہے وہ انسان جس کی جوانی مستیٔ تلاوت قرآن میں گزری۔ کسی کا بڑھاپا دنیا اور دولت پانے کی حسرتوں اور ارمانوں میں گزرا مگر عظیم ہے وہ انسان جس کا بڑھاپا بھی قرآن کی تلاوتوں اور مشقوں میں گزرا۔ کوئی دنیا کا غلام کہلائے اور کوئی ہوس کا غلام مگر عظیم ہے وہ انسان جو دین کا خادم کہلائے اور ہو خادمِ قرآن۔

وہ انسان کتنا صاحب عظمت ہے' جسے ایام طفلی' قرآن ہی کے طفیل ملے ہوں' وہ انسان کتنا صاحب رفعت ہے' جسے ایامِ شباب قرآن ہی کے طفیل ملے ہوں اور وہ انسان کتنا صاحبِ سعادت ہے' جسے ایامِ ضعیفی قرآن ہی کے طفیل ملے ہوں۔

جو مہد سے لے کر لحد تک خدمت قرآن کے جذبے سے سرشار تھا' ایسا لگتا تھا کہ جیسے قدرت نے اس کا خمیر ہی خدمت قرآن کے لیے اُٹھایا تھا اور اس قالب کو قرآن ہی کے طفیل اسے ودیعت کیا تھا' جس کے صبح و مسا' جس کے روز و شب اور جس کے ماہ و سال تلاوتِ قرآن میں گزرے تھے' جسے قرآن سے عشق

Marfat.com

تھا۔ اُسے نام ''محمد طفیل'' شاید اسی لیے ملا تھا کہ قرآن کی شب و روز تعریف میں رطب اللسان رہنے کی وجہ سے ''محمد'' اور خدمت اور تلاوت قرآن کے طفیل وہ ''طفیل'' جس کا مجموعہ مل کر ''محمد طفیل'' کی نورانی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ جنہیں دُنیا اُستاذ القراء، شیخ القراء، اُستاذ المقریین اور شیخ المجودین کے نام سے پکارتی تھی، جنہیں فقیر نے ''عبقری شخصیت'' اس لیے کہا کہ ''عبقری'' کہتے ہیں ''حیرت انگیز باکمال و بے مثال'' آدمی کو۔

میری نگاہ میں میرے اُستاذ یقیناً حیرت انگیز، باکمال و بے مثال شخصیت کے مالک اس لیے تھے کہ دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام، مدرسے میں ہوں یا مسجد میں، ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر ساعت طلباء کے جھمگھٹے میں تلاوتِ قرآن اور مشقِ قرآن میں مصروف رہتے تھے، جنہیں خدا نے علوم تجوید اور اُن کے تمام فنون پر دسترس تامّہ و کاملہ عطا فرمائی تھی۔ وہ ''سبع'' کے قاری تھے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ ''عشر'' کے بھی تو مبالغہ نہ ہوگا۔

الحمد للہ! فقیر کو یہ سعادت حاصل ہے کہ پانچ برس آپ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیے رہا، کئی بار قرآن کریم ''حدر'' میں سنانے کا اسے شرف حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں علومِ تجوید حاصل ہونے کا شرف و اعزاز بھی ملا۔ فقیر نے آپ کی خدمت میں ترتیل، مشق اور حدر کے ساتھ ساتھ علم تجوید کی کتب بھی پڑھیں جن میں ''جمال القرآن''، ''فوائد مکیہ'' اور ''جزری'' سرفہرست ہیں۔

پوری دنیا میں آپ کے لاکھوں شاگرد خدمت قرآن میں مصروف ہیں۔ فقیر بھی آپ کی عنایتوں اور دُعاؤں کے طفیل خدمت دین اور خدمت قرآن میں مصروف ہے۔ بڑے بڑے نامور قراء حضرات اگر اس وقت کہیں موجود ہیں تو وہ کسی نہ کسی حوالے سے آپ کے ہی شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد یا پھر فیض یافتہ

Marfat.com

نکلیں گے۔ یقیناً آپ اپنے فن میں ماہر، حیرت انگیز، باکمال اور بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔

فقط سگ درگاہِ جیلانی

فقیر سیّد منور علی جیلانی قادری (مقری)

خلیفہٴ اکبر پاکستان از دربارِ غوث اعظم بغداد شریف

و پیر آف درگاہ نورائی شریف

بانی: المرکز الاسلامی الجامعۃ الغوثیہ، ٹنڈو محمد خان

خطیب وامام: مسجد رحمت، بھیم پورہ، کراچی

۳ فروری ۲۰۰۸ء

۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

Marfat.com

اُستاذ قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی (مصنف رحمانی قاعدہ)

جامع مسجد مدینہ (ٹرسٹ) انتظامیہ

مورندہ جماعت' بکراپیٹری' میوہ شاہ روڈ' کراچی

ضروری نوٹ:

احقر (محمد سلیمان اعوان سروبہ) نے حضرت قاری عبدالقیوم صاحب (پرنسپل دارالعلوم حنفیہ غوثیہ' پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی' طارق روڈ' کراچی) کے ساتھ مصنف ''رحمانی قاعدہ'' حضرت قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی سے ۱۷ مئی ۲۰۰۷ء کو سہ پہر دو بج کر پانچ منٹ پر اُن کے دولت کدے پر ملاقات کی اور حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے بارے میں اظہارِ خیال کرنے کے لیے درخواست کی۔ موصوف نے اُستادِ مکرم کے بارے میں جو کچھ فرمایا اُسے مضمون کی شکل میں قارئین کتابِ ہذا کے لیے تحریر کیا جارہا ہے (مرتب)۔

یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے جب ہم نے مدرسہ ''انوار العلوم'' ملتان کے لیے ''تنظیم المدارس'' میں جاکر ''شعبۂ تجوید و قرأت'' کو منظور کروایا تھا' میرے ساتھ میرے اُستادِ محترم قاری عبدالرحمٰن وڈھ (بلوچستانی) تھے اور یہ کام اُن ہی کی کاوش اور مساعیٔ جمیلہ سے ہوا تھا۔ پھر آپ نے ''مدرسہ انوار العلوم'' ملتان کے اس ''شعبۂ تجوید و قرأت'' میں پڑھایا بھی۔ اُس وقت مدرسے کا سالانہ جلسہ باغ

لانگ خان میں ہوتا تھا۔ اس سالانہ جلسے کے اشتہار میں تین قراء کے نام شائع ہوتے تھے۔

۱۔ رئیس القراء شاطبیٔ وقت' الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ۔

۲۔ اُستاذ القراء قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی' معلم التجوید مدرسہ ''انوار العلوم'' ملتان اور۔

۳۔ زینت القراء قاری غلام رسول، ''دار العلوم نعیمیہ'' گڑھی شاہو' لاہور۔

۱۹۶۲ء میں' میں نے پہلی تلاوت رئیس القراء' شاطبیٔ وقت حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمۃ سے سنی۔ صبح تقریباً دس بجے کا وقت تھا جب قبلہ اُستاد محترم قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ نے تلاوت فرمائی۔ ہم تو کام کاج میں مصروف تھے مگر تلاوت کی آواز کے ساتھ ہی اپنا کام کاج چھوڑ دیا۔ اُستاد صاحب کی ایسی آواز آئی جیسے دس شیر مل کر آواز نکال رہے ہوں' لال سُرخ چہرہ گویا نورٌ علیٰ نور۔ مائیک والے نے مائیک آگے لا کر رکھا تو وہ آپ کی آواز برداشت نہ کر سکا۔ میں نے ایسی بلند آواز میں تلاوت اس سے پہلے کسی اور قاری سے نہیں سنی تھی۔ یہ میری زندگی میں پہلا اتفاق تھا۔

حیدرآباد سندھ میں میرے بڑے بھائی قاری غلام حسین شجاع آبادی اور قاری اللہ دتہ تھے۔ قاری اللہ دتہ کا نام اُستاد نے بعد میں قاری رب نواز تجویز کر دیا تھا۔ مدرسہ ''انوار العلوم'' ملتان میں فارغ التحصیل قرائے عظام کو جو سند دی جاتی تھی وہ اُستاد قاری محمد طفیل نقشبندی کے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ' اسٹیشن روڈ حیدرآباد والی سند ہی ہوتی تھی۔ اس سند کی کتابت آپ نے خود ہی فرمائی تھی اور اسے خود ہی پرنٹ بھی کروایا تھا۔

۱۹۶۲ء میں مجھے حضرت رئیس القراء' شاطبیٔ وقت الحاج قاری محمد طفیل

Marfat.com

نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ مدرسہ ''رکن الاسلام''[۱] حیدر آباد سے امتحان لینے کے لیے مدرسہ ''انوار العلوم'' ملتان جاتے تھے۔ اس مدرسے کے سالانہ جلسے کے اشتہار میں اسند المحققین حجۃ الکاملین، قبلہ الشیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت مفتی محمد محمود الوری نقشبندی قادری چشتی علیہ الرحمۃ اللہ الباری، خلیل العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی خلیل خان برکاتی اور رئیس القراء شاطبیٔ وقت، قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے نام ہوا کرتے تھے۔

اُستاذ القراء قاری عبد الرحمٰن وڈھ، ۱۹۶۳ء میں دورۂ تجوید وقرأت مکمل کر کے ملتان سے بلوچستان تشریف لے گئے۔ ۲۰ شعبان المعظم سے لے کر ۲۰ رمضان المبارک تک جو دورۂ ''تجوید وقرأت'' مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ہوتا تھا اُس کی بنیاد رئیس القراء قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ نے رکھی اور حکم فرمایا کہ اس دورۂ تجوید وقرأت کو ہر سال قاری عبد الرحمٰن (وڈھ بلوچستان) پڑھایا کریں کیوں کہ حفاظ کثیر تعداد میں آتے ہیں لہٰذا دورۂ تجوید وقرأت میں انہیں بھی تجوید سیکھنے کا موقع مل جایا کرے گا۔''

اُستاذ قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ۲۱ شوال المکرم کو مدرسہ ''رکن الاسلام'' میں تجوید کا آغاز کر دیتے تھے، دوپہر کو مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدر آباد میں اور شام کو بخاری مسجد، سرے گھاٹ میں تجوید وقرأت کا درس دیتے تھے۔ اسی مسجد میں آپ امام وخطیب بھی تھے۔

اُستاذِ زمن حضرت قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی کی تلاش میں، میں میہڑ کے قاری احمد علی بروہی کے ساتھ پہلے کوئٹہ اور پھر حیدر آباد آیا۔ ہم شدید اضطراب میں

۱۔ اس مدرسے کی سند آج کل جامعۃ الازہر مصر شریف، سندھ یونی ورسٹی'' آف جام شورو، شاہ لطیف یونی ورسٹی آف خیر پور اور آرمی میں قابل قبول ہے۔ (سلیمان اعوان سروبہ مجددی۔ مرتب)

Marfat.com

تھے۔ میرے بھائی صاحب مصطفیٰ مسجد فقیر کاپٹر میں جب کہ قاری رب نواز ٹھنڈی سڑک کی مسجد میں امام تھے۔

کثیر طلباء ہونے کی بناء پر جب تدریس کے لیے ہماری جگہ مدرسہ ''رکن الاسلام'' میں نہ بنی تو رئیس القراء نے ہمارے لیے بخاری مسجد سرے گھاٹ میں جگہ بنا دی۔ ہمارے لیے ایک ہوٹل اور ایک گھر سے کھانا آیا کرتا تھا اور کپڑے موسم کے لحاظ سے ہمیں اُستادِ محترم دیا کرتے تھے۔ اُستاد ہماری ڈیوٹی لگا کر جاتے تھے کہ ''فقیر کاپٹر سے بکرے کے پائے لے کر آنا اور رات کو دیگڑے میں چڑھا دینا۔'' حکم کی تعمیل ہوتی، فجر کی نماز کے بعد آپ یہ پائے تناول فرماتے اور تبرکاً ہمیں بھی اس میں سے عنایت فرماتے۔

۱۹۶۶ء میں جب احقر لاہور میں تھا تو حضرت اُستادِ محترم نے تین روزہ محفلِ قرأت، مدرسہ ''رکن الاسلام'' میں کروائی۔ اُس وقت مصری قراء پاکستان کا دورہ فرما رہے تھے، جن میں قاری عبد الباسط محمد عبد الصمد (مرحوم) اور الشیخ محمود الخلیل الحصری (مرحوم) بھی شامل تھے۔ الشیخ محمود الخلیل الحصری کی داڑھی خص خصی تھی، چناں چہ اُستادِ محترم قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشتہار ''فضیلت داڑھی شریف'' کے عنوان سے لکھا، چوں کہ آپ بہت اچھے خوش نویس تھے چنانچہ خود ہی اس اشتہار کی کتابت کی اور اسے چھپوا کر ملک کے کونے کونے میں ارسال کر دیا۔

امرتسر کے لوگ شاطبئ وقت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ رمضان المبارک میں ''مسجد وزیر خان'' لاہور میں تراویح پڑھنے امرتسر سے آتے تھے اور پھر لاہور میں سحری کر کے امرتسر چلے جاتے تھے۔ عاشقانِ قرآن کی یہ آمد و رفت یکم تا ۲۷ رمضان المبارک کی شب تک جاری رہتی تھی۔

گوالمنڈی لاہور میں امرتسر کے ایک حاجی صاحب تھے جو دربار شریف

Marfat.com

سرہند میں امرتسر سے تلاوت قرآن سننے کے لیے جایا کرتے تھے۔ وہ اکثر یہ واقعہ بتاتے تھے۔

''آپ یعنی رئیس القراء' شاطبیٔ وقت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے عرس میں سرہند شریف جایا کرتے تھے۔ عرس میں تلاوت قرآن ہوتی۔ آپ نے جب تلاوت فرمائی تو لوگوں نے شور مچایا کہ بس پنجابی قاری ہی سے تلاوت کرواؤ چنانچہ قاری محمد طفیل صاحب نے فرمائش پر تلاوتِ قرآن فرمائی۔''

حضرت اُستادِ محترم مدرسہ ''رکن الاسلام'' میں ۱۲ بجے دوپہر تک تلاوت قرآن کی مشق کرواتے تھے۔ حضرت اُستاد صاحب فرماتے تھے کہ ''تجوید کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھاتے ہوئے تھکاوٹ ہو جانا مجھے یاد نہیں۔'' اُن کی یہ بات میرے مشاہدے میں بھی آئی۔ حضرت اُستاد صاحب دن ۱۲ بجے کے وقت اونگھتے رہتے' نیند بھی آرہی ہوتی اور تلاوت بھی جاری رہتی' کیا مجال کہ جہاں سے تلاوت فرما رہے ہوں اور اونگھ آگئی ہو تو اگلی آیت بھول جائیں' آپ تلاوت وہیں سے فرماتے جہاں سے چھوٹ جاتی تھی۔ یہ تھا حُسن حفظِ کمال۔

احقر کی مسجد (''مدینہ مسجد'' بکرا پیڑی' کراچی) میں دو محافل قرأت ہوئیں۔ پہلی ۱۹۸۰ء میں اور دوسری ۱۹۸۶ء میں۔ صدارت رئیس القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی نے فرمائی' اُستاذ القراء قاری غلام حسین شجاع آبادی' خیر القراء قاری خیر محمد چشتی الازہری' قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی' قاری عبد اللطیف امجد (مرحوم)' قاری عمران کشمیری (حال مقیم ساؤتھ افریقا)' قاری فیض الرحمٰن (ساؤتھ افریقا)' رفیق القراء قاری محمد رفیق اشرفی (ماریشس)' قاری مقصود

Marfat.com

الاسلام اور قاری طالب حسین مدنی شریک محفل ہوئے۔ یہ محفل ''مرکزی جماعت القراء پاکستان'' کے پلیٹ فارم سے ہوئی۔

ایک محفل قرأت مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد میں ہوئی۔ صدارت اُستاد صاحب قاری محمد طفیل نقشبندی کی تھی۔ کراچی سے جن قرائے عظام نے شرکت کی، اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ خیر القراء قاری خیر محمد چشتی (حال مقیم ڈربن، ہالینڈ)، قاری عبداللطیف امجد مرحوم[1]، اور قاری غلام حسین شجاع آبادی۔

ہم نے ۱۹۶۵ء۔۱۹۶۴ء میں اُستاد صاحب سے تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں، میں نے اُستاد گرامی سے عرض کی کہ ''مجھے حیدرآباد کا دریائی پانی موافق نہیں آتا۔'' چنانچہ آپ نے اس سلسلے میں قاری عبدالرحمٰن لاہوری کے نام ایک خط تحریر فرما دیا۔ اس کے بعد میں نے لاہور میں پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت رئیس القراء قاری محمد طفیل نقشبندی، حضرت قاری فضل کریم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اُن کے پاس اُس وقت قاری محمد اسماعیل امرتسری[2] اور قاری اظہار تھانوی بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپ کا اس قدر گرم جوشی سے استقبال کیا جیسے یہی دراصل قاریٔ قرآن ہوں۔ اسی طرح جب حضرت قاری محمد شریف کے ہاں گئے تو انہوں نے بھی آپ کا استقبال کیا اور عزت فرمائی۔

اُستاد نے ہمیں یہ کتب بھی پڑھائیں۔

۱۔ تجوید القرآن نظم کی شکل میں[3]

۲۔ فوائد مکیہ اور

۱۔ آپ کی حیات و خدمات کے متعلق ایک کتاب بعنوان ''ذکر لطیف'' چھپ چکی ہے۔ (مرتب)

۲۔ آپ کی ایک کتاب ''تفہیم الوقوف بالسوال و الجواب'' بھی ہے۔ (مرتب)

۳۔ یہ کتاب حضرت اُستاد مکرم نے اپنی کاپی میں درج کر رکھی تھی۔ (مرتب)

Marfat.com

۳۔ مقدمۃ الجزریہ مع تحفۃ الاطفال۔

حضرت رئیس القراء کے ایک شاگرد رشید قاری محمد دین صاحب ہیں جو ۳۵ سال سے مکہ مکرمہ میں اپنے صاحب زادوں کے ساتھ تجوید و قراءت پڑھا رہے ہیں۔ احقر نے ۱۹۷۷ء میں اُن کی خدمت میں حاضری دی تھی اُس وقت وہ مدرسہ تحفیظ القران (مسجد الحرام کی دوسری منزل) میں پڑھا رہے تھے۔

آپ کے ایک اور مایہ ناز شاگرد قاری محمد بشیر ملتانی مدنی بھی ہیں جنہوں نے ۵ سال مدینہ شریف میں پڑھایا' اب انہیں سعودی عرب کی نیشنلٹی (شہریت) مل گئی ہے۔

اُستاد صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ "رحمانی قاعدہ" لکھو نیز "جماعت اہل سنت" کی مجلس عاملہ نے بھی مجھے حکم دیا کہ آپ تجوید کا قاعدہ لکھیں ہم اُسے شائع کر دیں گے چنانچہ اُستاد کے حکم پر "رحمانی قاعدہ" لکھا۔ ۱۹۷۷ء میں ناظم اعلیٰ "جماعت اہل سنت" کراچی' مولانا منظور الحق صاحب نے اشاعت کے لیے آرڈر فرمایا۔ اُس وقت "جماعت اہل سنت" کا دفتر محمدی مینشن' (سعید منزل ایم اے جناح روڈ کراچی) میں تھا اور قبلہ رئیس القراء تبت سینٹر پریڈی پولیس اسٹیشن کے نزدیک اپنے صاحب زادے چوہدری محمد نواز (مرحوم) کے پاس قیام پذیر تھے' آج کل وہاں آپ کے صاحب زادے چوہدری اعجاز رہائش پذیر ہیں۔ احقر نے اُستاد محترم سے "رحمانی قاعدہ" پر تقریظ لکھوائی۔ میں نے اس قاعدے کا نام ربّ کریم کے نام پر "رحمانی قاعدہ" رکھا ہے۔

قاری اظہار تھانوی صاحب' قاری محمد شریف (ماڈل ٹاؤن لاہور) اور قاری فضل کریم امرتسری جب اُستاد علیہ الرحمہ سے گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے تو معلوم ہوتا کہ اُن کے آپس میں بہت گہرے تعلقات ہیں۔ یہ محبت

دراصل قرآن کریم کی وجہ سے تھی۔ یہ حضرات بزرگ شیوخ کا اسی طرح ادب و احترام فرماتے تھے۔ اگرچہ یہ ہستیاں اب دنیا میں موجود نہیں مگر اُن کے لگائے ہوئے قرآنی پودے اب پھل پھول کرتناور درخت بن گئے ہیں۔

دہلی گیٹ لاہور کے ایک حاجی صاحب نے حضرت اُستاد مکرم کے متعلق ایک واقعہ سنایا۔ وہ حاجی صاحب پہلے ملتان میں رہائش پذیر تھے پھر لاہور چلے گئے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں:

> ''ایک مرتبہ ملتان میں تمام مسالک کے قاریوں کی تلاوت ہو رہی تھی۔ جب تلاوت قرآن کے لیے رئیس القراء کی باری آئی تو مخالفین نے ہال کے لاؤڈ اسپیکر کو بند کر دیا' آپ نے مائک اُٹھا کر الگ رکھ دیا اور فرمایا؟ ''محمد طفیل کی آواز مجمعے کے آخر تک لاؤڈ اسپیکر کے بغیر آتی رہے گی۔''
>
> ''اور ہوا بھی ایسا ہی محفل کے آخر تک آپ کی آواز آتی رہی۔''

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری' نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر شرق پور شریف میں جلسہ تھا۔ میں بھی رئیس القراء کے ہمراہ جلسے میں تھا' خطیب پاکستان علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اس جلسے میں مہمان مقرر تھے۔ آپ کا خطاب ذی شان ہونا تھا کہ رئیس القراء' شاطبیٔ وقت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے تلاوت فرمائی۔ آپ نے چند آیاتِ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ تا ذٰلِکَ ھُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ○ روایت سبعہ میں تلاوت فرمائیں پھر اس کے بعد سورۃ ''الشمس'' تلاوت فرمائی۔ آپ کی تلاوت سے مجمعے پر سکوت طاری ہو گیا۔ احقر دیکھ رہا تھا کہ ہزاروں کا مجمع ہے مگر ہُو کا عالم ہے اور کسی کی آواز تک نہیں آتی۔

Marfat.com

رئیس القراء والحفاظ اُستاد قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری غلام رسول قادری
امام وخطیب جامع مسجد ''محمدیہ'' بھٹہ کالونی' ملتان

یہ ناچیز ''جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم'' ملتان میں اُستاذ القراء والحفاظ حضرت علامہ مولانا حافظ قاری قبلہ اُستاد قاری محمد یار صاحب کی خدمت میں شعبۂ تجوید میں زیرِ تعلیم تھا۔ امام المجودین' رئیس القراء والحفاظ حضرت قبلہ الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی اس جامعہ کے شعبۂ تجوید میں سالانہ امتحان لینے کے لیے حیدرآباد سندھ سے تشریف لاتے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں جب حضرت قبلہ قاری صاحب حسبِ روایت سالانہ امتحان لینے کے سلسلے میں تشریف لائے تو اس ناچیز نے نہ صرف یہ کہ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا بلکہ آپ کے سامنے تجوید کے چند اسباق پڑھنے اور امتحان دینے کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ نے ناچیز کی سند پر نہ صرف دستخط فرمائے بلکہ ساتھ ہی اپنی سند بھی عنایت فرمائی۔

حضرت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ' علم تجوید وقرأت میں اپنے وقت کے ''امام القراء'' تھے۔ آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ جب بھی کسی محفل یا جلسے میں تلاوت قرآنِ کریم فرماتے تو اکثر سبعہ قرأت میں تلاوت فرماتے اور سامعین کو تردّد سے بچانے کی خاطر یہ اعلان بھی فرما دیا کرتے تھے کہ ''یہ آیت میں نے فلاں امام کی قرأت اور اُس کے فلاں راوی کی روایت میں تلاوت کی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ قاری صاحب کو ایسی بلند آواز اور ایسے حُسنِ

Marfat.com

صَوت سے نوازا تھا کہ جب آپ تلاوت فرماتے تو اگر لاؤڈ اسپیکر نہ بھی ہوتا تب بھی سامعین سماعت سے محروم نہ رہتے تھے۔ حُسنِ صَوت کا یہ عالم تھا کہ سننے والے کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

آپ کا رویہ اس قدر کریمانہ اور مشفقانہ تھا کہ اس ناچیز نے کبھی بھی آپ کے چہرے پر غصّے کے آثار نہیں پائے۔ چہرہ ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا اور لبوں پر مسکراہٹ رہتی تھی۔ آپ اپنے شاگردوں پر اتنے شفیق اور مہربان تھے کہ جب چاہتے اور جس شاگرد کے پاس جانا چاہتے' تشریف لے جاتے۔ پھر تشریف فرما ہوتے ہی حکم فرماتے کہ "مجھے تلاوت سناؤ" تلاوتِ قرآن سُن کر بہت ہی خوش ہوتے' دُعاؤں سے نوازتے اور تلاوت میں اگر کوئی کمی ہوتی تو اُس کی اصلاح فرمادیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ قاری صاحب کی قبر انور پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے نیز آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

آخر میں اپنے اُن تمام قراء و حفاظِ کرام سے کہ جنھوں نے حضرت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض حاصل کیا ہے' گزارش کروں گا کہ سب مل کر اپنے اندر خلوص و محبت کے ساتھ اتحاد پیدا کریں اور حضرت قبلہ اُستاد صاحب کے مشن کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سیّد المرسلین' خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

قاری غلام رسول قادری
(امام وخطیب جامع مسجد محمدیہ)
مکان نمبر 5/246' گلی نمبر 2' بھٹہ کالونی'
وہاڑی روڈ ملتان (پاکستان)۔60500

Marfat.com

شاطبیٔ وقت، اُستاذی قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری محمد بخش الازہری، درجہ تخصص
(جامعہ ازہر شریف، مصر)

ضروری نوٹ:

احقر (قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ) عرصہ دو سال تک حضرت قاری محمد بخش الازہری صاحب کے شاگردوں سے یہ عرض کرتا رہا کہ وہ حضرت سے ملاقات کی سبیل پیدا کریں مگر ہر بار ناکامی ہوئی، بالآخر قاری عبدالقیوم محمود صاحب کے توسط سے مورخہ ۱۸ مئی ۲۰۰۷ء کو اُن تک رسائی ممکن ہوئی اور یہ ملاقات حضرت علامہ مفتی رفیق الحسنی دامت برکاتہم العالیہ کے مدرسہ ''جامعہ مدینۃ الاسلام'' واقع گلستان جوہر، کراچی میں کی گئی۔ پنجابی زبان کا محاورہ ہے، ''اساں سڈا چوکیا ہے''، جو ہماری اس ملاقات پر بھی صادق آتا ہے۔ ربّ کریم، عالم اسلام کے مایۂ ناز قاری المقری الشریف قاری محمد بخش الازہری صاحب کو سلامت رکھے، سادہ و نازک طبیعت اور شیریں زباں کے حامل ہیں۔ گفتگو عربی میں اور وہ بھی عربوں کے لہجے میں کرتے ہیں، تلاوتِ قرآن کریم بھی عربی لہجے میں فرماتے ہیں، دل کے سخی ہیں، مجھ پر کرم نوازی فرماتے ہیں۔ آپ نے اس ملاقات میں اُستاذی المکرّم قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے بارے میں جو کچھ بتایا، وہ بصورتِ مضمون قارئین کی نذر ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

میں ۱۹۵۸ء میں' رئیس المجودین' اُستاذی الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے پاس حیدر آباد میں حاضر ہوا' اُس وقت آپ ''مائی خیری'' مسجد' فقیر کا پڑ میں پڑھاتے تھے۔ میں اپنے اُستاد بھائیوں کے ساتھ اس مسجد میں تجوید و قرأت پڑھا کرتا تھا۔ میں نے یہ کورس ایک سال میں مکمل کر لیا' پھر اُستاد محترم مدرسہ ''رکن الاسلام'' ہیر آباد میں پڑھانے لگے۔ ۱۹۶۰ء میں ہم نے مدرسہ ''رکن الاسلام'' میں داخلہ لیا اور دو سال تک اس مدرسے میں حضرت قاری محمد طفیل صاحب سے پڑھا۔ قاری غلام حسین شجاع آبادی (مرحوم)' حضرت الحاج قاری محمد رمضان چشتی صابری المعروف بہ ملنگ بابا' قاری جمال نقشبندی' لاکھا مسجد حیدر آباد کے امام حافظ محمد رمضان انصاری' اور شیخ الحدیث قاری عبد الرزاق نقشبندی میرے ہم عصر اور قاری صاحب کے مایۂ ناز شاگرد تھے۔

۱۹۶۲ء میں' میں مصر چلا گیا اور وہاں پر ۱۳ سال میں سبعہ عشرہ مکمل کیں اور درجہ تخصص جو جامعہ ازہر کی آخری ڈگری ہے' حاصل کی۔ جامعہ ازہر شریف (البرید) میں بھی خطوط کے ذریعے حضرت رئیس القراء سے رابطہ ہوتا رہتا تھا اور یہ اُستاد محترم قاری صاحب کی دُعاؤں کے فیوض و برکات ہی ہیں جو میں آج اس مقام پر ہوں۔ رئیس القراء' اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی ہم پر بڑے مہربان تھے' ایسے ہم نہیں ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں اُستاذ المکرم سے میری پھر ملاقات ہوئی۔ ۱۹۸۱ء میں حضرت اُستاد صاحب مجھے اپنے ساتھ محترم مفتی سیّد شجاعت علی قادری کے مدرسے میں پڑھانے کے لیے لے آئے۔

اُستاد قاری محمد طفیل نقشبندی روزانہ دو پارے ''حدر'' میں سنتے تھے' آپ نے مجھے آدھا قرآن پاک ''ترتیل'' میں مشق کروایا۔ اُستاد صاحب دیکھ

Marfat.com

کرنہیں بلکہ زبانی مشق کروایا کرتے تھے۔ ربّ کریم نے آپ کو یہ ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ مکہ شریف کے فارغ التحصیل تھے' خود روایتوں میں عموماً جلسوں میں تلاوت قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں آپ کی آواز کا یہ عالم تھا کہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ اگرچہ آپ نے کبھی کوئی کیسٹ ریکارڈ نہیں کروائی مگر قرآن کو اپنے شاگردوں کے سینوں میں اُتار دیا۔

''البرہان فی تجوید القرآن'' میری کتاب ہے جو میں نے تجوید کے بارے میں تحریر کی ہے۔ اس میں اُستاد محترم کی تقریظ شامل ہے جو آپ نے یکم جون ۱۹۸۳ء کو لکھی تھی۔ اس تقریظ میں رئیس القراء اُستاد محترم قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

> ''فقیر کے لیے یہ امر باعث مسرت ہے کہ جو کام فقیر اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث اور احباب کے پے در پے اصرار کے باوجود انجام نہ دے سکا' وہ کام فقیر کے راشد تلامذہ میں سے حافظ قاری محمد بخش لاڑکانوی ثم الازہری نے انجام دیا جو تقریباً تیرہ برس تک جامعۃ الازہر (یونی ورسٹی) کے طالب علم رہ کر درجہ تخصص کی سند حاصل کر کے آئے ہیں اور رسالہ ''البرہان فی تجوید القرآن'' مرتب فرما کر مدرسین اور طلباء تجوید و قرأت کے لیے بے بہا خدمت انجام دی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فن کے متعلق کتب موجود ہیں لیکن بمصداق ''ہر کہ آمد عمارت نو ساخت'' کے تحت ہر ایک کو قدرت کچھ نہ کچھ

Marfat.com

خصوصی انعام کے ساتھ نوازتی ہے وہ اپنی خصوصی صلاحیتوں سے دوسروں کو بھی محروم نہیں کرتے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی یادگار کے طور پر کتاب کی شکل میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے لیے اور پڑھنے لکھنے والوں کے لیے باعث اجر و ثواب ہو۔ اُمید ہے شائقین فن تجوید و قرأت اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آئندہ قاری محمد بخش ازہری کو مزید خدمت کا موقع عطا فرمائیں گے اور سبعہ عشرہ کے متعلق بھی وہ کچھ نہ کچھ تحریر فرما کر اہلِ سنت و جماعت پر احسان عظیم فرمائیں گے۔ خداوند ان کے علم وعمل میں برکت اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔آمین۔"

فقط: قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

حیدرآباد سندھ 01-06-1983

مقدمة الجزرية کی شرح میرے پاس موجود ہے[1]، یہ بھی اُستاد نے کی ہے اسے میں قاری عبدالقیوم محمود زید مجدہٗ کے توسط سے عنقریب شائع کروارہا ہوں انشاءاللہ العزیز!

جب قائد اہلِ سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، رمضان میں ہالینڈ تشریف لے گئے تو اُن کی عدم موجودگی میں حضرت رئیس القراء نے تراویح پڑھائیں۔آپ نے مسجد وزیر خان لاہور میں بھی تراویح پڑھائیں۔اہلِ پاکستان

۱۔ اس نسخے کی زیارت حضرت نے ہمیں بھی کرائی۔(مرتب)

Marfat.com

پر یہ احسان حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا ہے جو آپ کو امرتسر سے لاہور کی مسجد وزیر خان میں لائے اور پورا پاکستان قرآن کی تجوید و قرأت سے گونج اُٹھا۔

اُستاد علیہ الرحمۃ قرآن پڑھاتے تھکتے نہیں تھے' خوش نویس' خوش آواز' خوش لباس اور گفت و شنید میں شیریں' یہ سب اوصاف ربّ کریم نے آپ کو عطا فرمائے تھے۔ اپنے شاگردوں کو کبھی مارا نہیں' اگر ڈانٹتے تو صرف یہ فرماتے ''تہاڈیاں ماواں نوں تہاڈے پیو لے جاون۔'' اُستاد بہت بڑے خطاط بھی تھے۔ ربّ کریم اُن کے فیوض و برکات عام فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

ہدیۂ عقیدت

از...... حضرت فقیر قاری محمد غلام رسول قادری نقشبندی،
مدیر ماہ نامہ ''انیس اہلِ سنت'' فیصل آباد (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ.

محب مکرم، قاری المقری، حضرت قاری محمد سلیمان صاحب اعوان سردبہ مدظلہٗ (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی) نے اس بندۂ ناچیز، حقیر سراپا تقصیر کو یہ موقع دیا کہ شیخ القراء العرب والعجم حضرت قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی، مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا ہدیۂ عقیدت پیش کروں۔

علم قراءت میں سند کو خصوصی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان'' میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ میری معلومات کے مطابق سند کے اعتبار سے برصغیر پاک و ہند میں حضرت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے عالی سند کے حامل تھے کیوں کہ آپ نے براہِ راست مدینہ منورہ کے شیخ القراء حضرت حسن بن ابراہیم الشاعر سے علم قراءت حاصل کیا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے آپ کو اہلِ سنت والجماعت کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں علم قراءت و تجوید کی تعلیم و تدریس اور نشر و اشاعت آپ ہی کی رہینِ

Marfat.com

منت ہے۔ آپ نے تقسیم ہند سے قبل اور اس کے بہت بعد تک حضرت علامہ ابو الحسنات قادری کی معیت میں ''مسجد وزیر خان'' لاہور میں اس حوالے سے بہت خدمات انجام دیں۔ اُس دَور میں آپ ہی رمضان المبارک میں نمازِ تراویح کی امامت فرماتے تھے۔ آپ سے قرآن سننے کے لیے عوام وخواص دُور دراز کا سفر طے کر کے حاضر ہوتے' اپنے قلوب کو نورِ قرآن سے منور کرتے اور حضرت قاری صاحب کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو مشرف کرتے۔

حضرت قاری محمد طفیل صاحب مجددی میں ایک خاصیت یہ تھی کہ آپ کے بدن اور لباس سے ایک ایسی خوش بُو آتی تھی جو کم از کم اس فقیر پُر تقصیر (یعنی محمد غلام رسول) نے کسی اور شخصیت میں محسوس نہیں کی۔ یہ خاصیت تو علم قراءت کے پہلے امام حضرت امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں پائی گئی تھی کیوں کہ عالم خواب میں اُن سے حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے قرآن پاک سنا تھا' اور پھر اپنا لعابِ دہن شریف عطا فرمایا تھا جس کی خوش بُو زندگی بھر اُن کے جسم پاک سے آتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے شیخ بھی مقبولِ بارگاہِ رسالت ﷺ تھے اور وہ خوش بو اُسی بارگاہ سے عطا کردہ فیض تھا۔

یہ فقیر پُر تقصیر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت پیر سیّد محمد مراتب علی شاہ صاحب مدظلہٗ کی معیت میں حضرت قبلہ قاری صاحب کی خدمت میں کراچی حاضر ہوا تھا۔ اُس وقت آپ ''جناح مسجد (برنس روڈ)'' میں خدمات قرآن پر مامور تھے۔ آپ نے فقیر کو شفقت کریمانہ سے نوازا اور کتاب ''سبعہ قراءت'' از اوّل تا آخر سماعت فرمائی' پھر اپنے دستِ مبارک سے ''تقریظ شریف'' تحریر فرمائی اور ''سبعہ قراءت'' کی سند سے نوازا۔ جتنے عرصے حضرت کی خدمت میں حاضری رہی فقیر نے آپ کو اپنے لیے نہایت شفیق اور مہربان ہی پایا۔

Marfat.com

حضرت قبلہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری و ساری ہے۔ اُن کا مشن زندہ و پائندہ ہے کیوں کہ اس مشن کو آگے بڑھانے کا سہرا اس فقیر کے مشفق اور بہی خواہ حضرت قاری المقری جناب قاری محمد سلیمان صاحب اعوان مدظلہٗ کے سر ہے۔ انہوں نے اس کام کے لیے دن رات ایک کیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے حامل قرآن حضرت اُستاذی المحترم قبلہ قاری محمد طفیل صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور قبلہ قاری محمد سلیمان صاحب مدظلہٗ کے علم و فضل میں مزید وسعت اور برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایں دُعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

العبدُ الفقیر' محمد غلام رسول قادری نقشبندی

خادمُ دارالعلوم گیلانیہ رضویہ' گلبرگ بی

فیصل آباد (پنجاب)

بروز سوموار' بعد نماز عصر'

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

بمطابق ۲۸ اگست ۲۰۰۶ء

Marfat.com

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں اور باتیں

از ...... حضرت فقیر عبدالوہاب چانڈیو سکندری

صدر جمیعت علمائے سکندریہ، پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ○

یہ فقیر جب چودہ یا پندرہ سال کا تھا تو اس نے مدرسہ "صبغۃ الاسلام" سانگھڑ میں سند کے رمضان المبارک کے بعد داخلہ لے لیا۔ چند دنوں کے بعد یحیٰی خان نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ اسی دوران فقیر نے مدرسے کے طلباء سے یہ گفتگو سنی کہ گزشتہ رمضان المبارک میں حضرت قبلہ قاری محمد طفیل صاحب جو اُس وقت "جامع مسجد سانگھڑ" میں حضرت سیّد غوث محمد شاہ جیلانی (سابق مہتمم مدرسہ مذکور) کے کہنے پر ختم شریف سنانے تشریف لائے تھے، نے اپنے دو قابل شاگردوں یعنی قاری بشیر احمد ملتانی (جو اُس وقت پولیس ٹریننگ اسکول یعنی پی۔ ٹی۔ ایس شہداد پور کی مسجد میں امام و خطیب ہونے کے ساتھ مدرسہ مذکور میں حفظ قرآن کے مدرس بھی تھے) اور قاری رب نواز کراچی والے (جو اُس وقت کی ٹاؤن کمیٹی اور موجودہ ضلع کونسل سانگھڑ کی مسجد میں رمضان المبارک میں ختم شریف سنانے آئے تھے) کے ساتھ مدرسہ صبغۃ الاسلام میں "دورۂ تجوید و قرأت" کرایا تھا۔ اس میں مدرسہ مذکور کے طلباء کے ساتھ قرب و جوار کے مدارس کے طلباء نے بھی داخلہ لیا تھا جن کے ساتھ سابق صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی دُر محمد سکندری (سابق صدر جمیعت علمائے سکندریہ پاکستان) نے بھی حضرت قاری صاحب کی قابلیت سے

Marfat.com

متاثر ہو کر اُن سے تجوید و قرأت سیکھی تھی۔

یہ سُن کر فقیر میں بھی حضرت قاری صاحب کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کبھی کبھار اپنے مکانوں اور دکانوں کا کرایہ وغیرہ وصول کرنے کے لیے سانگھڑ تشریف لاتے تھے۔ ایک بار آپ تشریف لائے کیوں کہ حضرت سیّد غوث محمد شاہ جیلانی (سابق مہتمم مدرسہ مذکور) نے انہیں کسی جلسے وغیرہ میں تلاوت اور تقریر کرنے کے لیے زحمت دی تھی۔ اس موقع پر فقیر نے آپ سے مصافحہ کیا اور زیارت سے مشرف ہوا۔

نماز کے وقت حضرت مفتی صاحب کی طرف سے نماز پڑھانے کی دعوت پر آپ نے معذرت کی۔ حضرت مفتی صاحب نے عرض کی کہ ''حضرت! آپ اُستاذِ القراء ہیں اور ہم علم قرأت کے ادنیٰ طالب علم' کیا ہماری اقتداء میں آپ کی نماز ہو سکے گی؟'' آپ نے کمالِ انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''آپ مفتی صاحب ہیں' آپ نماز پڑھائیں' ہماری نماز اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔''

فقیر کا حضرت کی زیارت اور اُن سے مصافحوں کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ نے سانگھڑ میں اپنی جائیداد بیچ ڈالی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ مکمل طور پر بند ہو گیا۔

تعلیم کے دوران مدرسہ صبغۃ الاسلام سانگھڑ میں جب ہمارے ایک ساتھی طالب علم (علی محمد راجڑ) نے حفظ قرآن مکمل کیا تو مفتی صاحب نے انہیں تجوید اور قرأت سیکھنے کے لیے حضرت قاری محمد طفیل صاحب کے پاس ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد'' روانہ کر دیا۔ جب وہ فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے تو بہترین قاری بن چکے تھے۔ اُس وقت فقیر کو بھی قرأت سیکھنے کا شوق ہوا۔ ہم لوگ مدرسہ ''صبغۃ الاسلام سانگھڑ'' میں قاری بشیر احمد صاحب اور ''جامعہ راشدیہ''

پیر جو گوٹھ میں قاری محمد حنیف صاحب سعیدی کے پاس تجوید و قرأت سیکھنے کا شوق پورا کرتے رہے۔ فقیر فروری ۱۹۸۳ء میں حیدرآباد آیا۔ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء کو محکمۂ اوقاف کی ''جامع مسجد نور الاسلام'' لطیف آباد نمبر ۸ میں تقرری ہوئی۔ یہ غالباً شعبان المعظم کا مہینہ تھا۔ رمضان المبارک کے بعد خیال آیا کہ حیدرآباد میں رہتے ہوئے کیوں نہ اپنا پُرانا شوق پورا کر لیں اور حضرت قاری صاحب کے پاس مزید تجوید و قرأت سیکھ لیں تا کہ اللہ اور رسول ﷺ راضی ہوں، فرض ادا ہو اور خطابت و امامت میں بھی زیادہ لطف پیدا ہو جائے۔

فقیر نے شوال المکرّم میں رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد میں تجوید و قرأت میں داخلہ لیا۔ مزید حضرت مفتی عبد اللطیف صاحب (جو اُس وقت دورۂ حدیث کے طالب علم تھے اور میرے قریب جامع مسجد اکبری، نزد قبرستان لطیف آباد نمبر ۸ کے خطیب و امام بھی تھے) کے مشورے پر دورۂ حدیث میں بھی داخلہ لے لیا، حال آں کہ فقیر نے جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ میں دورۂ حدیث مکمل کر لیا تھا۔ لیکن اُس وقت ''تنظیم المدارس'' کے امتحانات اتنے متعارف نہیں ہوئے تھے۔ اس قرأت و تجوید اور دورۂ حدیث کی برکت سے تنظیم المدارس کے آخری امتحان ''شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ و الاسلامیہ'' سے فارغ ہو گئے (الحمد للہ علیٰ ذالک)۔

حضرت قاری صاحب بحیثیت ایک انسان نہایت سادہ مگر باوقار تھے۔ آپ طلباء کی عزت افزائی کے لیے اُن کی سادہ سی دعوتِ طعام بھی قبول فرما لیتے تھے۔ حضرت قاری صاحب کے پاس تجوید و قرأت سیکھنے کے دوران آپ کے حُسنِ اخلاق اور اپنے فن سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا گیا کہ آپ بڑھاپے کی حالت میں بھی وقت پر جامعہ میں تشریف لاتے اور فل ٹائم پڑھاتے، اپنے فرائض

Marfat.com

سے بے حد لگن اور محبت کا مظاہرہ کرتے' آپ کے درس و تدریس کا طریقہ بہت عمدہ تھا۔ طلباء سے ہمیشہ شفقت سے پیش آتے۔ آپ نے اپنی آواز کو ایسی بلندی پر قائم کر رکھا تھا کہ اگر کئی نوجوان طلباء مل کر بھی قرأت کی مشق کرتے تو آپ کی آواز کی بلندی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ آپ طلباء سے فرماتے تھے کہ ''آپ اپنی آواز کو جتنا بلند کریں گے اور الفاظ کے تلفظ کی دُرستی اور ادائیگی کی طرف توجہ کریں گے اُتنے ہی بڑے قاری بن جائیں گے۔''

دین سے حضرت قاری صاحب کی محبت کا اندازہ اس واقعے سے لگائیں جو یہ فقیر آج تک نہیں بھول سکا۔ یہ غالباً ۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے۔ ''رکن الاسلام'' میں جمعرات کے دن ہفتے وار محفل میں ''بزم محمودیہ'' کی جانب سے طلباء تقریریں کر رہے تھے۔ طلباء کے بعد اساتذہ میں سے حضرت قاری صاحب نے بھی گفتگو کی اور فرمایا:

> ''میں صاحب زادہ صاحب (جو ''رکن الاسلام'' کے سرپرست اعلیٰ ہیں اور جو اُس وقت سیاست کے عملی میدان میں اُتر چکے تھے) کو مشورہ دوں گا کہ آپ سیاست کو خیر باد کہہ کر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دینی ادارے کی طرف توجہ دیں اور اس کو بلند مقام تک پہنچائیں کیوں کہ سیاسی مصروفیت کی وجہ سے ادارے کو ترقی کرنے میں مشکلات پیش آئیں گی۔''

فقیر کے خیال میں اگرچہ وہ اپنی بات کہنے میں درست تھے لیکن صاحب زادہ صاحب نے اپنے خلف الرشید' صاحب زادہ عزیز محمود صاحب کی صورت میں ''رکن الاسلام'' کو ایک ایسا تحفہ دیا ہے کہ جس نے صاحب زادہ کی سرپرستی میں

Marfat.com

''رکن الاسلام'' کو دنیائے اسلام کی قدیم یونیورسٹی ''جامعہ ازہر'' سے ملحق کرا کے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت مفتی شاہ محمود الوری صاحب' غزالی سندھ' شیخ الحدیث حضرت قاری عبدالرزاق صاحب (سابق ڈسٹرکٹ خطیب' حیدر آباد) اور سند القراء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ) پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین ثم آمین)۔

فقیر عبدالوہاب چانڈیو سکندری

صدر جمعیت علمائے سکندریہ پاکستان

خطیب ''جامع مسجد جیلانی'' نئی پیر' حیدر آباد

Marfat.com

دُنیائے قرأت کے بادشاہ

از ......حضرت مولانا محمد یعقوب قادری (ایڈوکیٹ)،
موہنی بازار، نواب شاہ (سندھ)

میرے اُستاد بھائی جناب قاری محمد سلیمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے شدت سے اس فقیر پر تقصیر کو بار بار حکم فرمایا کہ رئیس و اُستاذ القراء حضرت علامہ مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یعنی اُن کی حیاتِ طیبہ سے متعلق جو یادداشتیں ذہن میں محفوظ ہیں، انہیں قلم بند کر کے اُن کی خدمت میں پیش کروں۔ مجھ میں اور میرے قلم میں اتنی طاقت کہاں کہ اپنے وقت کے دنیائے قرآن کے بادشاہ کے متعلق کچھ تحریر کر سکوں، بس چند باتیں جو میں نے دوران تعلیم اُن سے حاصل کیں یا جو کچھ مجھے اُن کی زندگی کے اطوار دیکھنے کا موقعہ ملا انہیں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کروں گا۔

دُنیائے قرأت کے بادشاہ، رئیس و اُستاذ القراء حضرت علامہ مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد قاری القراء ہیں جنہیں مدینہ طیبہ میں بھی پڑھانے کا شرف حاصل رہا ہے۔ ہجرت کے بعد ایسٹ پنجاب کے ضلع امرتسر سے، جو میرا بھی پیدائشی ضلع ہے، پاکستان تشریف لائے۔ آپ نے پاکستان کے مختلف مدارس میں پڑھانے کا شرف حاصل فرمایا لیکن زیادہ تر حیدرآباد سندھ میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا گو کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ نے کراچی میں بھی یہ

Marfat.com

خدمات انجام دیں۔

یہ فقیر بھی آپ سے فیض یاب ہونے کے لیے تقریباً دو ماہ تک روزانہ نواب شاہ سے حیدرآباد حاضر ہوتا رہا۔ مجھے قرأت سے قرآن پاک پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن مخارج کی ادائیگی پوری طرح نہیں آتی تھی، میں نے ایک دن قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ ''حضور! میں آپ سے قرأت پڑھنا چاہتا ہوں لیکن میں صبح و شام حاضری سے قاصر ہوں، میں صبح گیارہ بجے ''تیز رو'' سے روانہ ہو کر ایک بجے حیدرآباد حاضر ہوا کروں گا، آپ مجھے ایسی جگہ بتا دیں جہاں میں آپ کی خدمت میں بیٹھ کر استفادہ کر سکوں۔'' آپ نے فرمایا کہ فقیر کے پڑ میں ''مائی خیری مسجد'' میں ظہر کے وقت آجایا کرو۔'' میں روزانہ ایک ڈیڑھ بجے کے قریب ''مسجد مائی خیری'' میں حاضر ہو جاتا۔ آپ مجھے بعد نمازِ ظہر روزانہ آدھا گھنٹہ قرأت کی مشق کراتے اور قرأت سے متعلق ضروری باتیں سمجھاتے، پھر میں وہاں سے ریلوے اسٹیشن پیدل آتا اور واپسی والی ''تیز رو'' سے جو غالباً ۳ بجے دن حیدرآباد سے چل کر ۵ بجے نواب شاہ پہنچ جاتی تھی، گھر واپس آجاتا تھا۔ آپ نے مجھ پر بہت محنت کی اور مجھ کو مجمع عام میں پڑھنے کے قابل بنا دیا۔

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ عظیم خوش الحان قاری ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی خوش آواز نعت خواں بھی تھے۔ ایک مرتبہ ۱۹۶۸ء میں چودہ سو سالہ جشن نزول قرآن کے سلسلے میں مرحوم ادیب رائے پوری نے ''کل پاکستان محفل نعت'' نشتر پارک کراچی میں منعقد کرائی جس میں بڑے بڑے نعت خواں حضرات بالخصوص محمد اعظم چشتی اور اُن کے رفقاء بھی شریک ہوئے، حیدرآباد سے قاری صاحب اور نواب شاہ سے اس فقیر (محمد یعقوب قادری) کو مدعو کیا گیا تھا، اس محفل میں حبیب بینک کی طرف سے چودہ سونے کے اور اتنے ہی چاندی کے تمغے تقسیم کیے گئے، اس

Marfat.com

تقریب سعید میں قاری صاحب کو بھی سونے کا تمغہ ملا اور اس فقیر پُر تقصیر کو بھی ساتویں نمبر پر سونے کا تمغہ ملا۔ اس محفل میں شریک سونے کے تمغے حاصل کرنے والے نعت خوانوں کو اس فقیر نے نواب شاہ آنے کی دعوت دی۔ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سمیت نعت خوانوں نے یہ دعوت قبول کرتے ہوئے نواب شاہ تشریف لانا منظور فرمالیا' لہٰذا اُس وقت کے وائس چیئرمین بلدیہ مرحوم و مغفور راؤ شیر زمان خان کی صدارت میں محفل نعت منعقد ہوئی۔

تلاوتِ قرآنِ مجید فرقان حمید کی سعادت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آئی۔ چوں کہ آپ تمام لہجوں میں تلاوت فرمایا کرتے تھے چناں چہ اُس روز آپ دورانِ تلاوت لہجے بدل بدل کر تلاوت فرما رہے تھے' اسٹیج پر بیٹھے ایک صاحب کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید قاری صاحب بھول گئے ہیں اس لیے الفاظ صحیح ادا نہیں کر رہے ہیں چناں چہ اُن صاحب نے لقمہ دینا شروع کر دیا۔ اُس وقت تو آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی لیکن جب آپ نے تلاوت مکمل کی تو پھر آپ نے بیان فرمایا کہ "میں عربی کے مقبول لہجوں میں تلاوت کر رہا تھا' اس میں الفاظ کی تبدیلی سے معنوں میں فرق نہیں آتا اور ان سب لہجوں میں تلاوت کی اجازت ختمی مرتبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہے۔" یہ سُن کر لوگ حیران رہ گئے کہ آپ دُنیائے اسلام کے اتنے بڑے قاری ہیں کہ عجمی ہو کر بھی عربی لہجوں پر عبور رکھتے ہیں۔

آپ طبیعت کے لحاظ سے بھی انتہائی خوش مزاج اور مہمان نواز تھے' پڑھاتے وقت تمام طلباء پر خصوصی توجہ کے ساتھ ساتھ بہت ہی شفقت فرماتے تھے' آپ لالچی طبیعت کے حامل انسان قطعی نہ تھے' کسی نے خدمت کی یا نہیں کی اس کی پروا نہیں فرماتے تھے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے طفیل آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ دُعا ہے کہ اللہ آپ کے تلامذہ کو خصوصاً محترم قاری محمد سلیمان اعوان صاحب کو اُن کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ۔

محمد یعقوب قادری (ایڈوکیٹ) غفرلہٗ
خادم عوام اہل سنت وعلماء ومشائخ
اہلِ سنت مومنی بازار، نواب شاہ سندھ
۹ جنوری ۲۰۰۸ء

Marfat.com

فنِ تجوید و قرأت کے بادشاہ

تحریر: صاحب زادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر مہتمم رکن الاسلام
جامعہ مجددیہ ہیر آباد، حیدر آباد (سندھ)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

میرے والد گرامی، قطبِ وقت حضرت خواجہ شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۷ء میں جب الور (ہندوستان) سے ہجرت فرما کے حیدر آباد میں قیام فرما ہوئے تو یہاں آپ نے ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' کے نام سے ایک عظیم دینی ادارہ قائم فرمایا، جو صحیح معنوں میں اسلاف کے مدارس اور اولیائے سابقین کی خانقاہوں کی یاد تازہ کرنے والی ایک علمی اور روحانی درس گاہ تھی، جہاں علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی تعلیم بھی دی جاتی تھی اور طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن کے قلب کی اصلاح اور تزکیۂ نفس کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔ حضرت صاحب صبح اس دارالعلوم میں تفسیر و حدیث اور تصوف کا درس دیا کرتے تھے، اور رات کو مائی خیری مسجد میں درسِ قرآن دیا کرتے تھے، جس میں اہالیانِ حیدر آباد بڑے ذوق اور شوق کے ساتھ جوق در جوق شرکت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس درس قرآن کی محفل میں اُستاذ القراء قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت کی اور درس قرآن کے آغاز پر قرآنِ پاک کی تلاوت کی اور ایسے پُر سوز انداز میں تلاوت کی

Marfat.com

کہ پورے مجمع کو مسحور کر دیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت سے بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ "اب میرے ہر پروگرام میں قاری صاحب ہی تلاوت کیا کریں گے۔" اُس دن سے حیدر آباد کا کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوتا جس میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہو اور قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت نہ ہو بلکہ اُس زمانے کے اندر یہ جوڑی مشہور ہو گئی تھی کہ قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کے بغیر کوئی محفل سجتی ہی نہیں۔

ان دونوں حضرات کے درمیان یہ محبت کا سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا گیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دارالعلوم "رکن الاسلام جامعہ مجددیہ" میں تدریس کی پیش کش فرمائی جس کو حضرت سے محبت کے باعث قاری صاحب قبلہ رد نہ کر سکے اور بخوشی قبول کر کے "رکن الاسلام" میں شعبۂ تجوید و قرأت کے نگراں مقرر ہو گئے اور دارالعلوم میں تجوید و قرأت کی تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کر دیے۔ اس دوران قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں بہترین قراء تیار کیے اور مدارسِ اہلِ سنت کے دامن کو بہترین قراء کی شکل میں لاجواب اور انمول ہیروں اور موتیوں سے بھر دیا۔ اُس زمانے میں شاید ہی اہل سنت کا کوئی دارالعلوم ایسا ہو گا جہاں قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض یافتہ کوئی قاری مسند تدریس پر بیٹھ کر فیض کے دریا نہ بہار رہا ہو۔ حتیٰ کہ ملتان میں "انوار العلوم" جیسے اہل سنت کے عظیم مرکز میں بھی قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہی شاگرد تجوید و قرأت کی تعلیم دیا کرتے تھے اور "انوار العلوم" کا سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد کے موقعہ پر حضرت غزالی زماں، رازیٔ دوراں علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب

Marfat.com

کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی دعوت پر ہر سال قاری صاحب قبلہ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے قراء کی دستار بندی فرمایا کرتے تھے۔ قاری صاحب قبلہ کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دارالعلوم ''رکن الاسلام'' سے ایسی محبت اور اُنسیت ہو گئی کہ پاکستان کے بڑے بڑے علمی اداروں سے آپ کو تدریس کی پیشکش ہوئی لیکن آپ نے ''رکن الاسلام'' کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور برس ہا برس یہاں رہ کر تجوید قرآن کی تدریسی خدمات انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی مسحور کن آواز اور لہجہ عطا فرمایا تھا کہ جب آپ ''رکن الاسلام'' میں طلباء کو مشق کرایا کرتے تھے تو آپ کی آواز پورے دارالعلوم میں گونجتی تھی بلکہ دارالعلوم کے در و دیوار کو عبور کرتی ہوئی باہر تک چلی جاتی تھی جسے سُن کر بعض دفعہ چلنے والے چلتے چلتے رُک جایا کرتے تھے اور تلاوت قرآن کی سماعت سے اپنے قلب و ذہن کو شاد کام کیا کرتے تھے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں کوئی قاری تھوڑا سا مقام حاصل کر لیتا ہے تو وہ ابتدائی کلاس کے طلباء کو پڑھانے میں عار محسوس کرنے لگتا ہے اور ان طلباء کی تدریس کو اپنے شاگردوں کے سپرد کر دیتا ہے' لیکن قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خصوصیت تھی کہ اس فن کے بادشاہ ہونے کے باوجود ابتدائی کلاس سے لے کر انتہائی کلاس تک تمام طلباء کو خود پڑھایا کرتے تھے اور تمام کلاسوں کے طلباء کو پڑھانے میں یکساں توجہ مبذول فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ دارالعلوم میں صبح سب سے پہلے پہنچا کرتے تھے اور اُس وقت سے لے کر تدریسی اوقات کے اختتام تک مسلسل اور لگا تار بلند آواز سے طلباء کو مشق کرایا کرتے تھے' اور اس دوران استراحت کے لیے

Marfat.com

کوئی وقفہ نہیں کیا کرتے تھے' جس جگر سوز محنت اور جاں گسل جدوجہد کے ساتھ آپ نے قرآن پاک کی تدریسی خدمات انجام دی ہیں' دنیائے تجوید و قرأت میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

میرے رضاعی والد اور پھوپھا' وقت کے مشہور طبیب حاذق جناب حکیم احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ''قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوئی تو ایک دن خانہ کعبہ کے اردگرد دنیا بھر سے آئے ہوئے مشہور اور نام ور قراء مختلف ٹولیوں اور حلقوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے' وہیں قریب سے قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ گزر رہے تھے' اُن کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا' وہ دہی خریدنے کے لیے نکلے تھے۔ کسی نے کہا کہ حرم شریف میں بڑے بڑے قرائے کرام اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں' آپ بھی آ کر تلاوت کر دیجئے۔ قاری صاحب اندر آئے اور وہ پیالہ جس میں وہ دہی لینے کے لیے جا رہے تھے' اُسے اپنے سامنے رکھ کر قرآن کی تلاوت شروع کر دی۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جوں جوں قاری صاحب کی آواز بلند ہونا شروع ہوئی قرائے کرام کی آواز دھیمی ہونا شروع ہو گئیں' یہاں تک کہ جب قاری صاحب قرأت کی جولانیوں پر آئے تو تمام قرائے کرم اپنی اپنی تلاوتیں چھوڑ کر قاری صاحب کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور قاری صاحب کی تلاوت سے لطف اندوز ہونے لگے اور مجمع پر ایک عجیب سحر انگیز کیفیت طاری ہو گئی۔ تلاوت قرآن کی لذت آفرینی میں لوگ ایسے مدہوش ہوئے کہ کسی کو اپنا ہوش بھی نہ رہا کہ اچانک دہی کے پیالے میں ایک سکہ کے گرنے کی آواز آئی۔ لوگوں نے چونک کر دیکھا تو بعض لوگ فرطِ جذبات میں

Marfat.com

قاری صاحب کو نذرانے کے طور پر ان کے پیالے میں سکّے ڈال رہے تھے لیکن قاری صاحب کے ساتھ جو ساتھی تھے' انہوں نے ''لالا! حاجی'' کہہ کر اُن کو یہ نذرانے دینے سے منع کر دیا۔ اس واقعے سے قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فن تجوید و قرأت میں کمال اور آپ کی آواز کی سحر آفرینیوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو فن قرأت کے ساتھ ساتھ ''فن خطاطی'' میں بھی کمال عطا فرمایا تھا۔ جس فن اور کمال کے ساتھ آپ قرآن کو پڑھایا کرتے تھے اُسی حُسنِ جمال کے ساتھ آپ آیاتِ قرآن پاک کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ جس طرح آپ کی زبان سے قرآن سُن کر ایک عجیب لذت حاصل ہوتی تھی اُسی طرح آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آیات کے حُسن کو دیکھ کر انسان پر ایک عجیب کیف کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ آج بھی محمدی مسجد پریٹ آباد جیسی بہت سی حیدر آباد کی مساجد موجود ہیں جہاں قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فن خطاطی کے بے مثال جواہر پارے آنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کر رہے ہیں۔

قاری صاحب اپنے شاگردوں پر اپنی اولاد کی طرح شفقت فرمایا کرتے تھے۔ فقیر کی خوش نصیبی ہے کہ ''فن تجوید و قرأت'' اور ''فن خطاطی'' دونوں میں اسے قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔

ہماری دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس خدمت قرآن کی آخرت میں بہترین جزاء عطا فرمائے' ویسے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان جس طرح قرآن کی خدمات انجام

Marfat.com

دے رہے ہیں یقیناً وہ قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُخروی درجات کی بلندی کا باعث بن رہے ہوں گے۔ قاری صاحب کے شاگرد رشید اسد القراء جناب قاری محمد سلیمان اعوان صاحب نے دُنیائے تجوید و قرأت کی اس عظیم شخصیت کے بارے میں حالات جمع کرنے اور اُن کو منظر عام پر لانے کی جو سعی کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

ابوالخیر محمد زبیر
خادم آستانہ عالیہ رکنویہ محمودیہ
مہتمم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ
ہیر آباد حیدر آباد (سندھ)
بروز بدھ بتاریخ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ
بمطابق ۹ جنوری ۲۰۰۸ء

Marfat.com

امام القراء واُستاذ المصورین

الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت الحاج قاری محمد بشیر مدنی
سابق پرنسپل مدرسہ تحفیظ القرآن الاھلیہ
بالمدینۃ المنورہ (سعودی عرب)
پرنسپل مدرسہ صبغۃ الرحمانیہ القرانیہ
مین روڈ احمد ٹاؤن شادی پورہ داروغہ والا لاہور

نوٹ:- جب یہ خادم القرآن محمد سلیمان اعوان آف سروبہ مجددی (مرتب) حضرت علامہ احسان الحق صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ راستہ ڈھونڈتے۔ ڈھونڈتے حضرت الحاج قاری محمد بشیر مدنی صاحب کے مدرسہ صبغۃ الرحمانیہ القرانیہ حاضر ہوا تو آپ مدرسے کے باہر ہمارے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ بڑے تپاک سے ملے اور مدرسہ کے اندر لے گئے۔ ماشاء اللہ! دو کنال کی زمین پر موجود اس مدرسے کا نام آپ نے امام القراء کے مدرسے کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ استاذی الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق آپ نے جو گفتگو فرمائی وہ ملاحظہ فرمایئے۔ (مرتب)

حسین آگاہی والی مسجد محمد خان، ملتان کے سامنے جلسہ تھا اور احقر اس جلسے میں والد محترم کے ساتھ حاضر تھا۔ جلسے میں دو حضرات کی تلاوت ہونا تھی۔

Marfat.com

ایک قاری عبدالمالک کی اور دوسرے امام القراء واستاذ المصورین الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کی۔ جلسے کے منتظمین میں سے کچھ لوگوں نے یہ سازش تیار کی ہوئی تھی کہ جب قاری محمد طفیل صاحب تلاوت شروع کریں اور جیسے جیسے وہ اپنی آواز بلند کریں' ویسے ویسے لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی بلند کردی جائے۔ چناں چہ پہلی تلاوت قاری عبدالمالک کی ہوئی اور جب دوسری تلاوت حضرت امام القراء قاری محمد طفیل مجددی ؒ نے شروع کی تو سازش کے تحت لاؤڈ اسپیکر کی آواز بلند کی جانے لگی مگر امام القراء نے مائیک اپنے سامنے سے ہٹا کر دوسری طرف رکھ دیا اور اس کے بعد جہاں تک آواز جاسکتی تھی' آپ نے اُسے وہاں تک پہنچا دیا۔ اسی جگہ پر مجھے حضرت کا تعارف حاصل ہوا جب احقر نے امام القراء کو تلاوت قرآن کرتے سنا تو دل اس بات کے لیے بے قرار ہوگیا کہ اب تجوید وقرأت ان ہی سے سیکھی جائے گی میرا حفظ قرآن مجید تو خیر سے مکمل ہو چکا تھا۔

احقر کو ملتان کے جلسے میں معلوم ہوا کہ آپ مسجد وزیر خان لاہور میں پڑھاتے ہیں' کسی نے کہا کہ جامعہ نعیمیہ میں ہیں۔ احقر صاحب طریقت' حضرت قاری عبدالعزیز سیال کوٹی کے پاس پڑھتا رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت امام القراء حیدر آباد میں ہیں چناں چہ احقر نے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اور مدرس رکن الاسلام میں حضرت سے فیض حاصل کیا۔

امام المصورین' امام الکاتبلینا ور امام الصوفیاء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کی شخصیت اپنے تلامذہ کے لیے ایک روحانی انقلاب کے ادارے کی حیثیت رکھتی تھی جس کے ذریعے آپ دلوں کو علمی خزانوں سے لبریز فرماتے تھے امام القراء فرماتے تھے کہ میرا شاگرد خود کفیل ہو' منگتا نہ ہو' آپ کے جتنے بھی تلامذہ تھے' کسی نہ کسی مسجد یا مدرسے میں خدمات سرانجام دیتے اور

Marfat.com

لوگ اُن کی کفالت خود کرتے' آپ کا جو بھی فرماں بردار رہا اس کو بہت زیادہ عزت ملی۔

امام القراء کے جو تلامذہ آپ کے فرماں بردار رہے اُن کو رب کریم نے ایسا مقام عطا فرمایا کہ دین بھی انکا ہو گیا اور دنیا بھی ان کی ہو گی۔ آپ کی عاجزی اور انکساری کے سبب کوئی یہ نہ جان سکتا تھا کہ امام القراء اتنے پڑھے لکھے آدمی ہیں مگر جب آپ بات کرتے تھے تو سننے والا حیران رہ جاتا تھا کہ آپ واقعی بڑے بردبار اور سمجھ دار شخصیت کے حامل انسان ہیں۔

آپ اپنی والدہ ماجدہ کا بہت احترام اور ادب کرتے تھے فدوی روزانہ آپ کی والدہ گرامی سے ملنے جاتا تھا ایک مرتبہ سبق کی وجہ سے جب استاد محترم نے سرزنش کی تو احقر قاری محمد رمضان چشتی عرف ملنگ بابا کے ساتھ چلا گیا مگر دادی اماں کے پاس نہ گیا۔ آپ کی والدہ نے پوچھا "بشیر کہاں ہے' آج کیوں نہیں آیا؟" استاد محترم نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا "اماں یاد کر رہی ہیں بتاؤ تم کیوں نہیں آئے تھے؟" فدوی نے کہا "دادی جان! مجھے قاری صاحب نے مارا تھا' اس لیے میں نہیں آیا۔" دادی جان نے فرمایا: "طفیل! ادھر آؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے قاری صاحب کے کان کھینچ لیے مگر کیا مجال کہ چہرے پر ملال آیا ہو' آپ ہنستے رہے، آئندہ نہیں مارنا بشیر کو۔" دادی جان نے حکم دیا اور پھر اس کے بعد کبھی میری سرزنش نہ کی۔

دادی اماں کی روایت ہے کہ "اُستاد محترم کو کتابت اور مصوری کا شوق تھا اُس زمانے میں چاندی کے روپے ہوا کرتے تھے جن سے آپ کی جھولی بھری رہتی تھی' وہ میرے سامنے لا کر ڈھیر کر دیتے تھے۔ امرتسر میں سکھ آپ کے پاس آکر کہتے کہ "تم جیسا قرآن پڑھتے ہو' ہمیں بھی پڑھاؤ۔" امام القراء انہیں قرآن

Marfat.com

پڑھاتے اور وہ قرآن کی تلاوت سننے کے بعد مسلمان ہو جاتے۔"

فدوی "روشن مسجد" چھوٹکی گھٹی حیدر آباد میں خطیب و امام تھے اُس دور میں حضرت پیر محمد عرفان سرہندی' ٹیاری سندھ سے تشریف لائے اور امام القراء سے درخواست کی کہ "ہمیں آپ کا شاگرد قاری چاہیئے" امام القراء نے فدوی سے فرمایا: قاری بشیر! تم چلے جاؤ اور ان کا کہنا مانو، یہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔" فدوی نے امام القراء کا حکم مانا اور ایک سال تک ٹیاری میں شعبۂ تجوید و قرأت سے منسلک رہا اور یہ بھی اُستاد محترم کا روحانی فیض ہی تھا کہ پولیس ٹریننگ سینٹر شہداد پور کی مسجد میں امام و خطیب کے لیے درخواست دی تو ڈی آئی جی صاحب نے اسے منظور کرتے ہوئے احقر کا سلیکشن کر لیا۔

مدینہ منورہ میں مدرسہ تحفیظ القرآن (بیرون باب مجیدی) کے متولی شیخ محمد عبداللہ امرتسری تھے۔ انہیں سعودی عرب کی شہریت ملی تھی ہوئی تھی اُن کے دو بیٹے یعنی قاری محمد حسین اور اُن کے بھائی' اُستاد محترم کے پاس پڑھتے تھے۔ احقر نے اُس مدرسے میں آٹھ سال تجوید و قرأت پڑھائی ہے۔ جب شیخ محمد عبداللہ کو یہ معلوم ہوا کہ احقر امام القراء قاری محمد طفیل کا تلمیذ رشید ہے تو انہوں نے کہا کہ "آپ اسی مدرسے میں پڑھائیں گے۔"

امام القراء نے شیخ القراء بالمدینۃ المنورۃ حسن بن ابراہیم الشاعر سے روایت سبعہ عشرہ مکمل کی جو شیخ محمود الخلیل الحصری (مصری) کے اُستاد بھائی تھے۔ آپ نے حرم کعبہ (مکۃ المکرمہ) میں اُس وقت مصلی سنایا جب وہاں چار امام ہوا کرتے تھے۔ جب آپ نے حنفی مصلی پر قرآن پاک سنایا تو دوسرے آئمہ نے آکر آپ سے فرمایا کہ "یا تو آپ بعد میں پڑھیں یا پھر قرآن کو آہستہ پڑھیں۔"

Marfat.com

چناں چہ آپ نے بعد میں پڑھانا شروع کر دیا۔

اُستادِ محترم نے مصر میں چار سالہ نصاب کو ایک سال میں پڑھ کر مکمل کر لیا اور یہ جان کر کہ "یہ ہندی ہیں" عربوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں' اُن کا کہنا تھا کہ "جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے تکلیف دی تھی اُسی طرح یہ ہندی بھی قرآن کو عذاب دیتے ہیں۔" لیکن جب آپ نے قرآن کی تلاوت شروع کی تو مصریوں نے کہا کہ "واقعی! ہندی قرآن پڑھنا جانتے ہیں۔"

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی عرب وعجم کے مایۂ ناز اُستاد تھے، آپ مدینہ منورہ میں پڑھتے بھی رہے اور پڑھاتے بھی رہے جس دور میں اُستادِ مکرم سعودی عرب میں تھے' وہ دَور آلِ سعود شاہ عبدالعزیز کا تھا۔ آپ کا قرآن پڑھنے کا جواب ولہجہ تھا وہ ایک ہی تھا۔

احقر کو دل کی تکلیف رہتی تھی' اُستادِ محترم نے فرمایا: "مدینہ طیبہ آؤ میں ویزا لیے دیتا ہوں۔" احقر نے اُن کی بات مان لی' حاجی محمد عظیم صاحب نے ویزا لگوا دیا اور میں عمرہ کرنے کی تیاری کرنے لگا' ایئر پورٹ پر فدوی کو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ دوائیں ساتھ لے جائیں۔ احقر نے سوچا کہ اگر دوائیں ساتھ لے کر جانا ہی ہے تو پھر ارضِ مقدس پر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آبِ زم زم اور خاکِ مدینہ سے ہی شفا ہو جائے گی' چناں چہ دوائیں پھینک دیں اور ارضِ مقدس کے لیے عازمِ سفر ہو گیا۔ رمضان المبارک میں فدوی کا ویزا ختم ہو گیا تو حاجی عظیم صاحب نے حج کا بندوبست کرایا' احقر وہیں رہ گیا' حج کے بعد احقر بیمار ہو گیا۔ تمام حاجی صاحبان اپنے اپنے ملک چلے گئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم ہو گی' احقر ٹھیک ہو گیا' سعودی حکومت نے اعلان کر دیا کہ

Marfat.com

اقامہ لے لو۔" اور ہم نے اقامہ لے لیا۔

جب امام القراء اپنی اہلیہ' بیٹے حاجی محمد نواز اور بہو (نواز مرحوم کی اہلیہ) کے ساتھ حج کرنے کے لیے آئے تو احقر آپ کو لینے کے لیے ائیر پورٹ پر حاضر ہوا۔ آپ صبح کی نماز سے لے کر عصر تک مدرسہ "تحفیظ القرآن" میں تشریف فرما رہے۔ آپ طلباء کرام کے لیے مخصوص جگہ پر بیٹھ گئے۔ احقر نے عرض کیا "حضرت! آپ میری نشست کی جگہ تشریف لے چلیں۔ تو آپ وہاں سے اٹھ کر فدوی کی نشست کے برابر بیٹھ گئے اور فرمایا تم مدینہ شریف میں اُستاد ہو اور میں یہاں کا طالب علم رہا ہوں لہٰذا یہاں کا ادب مجھ پر لازم ہے۔" امام القراء احقر کے مصلے پر نہ بیٹھے۔

اُستاد محترم کے بڑے بھائی چودھری عبدالغفور تھے اُن کی بیٹی لاہور اور بیٹا حیدر آباد میں ہے۔ چودھری عبدالواحد مرحوم بھی آپ کے بھائی تھے جو راولپنڈی میں تھے' اُن کی دو بیٹیاں ہیں۔ اُن کے بعد استاد محترم کے بھائی چودھری عبدالغنی حیدر آباد میں ہیں۔ اُن کے دو بیٹے فیصل آباد میں ہیں۔ اُن کے بعد امام القراء کے بھائی چودھری عبدالرؤف ہیں جن کی ایک بیٹی کمانڈر آفس سرگودھا میں ہے جبکہ دیگر اولاد امجاد لاہور اور سعودی عرب میں ہیں۔

جب امام القراء کا وصال ہوا تو احقر اسکردو' گلگت' استور اور نانگا پربت کے دورے پر تھا آپ سے فدوی کی رفاقت ۳۵ سال تک رہی امام القراء نے اپنے عربی کے طغرے' رومال اور جبے کے بارے میں فرمایا تھا کہ انہیں قاری محمد بشیر مدنی کو دے دینا۔" آپ کی یہ چیزیں آج تک میرے پاس موجود ہیں۔

Marfat.com

احقر نے آپ کے مشن کو جاری وساری کر رکھا ہے اور اپنے مدرسے کا نام مدرسہ "صبغۃ الرحمانیہ القرآنیہ" بھی آپ کے مدرسے کے نام پر رکھا ہوا ہے چوں کہ آپ کی خواہش کو آپ کے صاحبزادوں نے پورا نہیں کیا لہٰذا احقر اس خواہش کے تحت آپ کے مشن کو ترویج اور فروغ کا کام شب و روز کر رہا ہے۔ الحمد للہ! پاکستان میں احقر کے تلامذہ ستر کے قریب ہیں جن میں مشہور حفاظ ہیں حافظ عمر اور حافظ عرفان۔ ان کا شمار اچھے تلامذہ میں ہوتا ہے اور ماشاء اللہ! یہ سارے حفاظ کرام بزنس مین ہیں۔ ختم شد

Marfat.com

میرے اُستاد

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... میاں محمد ریاض راجو نقشبندی مجددی، رحمت مارکیٹ، چوک یتیم خانہ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

یہ اُس وقت کی بات ہے جب میری عمر سات، آٹھ سال کے لگ بھگ تھی۔ پاکستان اُس وقت معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا اور جرمنی کو جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ اُن دنوں اندرون دہلی گیٹ لاہور میں ''مسجد وزیر خان'' کے اندر ''مدرسہ حزب الاحناف'' (جس کے بانی مولانا دیدار تھے) میں بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا۔ جب میرے اُستاد محترم حضرت قاری محمد طفیل صاحب نے تلاوتِ قرآن مجید شروع کی تو حاضرین مجلس میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جس کی زبان پر ''سبحان اللہ'' کے الفاظ نہ ہوں۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد آپ نے تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ اور مفصل تفسیر بیان فرمائی جس میں اُن آیات کی شانِ نزول اور مرتبہ بیان کیا گیا تھا۔ اُس وقت موجود تمام علمائے دین آپ کی بیان کردہ تفسیر سے دنگ رہ گئے تھے کہ اتنی کم عمری میں آپ کے پاس اس قدر علم کا خزانہ موجود ہے۔ یہ بات عقل کو حیران کر دینے کے لیے کم نہ تھی۔

Marfat.com

اپنے شاگردوں سے آپ کی محبت اور شفقت کا عالم یہ تھا کہ آپ کا ہر شاگرد اسی گمان میں رہتا تھا کہ اُستاد محترم صرف اُسی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

جہاں تک آپ کے علم قرأت کا تعلق ہے تو میری نگاہ میں برصغیر میں تو کیا پورے روئے زمین پر آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ جہاں تک تعلق ہے آپ کے فن کتابت کا تو اُس کی مثال تلاش کرنا بھی محال ہے' کیوں کہ آپ کو دونوں شعبوں میں بدرجۂ اتم مہارت حاصل تھی۔

آپ نے زندگی نہایت سادگی سے بسر کی۔ آپ کی علمی فضیلت مدرسے والوں کو کچھ زیادہ موافق نہیں آئی چنانچہ اختلافات پیدا ہو گئے اور آپ مسجد میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس کے بعد مسجد چشتیہ چوک ''دال گڑاں'' میں آپ نے علم دین پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر آپ وہاں سے بھی کہیں چلے گئے۔

ایک دن جب میں قاسم قلعہ ملتان سے واپس آ رہا تھا تو میں نے کسی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے آپ کی تقریر کی آواز سنی۔ میں بے اختیار مسجد کی طرف دوڑا چلا گیا۔ جب مسجد کے پاس محراب کے سامنے پہنچا تو اُستاد صاحب مجھے دیکھ کر خاموش ہو گئے' جوں ہی آمنا سامنا ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ریاض!''، پھر میرا بازو پکڑ کر اپنے گھر لے آئے۔ آپ کی مہمان نوازی کا بھی کوئی جواب نہ تھا' گھر لے جا کر جو کھانا گھر میں موجود تھا میرے سامنے رکھ دیا۔

میرا معمول تھا کہ میں کاروباری مصروفیت سے فراغت حاصل کر کے روزانہ اپنے اُستاد صاحب سے ملنے آ جاتا تھا۔ آپ نے کبھی کسی سے علم دین پڑھانے کا معاوضہ طلب نہیں کیا تھا۔ کچھ عرصے بعد آپ ملتان سے بھی چلے گئے

پھر میرا آپ سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ایک دن اچانک مجھے اُستادِ محترم کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ ”تم جس حال میں بھی ہو، صبح لوہاری دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو جانا۔“ ملنے پر معلوم ہوا کہ یہ نواز کی شادی ہے۔

میرے نزدیک اُستاد صاحب اپنے وقت کے ”قطب“ تھے، آپ کے بیٹے نواز کے نکاح کے بعد میرا آپ سے رابطہ تا عمر قائم رہا۔ آپ بہت عرصے تک کراچی میں حضرت فاروق احمد سرہندی اور مجدد الف ثانی صاحب کے ختم شریف کی محفل کی صدارت کیا کرتے تھے۔ تقریباً چالیس سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس محفل میں تلاوت قرآن مجید کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا تھا اس دوران مختلف قاری حضرات آ کر تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس کے بعد بہترین قاری حضرات کو انعام سے نوازا جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرأت کی دنیا کی ہر زبان اور ہر لہجے سے واقف تھے اسی لیے ہر زبان کے لہجے کے مطابق تلاوت کیا کرتے اور اُسی زبان میں تفسیر بھی بیان کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک حافظ قرآن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تلاوت قرآن کے بعد آپ کی رائے طلب کرنے لگا۔ وہ اُستاد محترم سے کہنے لگا: ”کیا میں نے صحیح پڑھا ہے؟ کوئی غلطی تو نہیں کی۔“ آپ نے فرمایا کہ ”کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں یہ بتا دوں کہ آپ نے کون سا لفظ ٹھیک پڑھا ہے۔“

قاری باسط جس طریقے سے تلاوت کیا کرتے تھے، آپ نے اُسے کبھی پسند نہیں فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ ”یہ گویوں کا طریقہ ہے جو کسی طور ٹھیک نہیں ہے۔“ میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے مکے شریف میں بھی اپنے شاگردوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا سکھایا تھا۔

ایک اور اہم واقعہ یہ ہے کہ ”ریاض خطیب“ (جو پاکستان میں سفیر تھے)

Marfat.com

بھی آپ کے قدردانوں میں سے تھے۔ جس زمانے میں وہ پاکستان میں سفیر تھے اُس زمانے میں پاکستان میں ایک بین الاقوامی قرأت قرآن کا مقابلہ بھی رکھا گیا تھا۔ اس مقابلے میں اُستادِ محترم جج بنائے گئے تھے۔ جب مقابلہ ختم ہوا تو آپ سے پوچھا گیا کہ ''کون اوّل نمبر پر آیا ہے؟'' آپ مائک پر آئے اور فرمایا: ''اگر اسی طرح سب کو قرآن شریف کی تلاوت کرنا ہے تو اللہ رکھی (گلوکارہ نور جہاں) کو میرے پاس بٹھا دو' دس منٹ کے بعد اِن سب سے بہتر پڑھ لے گی' قرآنِ کریم کو قرآن کریم سمجھ کر پڑھو۔ گویوں کی طرح مت پڑھو۔'' آپ نے فرمایا کہ ''ایک اصول یہ ہے کہ روئے زمین پر ہر دس منٹ بعد زبان میں تبدیلی آ جاتی ہے۔'' اس کانفرنس میں آپ نے ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کی جو مختلف لہجوں میں تھی مثلاً ملتان شریف کا لہجہ' سعودیہ کا لہجہ' مصر کا لہجہ' اسلام آباد کا لہجہ' لاہور کا لہجہ' ملائیشیا کا لہجہ اور انڈونیشیا کا لہجہ۔ سارے حاضرین مجلس دنگ رہ گئے کہ علم کا اتنا بڑا سمندر پاکستان میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور کوئی جانتا تک نہیں ہے۔ کانفرنس کے بعد اُستادِ محترم میرے غریب خانے پر تشریف لے آئے چوں کہ آپ کی بیٹی کی شادی لاہور میں ہوئی تھی اس لیے کبھی کبھار میرے غریب خانے پر بھی تشریف لے آیا کرتے تھے۔

آپ کی آواز نہایت ہی سُریلی تھی۔ آپ تلاوتِ قرآن کے علاوہ نعت رسولِ مقبول ﷺ بھی بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ مقابلہٗ قرأت قرآن میں تلاوتِ قرآن کے بعد جب آپ نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی یہ نعت پڑھی ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار! پھرتے ہیں

تو لوگ عش عش کر اُٹھے۔ آپ کی شان میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ

"چوروں کی بستی میں قطب" والی مثال آپ پر صادق آتی تھی۔

مجھے یاد نہیں، شاید شعبان کی کوئی تاریخ تھی جب میں نے اُستاد صاحب سے عرض کی کہ "زندگی کا کوئی بھروسا نہیں ہے اس لیے آپ اپنی طرف سے مجھے بھی کچھ عنایت کریں۔" عین اُسی وقت مغرب کی اذان شروع ہوگئی۔ اذان کے بعد اُستادِ محترم، میں گناہ گار، آپ کے داماد نثار صاحب اور بسم اللہ کے خاوند (جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں) مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گئے۔ اُس وقت "قاری اللہ بخش ورک" نماز مغرب میں قرأت قرآن میں مصروف تھے۔ اُستادِ محترم نے اُسی وقت اُن کی ایک غلطی پر انہیں ٹوک دیا انہوں نے اُسی وقت سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد آپ نے وہی آیات مبارکہ "چوبرجی لاہور" کے لہجے میں تلاوت فرمائی اور نماز کی امامت کے فرائض انجام دیے۔ جماعت کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ "قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھو، الف، مد سب سمجھ کر پڑھو۔"

سارے نمازی حضرات اور خود قاری اللہ بخش ورک صاحب بھی حیران تھے کہ آپ کا حافظہ کس قدر تیز ہے۔ اُس کے بعد قاری صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ جب وزیر خان مسجد لاہور میں ماہِ رمضان میں تلاوتِ قرآن کریم فرمایا کرتے تھے تو ساری مسجد نمازیوں سے بھر جایا کرتی تھی۔ بڑے بڑے حافظ اور قاری حضرات آپ کے مقتدی ہوتے تھے مگر آپ کی کوئی غلطی نہیں نکال پاتے تھے۔

جب آپ مسجد وزیر خان میں پڑھایا کرتے تھے تو آپ نے کبھی بھی نہ اپنے شاگردوں کو مارا اور نہ ہی اُن کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ آپ اس قدر شفیق تھے کہ اگر کوئی شاگرد سبق یاد نہ کرتا تو صرف ان الفاظ میں ڈانٹتے تھے کہ:

"تواڈیاں ماواں نوں تواڈے پیو لے جان" آپ کے نزدیک یہ الفاظ

سخت ترین ڈانٹ کے برابر تھے۔

وقت گزرتا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد میں نے پھر سے اپنے لیے تحفے کا ذکر کیا تو آپ نے مجھے پڑھنے کے لیے ایک تحفہ دیا۔ وہ تحفہ لے کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اُس تحفے کے الفاظ آج بھی میرے وظیفے میں شامل ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَللّٰھُمَّ اَجْلَہٗ سَیِّدَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُوْحًا لِّذَاتِیْ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَھْلَ التَّوْفِیْقِ والتَّمْکِیْنَ○

ملتان شریف میں اُستاد صاحب کپڑوں کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ کراچی آنے کے بعد جب اُن کے بچے جوان ہو گئے تو آپ بچوں کو قرآن کریم کا درس دینے لگے اس کے علاوہ کتابت کا کام بھی کرنے لگے۔ آپ کتابت کا معاوضہ کبھی بھی طلب نہیں کرتے تھے بلکہ مخلوقِ خدا خود ہی جو کچھ دے دیا کرتی' قبول کر لیتے تھے۔ اُن کی کتابت کے دو نمونے میرے پاس موجود ہیں۔ ایک نمونہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم○ کا اور دوسرا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الخ۔ پوری آیت مبارکہ کا۔ دونوں نمونے بہت ہی خوب صورت ہیں۔

اگرچہ میں نے قرآن کریم' غلام رسول صاحب کے ساتھ نہیں پڑھا لیکن ہمارے اُستاد محترم ایک ہی ہیں کیوں کہ قاری غلام رسول صاحب اکثر خود بھی بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ ''میرے اُستاد صاحب قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی ہیں۔''

اُستاد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ''ریاض! اگر زندگی نے وفا کی تو میں قرآن کریم مع تلاوت' ترجمہ و تفسیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپور شریف (شیر

Marfat.com

ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے) کو ریکارڈ کرادوں گا مگر آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور اُن کے دل کی یہ حسرت دل ہی میں رہ گئی۔

۱۹۸۶ء جب میں حج سے واپس آیا تو اُستاد صاحب اور میرے پھوپھی زاد بھائی غلام قادر صاحب دونوں ائیر پورٹ پہنچ گئے۔ آپ کے بیٹے نواز بھی ساتھ تھے۔ فوراً میرا سامان اپنی گاڑی میں رکھوایا۔ اُستادِ محترم اور غلام قادر صاحب دونوں آپس میں رشتے دار ہیں۔ میرے بھائی نے اُستاد صاحب سے کہا کہ ''ہم لوگ نمازِ مغرب کے بعد بھائی کو لے جائیں گے۔'' اُستاد نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور مسکراتے رہے۔ جب آپ کے دولت کدے پر پہنچے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا چنانچہ نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں گئے۔ وہاں بہت بڑے بڑے عالم دین اور معزز حضرات موجود تھے۔ آپ نے مجھے امامت کے لیے کھڑا کر دیا۔ میں لڑکھڑانے لگا' میری ٹانگیں کانپنے لگیں: بہر حال حکم کے تحت امامت کرنا پڑی۔ میں نے دو چھوٹی سورتیں (سورۃ فیل اور سورۃ کوثر) پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد اُستاد نے مجھے گلے لگا لیا اور مسکراتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا: ''شکر الحمد للہ' شکر الحمد للہ' شکر الحمد للہ! آج ہم نے اپنا پکایا ہوا پھل دیکھ لیا ہے۔''

میرا خیال ہے کہ اگر مجھے اُن کے بارے میں تھوڑا بہت یاد ہے تو یہ اُن کی کرامت ہی ہے کیوں کہ عموماً سات' آٹھ سال کے بچے کو اتنا کچھ یاد نہیں رہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اُن سے یسرنا القرآن تھوڑا بہت ہی پڑھا تھا مگر یہ بھی اُن کی کرامت ہی ہے کہ میں نے بعد میں قرآن مجید خود ہی پڑھ لیا۔

انتقال والے دن جب آپ کو تکلیف محسوس ہوئی تو فرمایا کہ ''ریاض کو فون کر کے اطلاع کر دو' بس اتنا کہنا ہی تھا کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔

Marfat.com

ہوں چراغِ داغ بنا ہوا' سرِ شام جلتا ہوں شوق سے
مرے پاس آئیں گے وہ کبھی جنہیں اک سحر کی تلاش ہے

آپ کے وصال کے بعد مجھے پیغام ملا کہ نماز جمعہ سے پہلے نماز جنازہ ادا کرنی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں بہت تگ و دَو کی کہ پی۔ آئی۔ اے کے ذریعے پہنچ جاؤں مگر کوشش کے بعد بھی دو بجے کے بعد ہی پہنچ سکتا تھا چنانچہ میں جنازے میں شریک نہیں ہو سکا بعد میں مجھے پتا چلا کہ آپ کی نمازِ جنازہ تقریباً چار بجے پڑھائی گئی۔ جنازے میں شرکت نہ کرنے کا مجھے آج تک بہت افسوس' صدمہ اور دُکھ ہے البتہ چہلم میں مجھے جانا نصیب ہوا۔ ختم اور دُعائے خَیر کے بعد میری آنکھوں کی ٹھنڈک ''نواز'' نے مجھ سے کہا کہ ''میاں صاحب! آپ سے آپ کے اُستاد بھائی اور دیگر عزیز و اقارب ملنا چاہتے ہیں۔'' پھر میں سب سے ملا۔ میرے اُستاد بھائی کوئٹہ' ملتان شریف' پشاور' مکران (بلوچستان) لاہور اور بعض بیرونِ ملک سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان میں بہت سے عالم دین اور مفتی حضرات شامل تھے۔

آج بھی دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ ہوگا جہاں میرے پیارے اُستادِ محترم کا فیض جاری نہ ہو۔ وہ نہ صرف ایک عمدہ قاری' اعلیٰ درجے کے کاتب' بہترین مہمان نواز' اور نہایت شفیق اُستاد تھے بلکہ ایک اچھے انسان بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

سگِ گھنگ شریف
میاں محمد ریاض راجو نقشبندی مجددی

Marfat.com

عالمِ اسلام کے جیّد عالم تجوید وقرأت

از ...... حضرت قاری محمد عبدالرحیم نقشبندی مجددی، صدرالمدرسین،
''دارالعلوم نعمانیہ رضویہ'' شہداد پور (سندھ)

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

رئیس المجودین، اُستاذ القراء، الشیخ القاری محمد طفیل نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کا شمار نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے جید علمائے قرأت میں ہوتا تھا۔ پاکستان کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں بھی آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد اس وقت علم تجوید وقرأت کو ترویج دینے میں مصروف عمل ہے۔

راقم نے جامعہ قادریہ رضویہ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں قاری محمد عالم صاحب سے ابتدائی طور پر تجوید پڑھی تھی۔ جب میں ۱۹۴۷ء میں کراچی آیا تو میرا دل چاہا کہ دوبارہ تعلیم شروع کی جائے۔ درس نظامی کی طرف اتنی توجہ نہ تھی لیکن ایک اچھے مجود اُستاد کی تلاش تھی۔ اُن دنوں ''جامعہ نعیمیہ کراچی'' والوں نے لالوکھیت دس نمبر مین اسٹاپ پر ایک بلڈنگ کرایہ پر لے کر درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ تجوید وقرأت کی تدریس بھی جاری کی ہوئی تھی۔ مجھے معلوم ہُوا کہ وہاں پر ''سبعہ'' کے قاری اور مشہور مجود، قاری محمد طفیل نقشبندی تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

راقم وہاں حاضر ہُوا اور حضرت سے ملاقات کی۔ کم عمری اور احساس

Marfat.com

کمتری کے باعث ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ ”حضور والا! میں پڑھنا چاہتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”روزانہ حاضر ہونا پڑے گا۔“ گفتگو کا انداز اُستادانہ تھا۔ سوچا نہ معلوم حضرت کیسی طبیعت کے مالک ہوں۔ لیکن چند دنوں میں ہی اندازہ ہو گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ہم اُستاذ شاگرد نہیں بلکہ ہم عمر دوست ہوں۔ اتنے با اخلاق اور ہنس مکھ کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ تقریباً چھ ماہ تک حضرت سے قوانین کے ساتھ آیات قرآنی کی مشق کرتا رہا۔

ہیر آباد حیدر آباد میں بس سے اُترتے ہی ”رکن الاسلام جامعہ مجددیہ“ پڑتا تھا اس لیے دورۂ حدیث کے لیے راقم نے اس میں داخلہ لے لیا۔ وہاں غزالی سندھ حضرت علامہ قاری عبد الرزاق نقشبندی علیہ الرحمۃ سے شرف تلمذ حاصل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم کہ شیخ القراء و رئیس المجودین قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمۃ کو بھی وہاں پا کر خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ چنانچہ دورۂ حدیث کے ساتھ دورۂ قرأت کے حصول کا بھی شرف ملا۔ قواعد تجوید پر روزانہ بحث و تکرار بھی ہوتی اور مشق بھی جاری رہتی۔ علاوہ ازیں قرأت کے بڑے بڑے مقابلوں میں شرکت ہوتی اور کئی نجی نوعیت کے حُسنِ قرأت کے مقابلوں کے علاوہ ریڈیو پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والے مقابلوں میں بھی ہمارے ہی ساتھی اوّل آتے خصوصاً ہمارے اُستاد بھائی قاری محمد سلیمان نقشبندی پی۔ ایچ۔ ڈی زید مجدہٗ نہ صرف قرأت بلکہ حفظ کے مقابلوں میں بھی حفظ کے بڑے بڑے ٹھیکے دار مخالفین کے چھکے چھڑا دیتے اور اپنوں کے لیے باعثِ رشک بن جاتے تھے۔ حضرت اُستاذ القراء ہمیں اپنے ساتھ مقابلے میں بھی حصہ دلاتے تھے۔ ایک مرتبہ صوبائی اوقاف کے تحت ایک مسجد میں ہونے والے ایک مقابلے میں حضرت نے خود بھی حصہ لیا اور راقم کے ساتھ ساتھ اُس کے دیگر کئی ساتھیوں کو بھی اس میں شامل کیا۔

Marfat.com

ایک مقابلے میں، جو غالباً عبد اللہ جے میمن کی قیادت میں ہوا تھا، راقم کو جب سیکنڈ پوزیشن ملی تو راقم کے ساتھ جانے والے ایک قاری (جو ضلع سانگھڑ سے فرسٹ پوزیشن لے کر وہاں ہار گئے تھے) دورانِ سفر سیخ پا ہو گئے۔ راقم نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' بولے: ''قاری طفیل صاحب اپنے شاگردوں کو پوزیشن دیتے ہیں۔''

دراصل ہُوا کچھ یوں تھا کہ مقابلے میں حضرت اُستاذ القراء نے یہ فرمایا تھا کہ ''قرآن مجید کھول کر رکھ دیں جہاں ایک قاری ختم کرے دوسرا وہیں سے آگے پڑھے تاکہ فن قرأت کی بابت حقیقت واضح ہو جائے کہ کون کتنے پانی میں ہے؟'' راقم کو حضرت نے قرآن پاک دیا اور فرمایا: ''یہاں سے پڑھو۔'' جب فقیر پڑھ کر فارغ ہوا تو سب نے اعتراض کیا اور کہا کہ ''نہیں، ہر کوئی اپنی مرضی سے پڑھے گا۔'' حضرت نے فرمایا: ''آپ لوگوں کی مرضی۔'' چنانچہ کسی نے سورۂ ''حشر'' کی مشہور آخری آیات تو کسی نے سورۃ ''والتین'' جیسی چھوٹی چھوٹی سورتیں تلاوت کیں۔

نتائج کا اعلان کرنے سے پہلے اُستاذ القراء نے فرمایا: ''مجود قاری وہ ہوتا ہے جو بلا کھٹکے ہر جگہ سے قرآن پڑھنے لگ جائے۔ آتے تو ہو مقابلۂ حُسنِ قرأت میں اور آیات وہ سناتے ہو جو عورتوں کو بھی بالعموم یاد ہیں۔ میرے کسی بھی شاگرد سے جہاں سے چاہو قرآن کھول کر سُن لو۔ انشاء اللہ! تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ فقیر جانتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے؟'' حضرت کی اس بات پر ہارنے والے قاری بہت ناراض ہوئے۔

الحمد للہ! یہ اُستاذ القراء کی تربیت ہی کا صدقہ ہے کہ راقم تین ماہ بغداد شریف یونی ورسٹی میں ممارشۂ عربیہ کے ساتھ، شام کے وقت قادریہ یونی ورسٹی

Marfat.com

دربار غوثِ الاعظم علیہ الرحمۃ میں ۲۰۰۰ء میں الشیخ عبد الوہاب جنابی مدظلہ العالی کے پاس پھر قواعد تجوید پڑھتا رہا بلکہ اُستاد کے حکم سے ساتھیوں کو بھی پڑھاتا رہا۔

الحمد للہ! اُستاذ القراء کا فیض جاری ہے۔ اس وقت ''دارالعلوم نعمانیہ رضویہ'' شہداد پور میں پڑھانے والے تمام اساتذہ کرام اور بیسیوں طلباء و طالبات یہ فیض حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُستاذ القراء کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے اس فیض کو اسی طرح جاری وساری رکھے۔ آمین۔

محبِ الفقراء وخادم القراء

محمد عبد الرحیم نقشبندی مجددی

صدر المدرسین دارالعلوم نعمانیہ رضویہ شاہی بازار شہداد پور سندھ

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

Marfat.com

شیخ القراء محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری محمد شریف خان نقشبندی' خطیب و امام مسجد' دربار عالیہ سیدنا سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و ڈسٹرکٹ خطیب حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۝

شاطبیٔ وقت' رئیس المجودین' شیخ القراء الحاج القاری الحافظ شیخ محمد طفیل نقشبندی مجددی جماعتی امرتسری رضی اللہ عنہ سے کون واقف نہیں؟ بظاہر آپ تنہاء شخصیت کے حامل تھے مگر حقیقت میں تنہا ہو کر بھی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ اپنے وقت کے بے مثل' بے بدل اور عظیم اُستاذ الاساتذہ تھے۔ قرآن مجید کو قرأت و تجوید سے پڑھانے کے ایسے عظیم مجود اور مشاق اُستاد تھے کہ ملک پاکستان کی عظیم دینی اور روحانی درس گاہ "رکن الاسلام جامعہ مجددیہ" آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد' جس کی بنیاد قطبِ وقت' شیخ طریقت' رہبر شریعت اور مخزنِ حقیقت و معرفت مفتی اعظم حضرت علامہ خواجہ شاہ مفتی محمد محمود نقشبندی' مجددی قادری چشتی الوری رضی اللہ عنہ نے رکھی تھی' میں شعبہ تجوید و قرأت کے اُستاذ مقرر ہوئے اور کراچی شفٹ ہونے سے قبل تک تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ سے ہزاروں طلباء نے فیض حاصل کیا۔ ان فیض یافتگان میں بہت سے قابل ترین قراء نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی قراءت و تجوید کا فیض جاری کیے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

شیخ القراء کو قرآن اور صاحب قرآن سے والہانہ محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نہ صرف مذکورہ جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے بلکہ بعد نماز ظہر "مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ" اسٹیشن روڈ (حیدرآباد) پر بھی آذانِ عصر تک پڑھاتے تھے، اور اس عاجز نے تو حضرت کو بعد نمازِ مغرب بھی پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ جن دنوں دینی مدارس میں تعطیلات ہوتی تھیں، آپ ماہ شعبان کے نصف سے ماہ رمضان کے اخیر تک دورۂ قرأت رکھتے۔ اس دورہ میں ملک کے دُور و نزدیک علاقوں سے آنے والے شریک ہو کر شیخ القراء سے قرأت و تجوید سیکھتے۔ قرأت کے اس دورہ کے اختتام پر حضرت شرکائے دورہ کو اپنے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی سند جاری فرماتے۔

آپ ایک بہترین خطاط بھی تھے، آپ نے فن خطاطی میں بہت شہرت پائی۔ حیدرآباد شہر کی کئی مساجد میں آپ کی خطاطی کے نمونے اس فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

شیخ القراء کو صاحبِ قرآن ختم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ جہاں قرأت قرآن فرماتے وہیں نعت رسول مقبول ﷺ بھی عشق کی کیفیت میں ڈوب کر پڑھتے۔ عاجز نے بارہا آپ کو کلامِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پڑھتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے۔ آپ اکثر اعلیٰ حضرت کا یہ کلام بہت ہی خوب صورت انداز سے پڑھتے تھے۔

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنیں و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

آپ اس نعت کے کئی اشعار پڑھتے اور اگر کبھی موج میں ہوتے تو اشعار کے معانی و مطالب بھی بڑی خوب صورتی کے ساتھ بیان فرماتے چلے جاتے،

Marfat.com

اسی طرح یہ نعت بھی بڑی خوش الحانی سے پڑھتے ۔

اُن ﷺ کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں
اُن ﷺ کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بُھلا دیے ہیں

اسی طرح ''حدائق بخشش''[1] سے یہ نعت شریف بھی بڑے ہی پُر جوش انداز میں پڑھتے تھے ۔

وہ کمالِ حُسنِ حضور ﷺ ہے کہ گمانِ نقص' جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہ وہ شمع ہے کہ دھواں نہیں

جمعے کے خطاب میں آپ کتاب اپنے ہاتھ میں رکھتے اور اس میں سے کوئی عبارت پڑھ کر اس پر خوب سیر حاصل گفتگو فرماتے۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کا زمانہ تھا' جمعیت علمائے پاکستان کا انتخابی نشان ''چابی'' تھا اور ایمانی نعرہ ''نبی ﷺ کا جھنڈا اُونچا رہے گا'' عوام وخواص میں مقبول تھا' ایمانی جذبے کے تحت ''چابی'' کے لیے یہی کلمہ زبان زدِ عام تھا کہ یہ ''جنت کی چابی'' ہے۔ الیکشن کے اس زمانے میں ہونے والے جلسوں میں شیخ القراء تلاوت ونعت خوانی فرماتے اور پھر خطاب کرتے۔ آپ بڑے شجاع اور نڈر شخص تھے' اپنی حق گوئی کا برملا اظہار فرماتے' گورنمنٹ کی طرف سے بلائے گئے اجلاس میں بھی اپنے مسلک کی بھرپور ترجمانی فرماتے اور جو حق ہوتا اُسے بغیر کسی خوف وخطر کے دلائل کے ساتھ پیش فرما دیتے۔

حیدر آباد کی کئی مساجد میں دیوبندی' وہابی اور بخدی حضرات نے منافقانہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ شعری مجموعہ ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

چالوں سے قبضہ کر لیا تھا لیکن قبلہ شیخ القراء قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دُور اندیشی اور خداداد صلاحیتوں سے ان مساجد کو اُن کے غاصبانہ قبضے سے چھڑایا اور ان مساجد میں قیامِ امن تک امامت کے فرائض انجام دیے۔ ان مساجد میں ''جامع مسجد غوثیہ'' بکرا منڈی اور ''ہاشمی مسجد'' سرے گھاٹ سرفہرست ہیں۔

شیخ القراء ایک عرصے تک آفندی باغیچہ میں عیدین کی نماز کی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، جب آپ خواجہ چوک کی ''کریمی مسجد'' میں خطیب و امام مقرر ہوئے تو آپ نیو کلاتھ مارکیٹ کے مین روڈ پر عیدین کی نماز کا اہتمام فرمانے اور اس میں خطابت و امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ رمضان المبارک میں تراویح میں خود قرآن کریم سناتے۔ آپ سے قرآن مجید سننے کے لیے شائقین دُور اور نزدیک سے آکر حاضر ہوتے۔ اس کے علاوہ مختلف مساجد میں ہونے والے شبینوں میں بھی بہت ہی خوب صورت انداز میں قرآن کریم سناتے، ایسا لگتا تھا جیسے قرآن پڑھنا اور پڑھانا آپ کا اُوڑھنا بچھونا ہو۔ عاجز کو وہ عظیم الشان جلسہ آج تک یاد ہے جو ''مدینہ مسجد'' (متصل ریلوے اسٹیشن حیدر آباد) کے خطیب و امام حاجی ولی محمد صاحب مرحوم نے گیارھویں شریف کی نسبت سے کروایا تھا۔ اس میں اہلِ سنت کے مایہ ناز، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب خصوصی خطاب کے لیے تشریف لائے تھے۔ جلسے کی صدارت قطبِ وقت، ولیء کامل، پیر طریقت، رہبر شریعت علامہ شاہ مفتی محمد محمود الوری قدس سرہٗ العزیز نے فرمائی تھی، حیدر آباد کے اکابر علمائے اہلِ سنت جلسے کے اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ ناظم جلسہ نے بڑے احترام سے شیخ القراء قاری محمد طفیل صاحب کو تلاوت قرآن کریم کے لیے بُلایا۔ اسٹیج پر کثیر تعداد میں علمائے اہلِ سنت موجود ہیں اور سامنے عوام الناس کا جم غفیر ہے، ایسے موقعہ پر شیخ القراء

Marfat.com

بھی موج میں ہیں، آپ مائک پر تشریف لائے اور تلاوت کرنے سے قبل تمہیدی کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا:

"جلسہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یاد میں ہے، صدارت قطب وقت کی ہے اور خطاب خطیب پاکستان کا ہے اس لیے فقیر چاہتا ہے کہ آپ کو سبعہ عشرہ کی روایتوں کے ساتھ قرآن کریم سنایا جائے، لہٰذا پورے اطمینان کے ساتھ متوجہ ہو کر سماعت فرمائیں۔"

اللہ اکبر! شیخ القراء تلاوت کے دوران بار بار سبعہ عشرہ کی روایت بیان کرتے اور پھر آیات قرآن کی تلاوت فرماتے۔ محفل پر سکوت کے ساتھ ایک عجیب سا کیف طاری ہو گیا، سامعین کی بس یہی آرزو اور تمنا تھی کہ شیخ القراء تلاوتِ قرآن کریم جاری رکھیں اور ہم ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہیں۔ اس کے بعد شیخ القراء نے حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی کی نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سنائی ۔

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
زا حوالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کن

تلاوت و نعت کے بعد خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب نے خطاب سے پہلے اپنی پرانی یادوں میں سے ایک خوب صورت یاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"سرہند شریف میں مجدد اعظم امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے عرس مقدس پر شیخ القراء تشریف لائے ہوئے تھے، عرس کی تقریبات میں قراء تلاوتِ قرآن کریم کر رہے تھے، ہمیں انتظار تھا کہ دیکھیں شیخ القراء کو

تلاوت کے لیے کب مدعو کیا جاتا ہے؟ ہمیں اس کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے، یکا یک آنکھ نے دیکھا کہ جب شیخ القراء نے اپنی بلند اور پُر سوز آواز میں تعوذ و تسمیہ پڑھا تو وہ موجود قراء جو انہیں وقت دینا ہی نہ چاہتے تھے، خاموش ہو گئے اور جب آپ نے تلاوت قرآن کریم فرمائی تو اُس وقت جو قرأت کے اہلِ فن تھے تعجب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی انگلیاں دانتوں تلے دابے ہوئے تھے، لوگ حیرت کر رہے تھے کہ امرتسر سے آنے والا شخص بھی اس فن کا ماہر ہے۔''

خطیب پاکستان نے بڑے پُر خلوص انداز میں فرمایا کہ ''ہم اہل سنت کو یہ فخر حاصل ہے کہ ہمارے درمیان شیخ القراء موجود ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں ان سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔''

شیخ القراء اپنے فن میں کامل دست رس رکھنے کے ساتھ آواز کی بلندی بھی خوب رکھتے تھے، حیدرآباد کے ممتاز بزرگ عالم دین اور بقیۃ السالفین علامہ مولانا سیّد محمد علی رضوی زید مجدہٗ نے ایک نشست میں بڑے وثوق سے فرمایا کہ ''جب شیخ القراء مائی خیری مسجد میں نمازِ فجر میں بغیر لاؤڈ اسپیکر کے تلاوت قرآنِ مجید فرماتے تو آواز کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ پھلیلی پل پر آنے والا اس تلاوت کو سُن لیتا تھا۔''

ایک مرتبہ مارکیٹ چوک میں جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ کے آغاز میں لائٹ چلی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ ''ہم لاؤڈ اسپیکر کے محتاج نہیں ہیں جلسے کا آغاز کریں۔'' تلاوتِ قرآنِ کریم کا آغاز ہوا، اس جلسے میں مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب تھا چنانچہ لوگوں کی تعداد تا حد نگاہ تھی۔ کثیر تعداد میں

Marfat.com

لوگ موجود ہیں اور شیخ القراء تلاوت و نعت سے جلسے کا آغاز کیے ہوئے ہیں' ہر بندہ اپنی جگہ بیٹھا حضرت کی تلاوت و نعت سُن رہا ہے۔ جیسے ہی آپ نے اختتام کیا لائٹ آ گئی اور مناظر اسلام کا خطاب شروع ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا' اس قدر بڑی شخصیت ہونے کے باوجود آپ کی زندگی میں بہت سادگی تھی اور اسی سادگی کی بناء پر آپ اپنے شاگردوں کے پاس خود ہی تشریف لے آتے تھے۔ آپ اس عاجز کے پاس اکثر بعد نماز عصر، ''جامع مسجد مرکز'' فروٹ مارکیٹ ٹاور تشریف لے آتے اور بطور مزاح حجرے کے باہر ہی سے فرمایا کرتے ''او بھئی! مولوی شریف ہے یا سکھر گیا ہوا ہے۔'' عاجز فوراً استقبال کے لیے کھڑا ہو جاتا اور حسب منشاء حضرت کی خدمت کرنے کی سعی کرتا۔ کئی بار شیخ القراء عاجز کے گھر بھی تشریف لائے' یہاں تک کہ کراچی شفٹ ہونے کے بعد جب حیدرآباد تشریف لاتے تو اس عاجز کے پاس ضرور تشریف لاتے' یا پھر کسی بھی محب سے اپنے آنے کی اطلاع کرا دیتے۔ عاجز کو اچھی طرح یاد ہے کہ شیخ القراء نے اپنے دست مبارک سے کراچی کی رہائش اور اپنے بیٹے کی دکان کا ایڈریس لکھ کر دیا اور تاکید فرمائی تھی کہ ''کراچی آؤ تو میرے پاس ضرور آنا۔''

جس وقت حضرت لیاقت آباد نمبر ۱۰ میں اہلِ سنت کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مفتی سیّد شجاعت علی صاحب کے دارالعلوم نعیمیہ میں قرأت و تجوید کے شعبہ میں اور اسی طرح برنس روڈ کی ''جناح مسجد'' کے مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے' عاجز ان دونوں مذکورہ مقاموں پر آپ سے نیاز مندی کے لیے حاضر ہوا۔ آپ اپنے تلامذہ سے بہت خوش ہوتے تھے اور اُن پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ عاجز نے بھی شیخ القراء کے سامنے زانوئے تلمذ طے

Marfat.com

کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ایک بار جناح مسجد کے خطیب علامہ شبیر احمد اظہری شجاع آبادی صاحب سے عاجز کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ''یہ ہمارے مولوی قاری محمد شریف ہیں جو میرے شاگرد ہیں۔''

شیخ القراء کے لیے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر ان الفاظ پر ضبط تحریر کر رہا ہوں کہ اب ایسی ہستیوں کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں بقولِ شخصے کہ ۔

''کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے''

دُعا ہے کہ مولا کریم' شیخ القراء کے اس فیضان کو تا قیامِ قیامت جاری رکھے اور اپنے حبیب مکرّم' شفیع معظم' رحمت عالم' نورِ مجسم' حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء وتسلیم کے صدقہٗ جلیلہ سے حضرت کو اعلیٰ علیّین میں مقامِ ارفع واعلیٰ نصیب فرمائے اور ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین۔

احقر العباد

قاری محمد شریف خان نقشبندی

خطیب وامام مسجد' دربارِ عالیہ سیّدنا سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رضی اللہ عنہ'

ڈسٹرکٹ خطیب حیدر آباد' محکمۂ اوقاف' حکومت سندھ

مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۸ء یوم السبت

Marfat.com

قاری العصر، اُستاذ القراء حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ

از...... حضرت علامہ قاری نور الحسن چشتی اعوان، صدر مدرس، شعبۂ تجوید و قرأت، مدرسہ رکن الاسلام ہیر آباد، حیدر آباد

اُستاذ القراء حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت بھی فرماتے تھے، جس کی ہمارے دینی مدارس میں کمی پائی جاتی ہے۔ ۱۹۷۰ء کے زمانے میں جب ہم حضرت الحاج قاری محمد طفیل کے پاس پڑھنے حاضر ہوتے تو آپ تاکید فرماتے کہ "باوضو ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کے لیے آیا کرو۔" اس سلسلے میں اکثر و بیشتر الفت و محبت سے اور بعض دفعہ تو سختی سے یہ حکم فرمایا کرتے تھے۔ اس معاملے میں آپ کے کشف کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک طالب علم سے، جو تجوید پڑھنے کے لیے آیا تھا، فرمایا کہ "جاؤ پاک ہو کر آؤ۔" وہ بیٹھا رہا۔ قاری صاحب نے دوبارہ بلکہ سہ بارہ سختی سے اُس طالب علم کو حکم دیا تو وہ طالب علم اُٹھ کر گیا اور وضو کر کے آ بیٹھا۔ قاری صاحب جب تجوید پڑھانے لگے تو فرمایا: "جاؤ غسل کر کے آؤ۔" مگر وہ بیٹھا رہا، جب قاری صاحب نے سختی فرمائی تو وہ اُٹھ کر چلا گیا اور کئی دن تک وہ پڑھنے نہیں آیا۔ کچھ عرصے بعد جب اُس سے پوچھا گیا کہ "کیا تُو نے اس دن غسل نہیں کیا تھا؟" تو اُس نے اقرار کیا کہ واقعی! اُس دن میں پلید تھا اور مجھ پر غسل کرنا واجب تھا اور میں ویسے ہی تجوید پڑھنے بیٹھ گیا تھا، اس واقعے سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اُستاد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف قاری القرآن ہیں بلکہ ولیء کامل بھی ہیں کیوں کہ غسل کے واجب ہونے کا علم میرے علاوہ کسی اور کو نہ تھا اور یہ بات آپ پر کشف کے ذریعے ظاہر ہوگئی تب ہی تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم فرمایا۔''

اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ سب قرآنِ عظیم کا فیض تھا۔ جیسے وہ ظاہری طور پر حسین وجمیل تھے ویسے ہی اُن کا باطن بھی منور اور مستنیر تھا۔ ہم سبعہ عشرہ سیکھنے کا شوق لیے اُن کے پاس آئے تھے۔ حضرت قاری العصر خوش الحان اور خوش اخلاق تھے۔ جب کوئی طالب علم اُستاد محترم سے ناراض ہو جاتا تو اُس کی دل جوئی کے لیے اپنی جیب خاص سے مٹھائی منگواتے اور اُس طالب علم کو راضی کرتے حتیٰ کہ بعض اوقات نقدی وغیرہ بھی دے کر ایسے طلباء کو خوش کرتے رہتے تھے۔

۱۹۷۴ء میں ہم ریڈیو پاکستان حیدرآباد میں تلاوت کے لیے جایا کرتے تھے۔ ہم نے اُستادِ محترم سے عرض کی کہ ''حضرت! آپ بھی ریڈیو پاکستان پر تلاوت کے لیے تشریف لائیں۔'' تو حضرت اُستاذی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''یہ قرآن مجید اور قرائے اہلِ سنت کی بے حرمتی ہے کیوں کہ تلاوت کلام پاک کے بعد سارنگی وطلبہ نواز آجاتے ہیں اسی لیے ہم تلاوت کے لیے ریڈیو پاکستان پر نہیں جاتے۔'' آپ ہمیں بھی منع فرماتے مگر ہم اپنے ذوق وشوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر ریڈیو پاکستان حیدرآباد پر تلاوتِ کلام پاک کیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردانِ رشید مذکورہ ریڈیو اسٹیشن پر کم وبیش آٹھ سال تک تلاوت کرتے رہے۔

۱۹۶۵ء کی بات ہے' پاکستان اور انڈیا کی جنگ جاری تھی' ہم نے شرح مائۃ عامل تک مناظر اسلام صاحب زادہ سیّد زبیر شاہ صاحب پرنسپل دارالاشاعت المعروف بہ جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال کے پاس پڑھیں۔ اس کے بعد ایک منارہ مسجد پختہ قلعہ کے نیچے جہاں آپ امام وخطیب تھے' ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز

Marfat.com

پڑھی، پھر آپ نے ہمیں ہوٹل پر چائے پلائی اور کہا کہ کل مدرسہ رکن الاسلام، حیدر آباد میں آ جانا۔ اُس وقت مدرسے کے ناظم بہترا جمیری تھے۔ ہم نے ذوق و شوق سے اس مدرسے میں پڑھنا شروع کر دیا۔ اُس وقت ہمارے اساتذہ میں علامہ احمد خان سیالوی، حضرت علامہ قاری عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور مرحوم مفتی امام بخش اعظمی تھے۔ اُستاد محترم اُس زمانے میں ایک مینارہ مسجد پختہ قلعہ، کریمی مسجد کھاتہ چوک اور ہاشمی مسجد سرے گھاٹ میں امام و خطیب رہے۔ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے شعبہ تجوید و قرأت میں آپ کی مسند پر مجھے دس سال ہو گئے ہیں اور قاری العصر حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات آج تک جاری ہیں۔ ہر سال اوسطاً پچاس قراء فارغ التحصیل ہو جاتے ہیں۔ ہم نے اُستادِ محترم سے کبھی یہ نہیں سنا کہ آج مجھے نزلہ، کھانسی یا بخار ہے۔ آپ مسلسل پڑھاتے رہتے تھے۔ آپ کے سامنے جب بھی کھٹا، میٹھا اور ٹھنڈا آیا آپ نے کبھی اُن سے پرہیز نہیں فرمایا، اور قرآن شریف پڑھاتے رہے۔

قاری العصر اُستاد محترم ہر فن مولا تھے۔ آپ زبردست خوش نویس بھی تھے۔ اپنے شاگردوں کو کتابت سیکھنے کی رغبت دلاتے حتیٰ کہ ہمیں تختیاں اور قلم دوات بھی عنایت فرمائی مگر ہماری بدقسمتی کہ ہم اُن سے فن خوش نویسی نہ سیکھ سکے البتہ مولانا اختر الحامدی صاحب نے اُن سے یہ فن سیکھا۔ ہمیں مدرسہ طاہریہ حیدر آباد والوں نے مدرسہ رکن الاسلام میں قاری محمد طفیل کی مسند شعبۂ تجوید و قرأت چھوڑنے کے لیے کہا مگر ہم نے کہا کہ رکن الاسلام میں چاہے ہم مفت پڑھا لیں مگر اُستاد کی مسند نہیں چھوڑیں گے۔

جب اُستاد محترم، جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں تشریف لے گئے تو انہوں نے اُستاد محترم سے کہا کہ

Marfat.com

ہمارے مدرسہ کے لیے اپنا کوئی شاگرد دے دیں تو آپ نے شعبۂ تجوید وقرأت کے لیے میرا نام پیش کیا۔ جب میرے برادرِ اصغر قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان پڑھانے کے لیے ناروے تشریف لے گئے تو مجاہد ملت صاحب زادہ شان والا حضرت ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الازہری دامت برکاتہم العالیہ نے مجھے اُستاذی قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند شعبۂ تجوید وقرأت کی پیش کش کی۔ میں ابھی تک اُستادِ محترم کی اُسی مسند پر پڑھا رہا ہوں۔ اُستاذی محترم کی اسی مسند سے فیض یاب ہونے والے میرے شاگرد مختلف مدارس کے شعبۂ تجوید وقرأت میں پڑھا رہے ہیں۔ مثلاً قاری عبد القدوس آف ٹمیاری، مولانا قاری رمضان ٹنڈو اللہ یار، مولانا قاری عبد الرحمٰن کراچی، مولانا قاری محمد شریف ٹنڈو آدم، مولانا قاری طاہر محمود اعوان جامعہ محمودیہ امانی شاہ کالونی لطیف آباد نمبر ۱۱۔ حافظ قاری محمد انوار الحق (میرے صاحب زادے) مدرسۃ المدینہ گلشن حالی، اور برادر اصغر قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان ناروے۔

میں خوش ہوں کہ ربّ کریم کی رضا کی خاطر مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ اتنی بڑی جامعہ (یعنی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد) میں نام ور اُستادِ محترم قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند شعبۂ تجوید وقرأت پر پڑھا رہا ہوں اور ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر ازہری صاحب کے زیرِ سایہ پڑھانا میرے لیے باعث صد افتخار ہے۔

۲۹ دسمبر ۲۰۰۷ء

برّصغیر کے لاجواب قاری

از...... حضرت علامہ الحاج القاری الحافظ محمد رمضان چشتی المعروف بہ ملنگ بابا
(خطیب وامام "نورانی مسجد" بابری لین چھونکی گھٹی حیدرآباد)

اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب نورانی مسجد' بابری لین' چھونکی گھٹی میں تشریف لاتے تو میرے چھوٹے سے کمرے میں دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔ کوئی نازنخرانہ دکھاتے۔ اتنے بڑے قاری ہو کر بھی میرے اس چھوٹے سے کمرے میں آرام بھی فرماتے اور تلاوت بھی۔

ہم رات کو شاہی بازار میں حاجی عبدالغفار میمن عطر والے کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ جب قاہرہ (مصر) کے ریڈیو "صوت القاہرہ" سے الشیخ محمد رفعت رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت قرآن کا آغاز ہوتا تو ہم لوگ' اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ تلاوت سنا کرتے۔ اُس زمانے میں لوگوں کے پاس ریڈیو سیٹ ہوا کرتے تھے۔ ٹیپ ریکارڈ کا نام تک نہیں تھا۔

آپ حیدرآباد میں کریمی مسجد' مائی خیری مسجد' بخاری مسجد اور ہاشمی مسجد میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ آپ پانچ سیپارے پڑھتے پھر مقتدی سامع حافظ سے کہتے کہ "اب تم سناؤ۔" اُستاد محترم قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی مجھ سے فرماتے کہ "ملنگ! تم نماز پڑھاؤ کیوں کہ یعلمون۔ تعلمون آیت کے آخر میں تم وقف صحیح کرتے ہو' گڑگڑی نہیں لگاتے۔"

باسی عید کو ہم یعنی میں' قبلہ شیخ الحدیث قاری عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور محترم

Marfat.com

قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہیر آباد میں حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ سے عید ملنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب' اُستادِ محترم کی بڑی عزت و تعظیم فرمایا کرتے تھے۔

عام دنوں میں آپ' حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کو بگھی (چار یا چھ گھوڑوں والا تانگہ) میں بٹھا کر لاتے تھے۔ حضرت درس قرآن دیا کرتے۔ آپ مائی خیری مسجد میں حضرت امام ربانی' مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بھی منایا کرتے تھے جس میں حضرت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا ابو الاسرار رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان رحمۃ اللہ علیہ خاص الخاص مقرر ہوا کرتے تھے۔ آپ ہر سال اس عرس کا انتظام کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبد القادر صاحب' خانیوال کے زبردست عالم دین تھے' اُستادِ محترم قاری محمد طفیل صاحب مدرسہ ''انوار العلوم'' ملتان میں تھے۔ آپ تلاوتِ قرآن کریم اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ملتان سے خانیوال جایا کرتے تھے۔ جب میرے پیر صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ ''تم پڑھنے کے لیے حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے پاس جاؤ۔'' تو میں شہر حیدرآباد اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حیدرآباد کے ڈپٹی کمشنر نے آپ کو ''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ'' اسٹیشن روڈ کی جگہ تحفتہً دے دی۔ آج کل اس جگہ علم موجود ہے۔ اُستادِ محترم اپنی تقاریر میں ایس۔ ڈی۔ ایم' ڈی۔ سی' کمشنر اور دیگر حکام بالا کو منبر و محراب سے خوب للکارا کرتے تھے۔ آپ کی پشت پناہی فرمانے والے حضرت پیر غلام جان سرہندی تھے جن کا مکان ہیر آباد میں اور اصل رہائش ٹیاری میں تھی۔

۱۵ دسمبر ۲۰۰۷ء

Marfat.com

میرے مہربان اُستاد

از ...... حضرت علامہ قاری عبد الرشید اعوان‘
نائب صدر ’’جمعیت علمائے پاکستان‘‘ صوبہ سندھ

اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی بہت ہی شفیق اور مہربان اُستاد تھے۔ آپ کے پڑھانے کا انداز دوسرے عام قراء سے مختلف تھا۔ آپ ایسے پیارے انداز میں پڑھاتے تھے کہ جو پڑھنے والے کے دل میں گھر کر لیتا تھا۔ اُستاد محترم تجوید و قرأت پڑھانے کا صحیح حق ادا کر دیا کرتے تھے۔ پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء پر شفقت بھی فرماتے رہتے تھے۔ آپ اُن کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہتے تھے۔ تجوید و قرأت پڑھانے کے ساتھ ساتھ مسلک حقہ اہلِ سنت و جماعت (بریلوی) کا درد بھی دل میں رکھتے تھے۔ حیدر آباد میں جب بھی کبھی مسلک اہل سنت و جماعت کے حوالے سے کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا تو آپ اس کے حل کی جدوجہد کرنے والوں کی صف اوّل میں شامل ہوتے‘ مثلاً جب آزاد میدان‘ ہیر آباد کی جامع مسجد کا واقعہ رونما ہوا تو آپ اُس مسجد کو آزاد کرانے کے لیے حتیٰ الامکان سعی و کوشش فرماتے رہے۔ آپ کو سابق ڈسٹرکٹ خطیب حضرت علامہ قاری عبد الرزاق نقشبندی مجددی‘ ملتان سے حیدر آباد لائے اور اُن کے ذریعے سے دین کی ترویج و اشاعت کروائی‘ آپ نے ہزاروں طلباء کو مجود قاری اور عالم دین بنا دیا۔ دینی محافل میں ایک طرف غزالیٔ سندھ حضرت علامہ قاری عبد الرزاق کی نشست خاص ہوتی تو دوسری طرف شاطبیٔ وقت حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کی‘ اور آپ

کی وجدانی' پُر اثر' سحر انگیز تجوید قرأت کی کلاس جاری ہوتی۔ حضرت قاری عبد الرزاق نے حیدر آباد میں مسلک حقہ اہلِ سنت و جماعت کی جو خدمت کی' اُس میں اُستاد قاری محمد طفیل صاحب برابر کے شریک ہیں۔ ایک مرتبہ شاہی مسجد' شاہی بازار حیدر آباد میں بدعقیدہ لوگوں کے عقیدۂ بد کی تردید کے لیے ایک جلسۂ عام ہوا جس میں تقریر فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہم اپنے مسلک کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔'' ہم جو دینی خدمات انجام دے رہے ہیں' سب اُن ہی کے فیوض و برکات کا صدقہ ہے۔ آپ کا یہ فیض تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ کی تحقیق کے مطابق حیدر آباد کی متعدد مساجد میں آپ ہی کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد مؤذن' قراء اور علماء ہیں۔ چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ قاری نعمت اللہ نقشبندی (دال پاڑہ)' قاری سلطان (مصطفیٰ مسجد' فقیر کا پڑ)' قاری معین الدین بدایونی (شاہی مسجد' شاہی بازار)' قاری جمال الدین (آفندی مسجد)' قاری محمد صدیق (پھلیلی جامع مسجد' قاری اللہ بخش سعیدی' محمدی مسجد' (پریٹ آباد)' قاری مقبول نقشبندی (محمدی مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱)' قاری طاہر محمود اعوان (موتی مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱)' قاری محمد علی قادری (کمیلہ مسجد' پریٹ آباد)' قاری چراغ دین اعوان (مسجد امیر حمزہ)' الحاج قاری غلام رسول (تکونی مسجد' روپ محل ہیر آباد)' قاری غلام جیلانی (مسجد قباء الوحید کالونی) مولانا محمد حسن (سرہندی مسجد)' قاری اسلام الدین (توکل مسجد' قاری محمد اصغر نقشبندی (فیصل مسجد پھلیلی)۔

قاری عبد الغنی (نگینہ مسجد اولڈھم انگلینڈ)' پروفیسر خان گل خان (آزاد کشمیر)' صوفی عاشق حسین (رھاڑھ)' صوفی مشتاق حسین (کراچی)' قاری خد!

Marfat.com

بخش (بھان سعید آباد میہڑ)' قاری منظور الٰہی (کوٹری)' مرحوم قاری لعل حسین مدنی (مریم مسجد میمن سوسائٹی)' قاری عبد الرزاق (خطیب' پاک آرمی)' قاری محمد نواز انجم (سیالکوٹ)' قاری محمد ارشد (آ کیوالی' ڈیرہ اسماعیل خان)' قاری غلام سرور چشتی (ڈیرہ اسماعیل خان)' قاری محمد قاسم (ڈیرہ اسماعیل خان)' قاری غلام عباس' قاری محمد اکرم سعیدی اور قاری محمد اعظم سعیدی (ترنڈہ محمد پناہ' رحیم یار خان)' قاری غلام مرتضیٰ (امام و خطیب آزاد کشمیر)' قاری اعظم ہاشمی (بھائی پھیرو)' قاری محمد عاشق حسین بھکروی' قاری ابرار احمد ضیاء (علی پور سیداں)' قاری ملک امیر محمد خان (چکڑالہ)' قاری محمد بخش سندھی' قاری محمد انتصار بیگ سہروردی (امام و خطیب سینڈوز فیکٹری' جام شورو سندھ)' قاری منظور احمد چشتی' قاری غلام حیدر لاکھو' قاری محمد عارف اللہ والے (سیالکوٹ) اور قاری محمد نذیر میواتی جودھ دھیر۔

۲۹ دسمبر ۲۰۰۷ء

Marfat.com

قاری المقری حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

از...... حضرت قاری منیر احمد آرائیں قادری چشتی

میں ۱۹۶۵ء میں غلہ منڈی شیخوپورہ کے مدرسے میں قرآن مجید حفظ کر رہا تھا۔ اس علاقے میں مجھے معلوم ہوا کہ حیدرآباد میں سبعہ عشرہ کے ایک قاری ہیں جو قرأت بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے بھی قرأت کا شوق پیدا ہوا۔ اتفاق سے ۱۹۷۲ء میں مجھے حیدرآباد میں حضرت میاں عبدالقادر المعروف بہ تولیٹرے والے بابا رحمۃ اللہ علیہ ہالا ناکہ روڈ کی مسجد انتظامیہ نے خطیب اور امام کی حیثیت سے مدعو کیا۔ اس موقعے پر میں ''مدرسہ رکن الاسلام'' حیدرآباد میں رئیس القراء حضرت قاری محمد طفیل کے پاس تجوید و قرأت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ اس مدرسے کی پہلی منزل پر پڑھاتے تھے آپ کی گرجدار آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

میں ماہِ رمضان میں دورۂ تجوید و قرأت مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد میں پڑھتا رہا۔ یہاں اُستاد محترم خطیب تھے۔ آپ کریمی مسجد کھاتہ چوک حیدرآباد میں بھی دورۂ تجوید و قرأت کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے مجھے ایک سند ''شهادة القراة و التجويد'' مدرسہ قرانیہ رحمانیہ'۲۷ ليلة القدر ۱۳۹۶ھ رمضان المبارك يوم الجمعه رجسٹرڈ نمبر ۱۱۸۴ عطا فرمائی۔ میرے ہم عصر قراء میں قاری نور الحسن چشتی' قاری محمد اقبال' حافظ محمد عاشق بھکروی اور قاری معین

الدین بدایونی ہیں۔

میں نے اُستاد علیہ الرحمۃ سے تین سال تک تجوید و قرأت سیکھی۔ یہ اُن ہی کا فیضان ہے کہ آج ''مدرسہ حنفیہ رضویہ قمر الاسلام'' گھمن آباد اور ''دار العلوم حسینیہ رضویہ'' (ٹرسٹ) خورشید ٹاؤن ہالا ناکہ حیدرآباد بڑی کامیابی سے درس و تدریس کا کام کر رہے ہیں۔

اُستاد سب سے پہلے مدرسے میں تشریف لاتے تھے آپ کے پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ جب کوئی طالب علم آتا اُسے بڑی محبت، محنت، خلوص اور جاں فشانی سے پڑھاتے۔ مدرسہ رکن الاسلام میں صبح ۸ بجے تا ۱۲ بجے دن پڑھاتے۔ اُس وقت مفتی امام بخش اعظمی رحمۃ اللہ علیہ آف لیہ، علامہ احمد خان سیالوی، حضرت قبلہ غوثِ وقت مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اساتذہ تھے۔ ازاں بعد مغرب تک مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد میں پڑھایا کرتے تھے۔ اُستاد جب موج میں ہوتے تو دلچسپ لطیفے بھی سنایا کرتے تھے۔ آپ ہمہ وقت باوضو رہتے اور عمامہ شریف زیب سر رکھتے تھے۔

حضرت اُستاذی المکرّم جمعے کے دن میرے غریب خانے پر تشریف لاتے، دعائیں دیتے اور فرماتے: ''چلو میرے والد حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر۔'' یہ مزار، حضرت میاں عبد القادر تو لیٹرے والے بابا کے مزار کے احاطے میں ہے۔ مزار شریف پر میں آپ کے ساتھ ہوتا پھر فاتحہ خوانی کے بعد دونوں اُستاد شاگرد واپس آتے۔ اُستاذ المکرّم اور مجھ میں ایک قدرِ مشترک یہ بھی تھی کہ ہم دونوں ہی آرائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ اُستاذ علیہ الرحمۃ نے مجھے ایک افغانی سیّد عالم دین کے ساتھ قبلہ مفتی محمد محمود الوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھجوایا اور عرض کی کہ ''سیّد صاحب کی

Marfat.com

کچھ خدمت کر دیں کیوں کہ یہ سادات ہیں۔" جب میں انہیں لے کر مفتی صاحب کے پاس گیا تو وہ سیّد صاحب پہلے تو تھوڑا سا ہچکچائے مگر بعد میں انہوں نے فارسی میں گفت گو کرتے ہوئے بتایا کہ "افغانستان میں روسی حکومت علمائے دین کو گولیاں مار کر ختم کر رہی ہے۔ میری پشت پر بھی ایک گولی لگی ہوئی ہے۔" حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ "جاؤ صاحب زادہ زبیر سے کہو کہ ان سیّد صاحب کے لیے ۵۰ روپے دے دیں۔" ادھر گفت گو چل ہی رہی تھی کہ آپ نے پھر حکم فرمایا کہ "صاحب زادہ زبیر سے کہو کہ ۵۰ روپے اور دے دیں۔" سیّد صاحب بہت خوش ہوئے۔ ازاں بعد اُستاد علیہ الرحمہ نے بھی حضرت سیّد صاحب کی مالی اعانت فرمائی۔

میری طالب علمی کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ یاد آ رہا ہے جو کچھ اس طرح ہے کہ اُستاذ محترم کے پاس ہرکلس انگلینڈ نامی بائیسکل تھی جس پر سوار ہو کر آپ "مدرسہ رُکن الاسلام" میں پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے کہ "یہ تم لے لو۔" میں نے عرض کی کہ "اُستاد محترم! جب میں نے شادی بھی کنواری لڑکی سے کی ہے تو پھر اگر بائیسکل لوں گا تو وہ بھی کنواری ہی لوں گا۔" یہ سُن کر اُستاد نے فرمایا "تُو بڑا شرارتی ہے۔" فیصل آباد میں فدوی حافظ کے نام سے مشہور تھا مگر جب حیدرآباد میں آپ کی صحبت میسر آئی تو اس کی وجہ سے قاری محمد منیر احمد آرائیں قادری چشتی کی حیثیت سے معروف ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُستاد محترم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اُن کے مشن کو تا قیامت جاری رکھے۔ آمین۔

۱۵ دسمبر ۲۰۰۷ء

ہندو پاک کے بے بدل قاری

حضرت علامہ احمد خان سیالوی صاحب
خطیب و امام ''فردوس مسجد'' فردوس کالونی حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ○

اُستاذ القراء جناب قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے جلیل القدر قاری تھے۔ انہیں قرآن کریم اس طرح حفظ تھا کہ نیند یا غنودگی کی حالت میں بھی اگر کوئی شاگرد تھوڑی سی بھی لفظی اعرابی غلطی کرتا تو آپ فوراً بیدار ہو کہ اس کی اصلاح کر دیتے۔

اکثر قاری حضرات میں یہ جوہر بہت کم پایا جاتا ہے۔ اکثر قرا حضرات اوّل تو قرآن کریم کے حافظ ہی نہیں ہوتے اور جو حافظ ہوتے ہیں انہیں صحیح طرح حفظ نہیں ہوتا۔

قاری محمد طفیل صاحب زبردست خطاط بھی تھے۔ اُن کی خوش خطی کے نمونے آج بھی بہت سی مساجد اور مدارس کے درو دیوار پر موجود ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے ہیں۔

اتنے بڑے قاری اور اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود آپ میں سادگی اور عجز و انکساری اس قدر تھی کہ اُٹھنے بیٹھنے میں اپنے اور اپنے شاگردوں میں کوئی امتیاز نہیں برتتے تھے۔ یہ وصف بھی قاری حضرات میں بہت کم پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

آپ علمائے کرام کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پنجاب سے اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لا رہے تھے تو جناب قاری محمد طفیل صاحب علیہ الرحمۃ اُن کے استقبال کے لیے ہم سب سے پہلے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے۔ جب اتفاقاً اُستاذ صاحب تشریف نہیں لائے تو ہم سب نے وہ سب کچھ جو ہم نے اُستاذ صاحب کے کھانے پینے کے لیے تیار کیا تھا' اسٹیشن والی مسجد میں بیٹھ کر کھالیا۔

مدرسہ رکن الاسلام اور مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ میں بھی آپ جو کچھ چیز منگواتے اُسے تمام طلباء میں یکساں بانٹ دیتے اور اس سلسلے میں طلباء کا خاص خیال فرماتے۔

۱۵ دسمبر ۲۰۰۷ء

Marfat.com

امام القراء حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری محمد ایوب اشرفی (شاگرد رشید حضرت قاری محمد طفیل علیہ رحمۃ، جمعیت علمائے پاکستان، پریٹ آباد، حیدرآباد سندھ)

جب خطیب پاکستان، حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا وصال مبارک ہوا تو اُن کی فاتحہ سوئم کے موقعے پر ایک قاری صاحب نے سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰت .... الخ کو سبعہ قرأت (سات قرائتوں) میں تلاوت فرمایا۔ یہ تلاوتِ قرآن پندرہ منٹ کی تھی۔ جب وہ قاری صاحب تلاوت فرما کر اُٹھے تو تقریب فاتحہ میں موجود مخلوق خدا بڑھ بڑھ کر اُن کے ہاتھ چوم رہی تھی۔ اگرچہ اُن سے جان پہچان کسی کی نہ تھی مگر خلقت کا یہ اژدہام اُنہیں زبردست خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔ بعد میں اسٹیج سے یہ اعلان ہوا کہ تلاوت کرنے والے وہ قاری، ''امام القراء الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ'' تھے۔ غزالیء زماں، رازیٔ دوراں، علامہ سیّد سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ القرآن، حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے جید علمائے کرام آپ کی تلاوت کے اختتام پر آپ کو کھڑے ہو کر ''مرحبا ...... مرحبا'' کی صداؤں سے داد دے رہے تھے۔ اسی دوران ایک عالم حضرت علامہ محمد یوسف نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلِ سنت اور خطیب مدینہ مسجد خدا داد کالونی

Marfat.com

کراچی) اُٹھے اور فرمایا کہ ''میں مولانا منیر الدین کے ارشاد پر ایک مہینے کی چھٹی پر دار العلوم ''رکن الاسلام'' حیدر آباد میں پہنچا اور قاری و حافظ ہونے کے باوجود میں نے امام القراء حضرت قاری محمد طفیل صاحب سے تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کی۔''

امام القراء سے ہم سب یعنی احقر (قاری محمد ایوب) برادرِ اصغر قاری محمد رفیق قادری اشرفی، مولانا منیر الدین (احقر کے والد ماجد) مولانا الحاج محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حافظ یوسف نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتساب فیض کیا۔ ہم لوگ قاری صاحب کے پاس جایا کرتے تھے اور قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ میرے والد نے تبرکاً امام القراء سے دورِ کلام پاک کیا۔ مدرسہ رکن الاسلام میں درسِ نظامی کرنے کے باوجود حضرت قاری صاحب سے تجوید و قرأت حاصل کی۔ میں ۱۹۶۹ء میں مدرسہ رکن الاسلام میں پڑھتا تھا اس میں، میں دو سال تک پڑھتا رہا۔ اسی دوران جب کہ مدرسہ رکن الاسلام کے جلسۂ دستارِ فضیلت میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، پیر آف دیول شریف، علامہ عبد المصطفےٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد شاہد لکھنوی شریک تھے، ہم نے ''الجام الصاد'' ''فوائد مکیہ'' اور ''جزری کے اشعار'' بطور تبرک حاصل کیے۔

''نگینہ مسجد'' گولی مار کراچی میں حافظ محمد رفیق اشرفی امامت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ اس مسجد میں ''امام القراء'' کو مدعو کیا گیا۔ آپ نے سبعہ قرأت میں ایسی تلاوت کی کہ سعودی عرب میں حاصل کی گئی آپ کی قرأت کی یاد تازہ ہو گئی۔ ''جناح مسجد'' برنس روڈ میں بھی آپ نے شعبہ تجوید و قرأت میں پانچ سال پڑھایا۔ مصری قرأ کے دل دادہ آپ کے تلمیذ رشید حضرت

Marfat.com

قاری محمد رفیق اشرفی امام تھے' سبعہ میں لاجواب تھے اور پڑھنے کا انداز بے مثال۔

''مدنی مسجد'' گلشن اقبال کراچی کے برابر جلسہ ہوا۔ اُس وقت امام القراء کراچی ہی میں مقیم تھے۔ اس ورکرز کنونشن میں محدثِ اعظم آف کچھوچھہ شریف کے صاحب زادے علامہ مدنی میاں موجود تھے۔ امام القراء نے ایسی تلاوت فرمائی کہ علامہ مدنی میاں کو وجد آ گیا اور باوجود آلِ رسول ﷺ ہونے کے وجد میں آ کر حضرت امام القراء الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے ہاتھ چومنے لگے' مگر آپ نے اپنے ہاتھ یہ کہہ کر کھینچ لیے کہ ''آپ آل رسول ﷺ ہیں۔''

۱۹۵۴ء میں ریلوے اسٹیشن حیدرآباد کے قریب ''باغ والی مسجد'' میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا' جس میں قائد اہلِ سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ' پروفیسر شاہ فرید الحق چیئرمین سپریم کونسل جمعیت علمائے پاکستان' سابق ایم۔ این۔ اے مولانا سیّد محمد علی رضوی' پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف' مولانا سیّد سعادت علی قادری اور سابق ایم۔ پی۔ اے علامہ محمد حسن حقانی موجود تھے' امام القراء نے تلاوت کا آغاز فرمایا۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی وجد میں آ گئے' پھولوں کی پتیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور نچھاور کرنا شروع کر دیں۔

''جامع مصطفےٰ مسجد کمیلہ والی'' پریٹ آباد میں آپ نے اکثر محافل شبینہ پڑھیں۔ حیدرآباد میں اکثر آئمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ ایک مرتبہ محفل شبینہ میں آپ نے جب آخری پارہ پڑھا تو انصاری برادری کے بچے بچے نے آپ کی دست بوسی شروع کر دی۔

حافظ مطیع الرحمٰن، حافظ معین الدین، حافظ دین محمد، حافظ محمد یونس، حافظ شمس الحق، حافظ عبد الرحمٰن، حافظ اسماعیل، مولانا رحمت اللہ اور بہت سے صاحبان نے آپ سے پڑھا ہے۔ حافظ عبد الرشید (پلاؤ والے) اور حافظ محمد اسماعیل انصاری آپ کے تلامذۂ رشید میں سے وہ ہیں جن کے پاس آپ آیا کرتے تھے۔

قاری محمد ایوب اشرفی

شاگردِ رشید حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

جمعیت علمائے پاکستان، پریٹ آباد، حیدر آباد

۱۵ دسمبر ۲۰۰۷ء

Marfat.com

قراء کے بادشاہ' قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری عبدالعزیز نقشبندی مجددی
خطیب وامام ''نور مسجد'' ریشم بازار (حیدرآباد سندھ)

جب یہ حقیر فقیر عبدالعزیز نقشبندی ۱۹۶۱ء میں مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ' جامع مسجد مائی خیری' فقیر کا پڑ میں حاضر ہوا تو اُس وقت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی اس مسجد میں امامت کا کام انجام دیتے تھے اور طلباء کو تلاوتِ قرآن کی مشق بھی کراتے تھے۔ اُس وقت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھرپور جوانی تھی۔ حضرت کی آواز مُردوں کو زندگی بخشنے والی تھی۔ آپ کی قرأت سے بڑے بڑے قراء حضرات جھوم اُٹھتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب حضرت مائی خیری مسجد میں نماز کی امامت انجام دیتے تھے تو حاضر جماعت میں مقتدی لوگ جھوم اُٹھے تھے۔ حیدرآباد کا کمشنر اکثر عشاء کی نماز آپ کی اقتداء میں ادا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اسے عشاء کی نماز میں حال آنا شروع ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا اور جب اُسے ہوش آیا تو اس کی بے قراری کا یہ عالم تھا کہ وہ آپ کے قدموں' ہاتھوں اور بدن کو بوسے دینے لگتا تھا۔ وہ اسی طرح ساری رات بے قرار رہا حتیٰ کہ آپ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا فرمائی اور آپ سے اپنے حق میں دُعا کے لیے عرض کرنے لگا۔ بڑی بڑی محافل میں بڑے بڑے قراء حضرات اپنی اپنی تلاوت قرآن کریم کے بعد آپ کی تلاوت

سنتے اور پھر ہر قاری یہ پکار اُٹھتا کہ محمد طفیل قراء کا بادشاہ ہے۔

۱۹۶۸ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول حیدرآباد میں قراء حضرات کی بہت بڑی محفل تھی، جس میں مصر کے قاری الشیخ عبدالصمد عبدالباسط' یمن کے قراء حضرات اور یونان' لبنان' شام اور ترکی کے علاوہ بہت سے اسلامی ممالک کے قراء حضرات بھی شریک تھے۔ سب ہی نے تلاوت قرآن کریم کی مگر قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت قرآن پر سارے ہی قراء جھوم رہے تھے۔ یہ بات سنی سنائی نہیں بلکہ احقر نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے خود دیکھا تھا کیوں کہ یہ اس محفل میں خود موجود تھا۔ حضرت کی نگاہِ کرم سے مجھے تلاوت کی سعادت نصیب ہوئی اور قبلہ قاری عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان کھگو منڈی سے حیدرآباد تشریف لائے تو جامع مسجد مائی خیری میں امامت کے فرائض کے لیے منتخب ہوئے۔ انہیں قبلہ قاری صاحب ہی لے کر آئے تھے۔ دونوں حضرات کی جوانی بھرپور تھی۔ قبلہ قاری عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشق کی فرمائش فرمائی چنانچہ روزانہ بعد نماز عشاء مسجد کے اُوپری حصے میں مشق کا اجلاس شروع ہوگیا۔ اہلِ ذوق وشوق دونوں حضرات کی تلاوت پر وجد میں آجاتے اور سُرور پاتے تھے۔ افسوس! کہ مردِ قلندر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو راحت جنت بنائیں۔ آمین۔

اگرچہ قاری محمد طفیل اس دنیا میں نہ رہے مگر اپنی جامعہ ''رکن الاسلام'' جامع مسجد مجددی میں اپنی یادگاریں چھوڑ گئے۔ پاکستان میں انٹرنیشنل قاری اُن کی یادیں لیے ہوئے ہیں۔ جب پاکستان ٹیلے وژن پر قاری محمد صادق صاحب کی آواز تلاوت سب سنتے ہیں تو یقیناً قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو خوشی ہوتی ہوگی۔ حیدرآباد میں محترم جناب قاری محمد سلیمان اعوان صاحب موجود ہیں

جو ایک بین الاقوامی قاری ہیں' آپ السعودیہ العربیہ' مصر اور دیگر ملکوں میں محافلِ قرأت میں شرکت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور انعامات بھی لے کر آئے ہیں۔ اس طرح آپ نے اپنا اور اپنے اُستاد قبلہ قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خوب نام پیدا کیا ہے۔ ہر شخص اُن کے نام سے واقف ہے علاوہ ازیں پاکستان میں موجود ہزاروں قراء حضرات اُن کی یادگار کے طور پر اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

مولا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ جو فیض قرآن' اُستادِ محترم مدینہ شریف مسجد نبوی شریف سے لے کر پاکستان تشریف لائے تھے اُس مشن کو لاتعداد کامیابیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

مارکیٹ روڈ پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اُستاد محترم قبلہ قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تلاوت فرما رہے تھے۔ بھرپور جوانی کی تلاوت پر مجمع عش عش کر اُٹھا۔ قبلہ قاری زینت القراء حضرت قاری غلام رسول صاحب مدظلہ العالی بھی موجود تھے۔ قاری العصر نے فرمائش کی کہ ''وہ دوبارہ قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں۔'' آپ نے دوبارہ تلاوتِ قرآن کریم فرمائی۔ اس بات کے شاہد حافظ محمد حنیف اور حافظ محمد امین فیصل آبادی بھی تھے۔ یہ حضرات منتظمین جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے۔ مجھے رمضان المبارک میں بخار ہو گیا۔ اُستادوں نے حکم دیا کہ ''تمہیں رمضان المبارک میں آکر شبینہ پڑھنا ہے۔ مجھے بخار ہو گیا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ دُعا کی۔ رات کو اُستاد کی محفل شبینہ میں گئے۔ تین گھنٹے دس منٹ میں پارے تلاوت کیے۔ اُستادِ محترم نے فرمایا ''ربّ کریم آپ کو اولاد اور مال سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

آج میرے بیٹے قاری محمد بشیر رضا صدیقی' قاری نذیر احمد' قاری حافظ

Marfat.com

غلام مرتضیٰ' میرے صاحبزادگان حافظ غلام رسول قاری ہیں۔ انہوں نے درس نظامی کیا ہوا ہے۔ اُستادوں کی برکت سے میں خود نور مسجد ریشم بازار کا خطیب اور دارالعلوم ''بغدادیہ'' بلبلانی گلی کا مہتمم ہوں۔ ہر سال حجاج کرام کو لے کر حرمین شریفین جاتے ہیں۔ ۴۳ سال سے تجوید و قرأت پڑھا رہے ہیں۔

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی' وہ قاری تھے جو سنی قراء پاکستان کے بادشاہ تھے اور یقیناً علم قرآن کے صدقے میں اور نبی پاک ﷺ کے صدقے اور نگاہ کرم سے آج بھی عالم برزخ میں بادشاہ ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد چار یا پانچ سو ہے۔

مولا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنے فضل سے' نظر رحمت سے اُن کی لحد کو راحت جنت بنائے اور ان کے مشن کو چلانے کے لیے اُن کے قراء حضرات کو ہمت اور عزم عطا فرمائے آمین۔ اللہ کریم میرے اُستاد قلندر کے باغ کو ہرا بھرا رکھے۔ آمین۔

فقط قاری عبدالعزیز نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

(خطیب و امام ''نور مسجد'' ریشم بازار حیدر آباد سندھ)

06-02-2008

Marfat.com

اُستادِ محترم حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ

از ...... حضرت قاری غلام رسول چشتی گولڑوی
خطیب و امام "تکونیہ مسجد" روپ محل، ہیر آباد حیدر آباد

مجھے سب سے پہلے ۱۹۶۲ء میں اُستاد محترم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میں، حافظ منظور احمد، مولوی احمد حسن اور حافظ محمد عظیم مدرسے سے چُھپ کر مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ میں بعد نماز ظہر تجوید و قرأت سیکھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ اُستاد محترم ہم پر نہایت شفقت، کرم نوازی اور نگاہ کریمانہ فرمایا کرتے تھے۔ ہر طالب علم بس یہی سمجھتا تھا کہ آپ یہ مہربانی صرف اُس کے ساتھ کرتے ہیں۔

۱۹۶۴ء میں صبح کے وقت مدرسہ "رکن الاسلام" میں پڑھا کرتے تھے اور بعد نماز ظہر اُستاد محترم کے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ میں تجوید و قرأت پڑھا کرتے تھے۔ اُن کی دُعاؤں سے مجھ پر اللہ کا کرم ہوا اور مجھ پر ہی کیا جتنے طالب علم تھے سب پر، میں تو بہت ہی کمزور اور نحیف سا شخص ہوں لیکن اُستادوں کی نگاہ کرم کے طفیل "تکونیہ مسجد" ہیر آباد میں ۴۲ سال سے خطیب اور امام ہوں، ۲۰ سال سے حج مبارک کر رہا ہوں۔

جب آپ مدرسہ رکن الاسلام میں قرأت کی مشق کرواتے تھے تو اُس

Marfat.com

زمانے میں لوگوں کی آمدورفت زیادہ تر پیدل ہوا کرتی تھی۔ اُستاد محترم کی آواز کے جادو کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ کی قرأت سُن کر فوراً رُک جاتے تھے۔

اُستاد محترم نے ایک مرتبہ خود ارشاد فرمایا:

''احقر مسجد نبوی ﷺ شریف میں زیر تعلیم تھا' مسجد شریف میں محفل قرأت ہوئی' عالم اسلام کے ممتاز اور جید قراء حضرات آئے ہوئے تھے۔ اس بابرکت روحانی محفل میں احقر بھی شریک ہو گیا۔ میرے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا' مجھے بھی تلاوتِ قرآن مجید کی دعوت دی گئی۔ جب احقر نے ترتیل میں تلاوت کی تو ایک سماں بندھ گیا' سارے قراء مبہوت ہو گئے اور اُن پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا' پھر یکا یک انہوں نے میرے پیالے میں درہم و دینار ڈالنا شروع کر دیے اور میرا پیالہ بھر گیا۔''

اُستادِ محترم جب بازار سے چلتے ہوئے مسجد یا مدرسہ کی طرف آتے تو آپ کی علمی عظمت اور بزرگی کی بناء پر لوگ احتراماً اپنی دوکانوں پر کھڑے ہو کر آپ کو سلام کرتے۔ جب اُستاد محترم کراچی تشریف لے گئے تو اس کے بعد جب بھی کبھی آپ حیدر آباد آتے تو مجھ فقیر کے پاس تشریف لاتے' پھر مجھے حضرت میاں عبد القادر (تولیٹرے والے بابا) رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر لے جاتے۔ قریب ہی آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے جہاں آپ فاتحہ خوانی فرماتے اور پھر اس کے بعد میرے غریب خانے پر دوبارہ تشریف لے آتے تھے۔ آپ مجھے اپنی اولاد کی طرح چاہتے اور مجھ پر بے انتہاء شفقت فرماتے تھے۔

۱۹۶۲ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول' گول بلڈنگ' حیدر آباد میں ایک مرتبہ

Marfat.com

جشن نزولِ قرآن کے سلسلے میں محفل ہوئی جس میں پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی قراء حضرات تشریف لائے' ان میں الشیخ محمود الخلیل الحصری' قاری عبد الباسط محمد عبد الصمد' قاری غلام رسول (لاہور)' قاری محمد شاہد لکھنوی اور اُستاد محترم حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی شامل تھے۔

حضرت قاری عبد الباسط رحمۃ اللہ علیہ نے ''واذ کر فی الکتاب مریم'' سورۂ مریم سے تلاوت فرمائی' حضرت قاری غلام رسول آف لاہور نے ''یا اھل الکتاب قد جاء کم'' تلاوت فرمائی اور اُستاد محترم قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے ما کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاوت فرمائی۔ اب مجمع تھا کہ اُستاد محترم ہی کو داد دے رہا تھا اس لیے کہ آپ کی آواز شیریں' حلاوت والی اور بلند ترین تھی اور اس کے لیے لاؤڈ اسپیکر کی قطعاً ضرورت نہیں پڑ رہی تھی۔

اُستاد محترم مختلف مساجد میں محافل شبینہ بھی کرواتے تھے جن میں آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد شریک ہوتی تھی' آپ نمود و نمائش کے قطعی قائل نہ تھے' فوجی افسران' پولیس افسران اور تجارت پیشہ حضرات ہمیشہ آپ کے پیچھے گھومتے اور تلاوت قرآن کریم سننے کی خواہش کرتے تھے۔ اگر آپ چاہتے تو ایسے افسرانِ بالا سے بہت کچھ مفاد حاصل کر سکتے تھے مگر آپ نے ہمیشہ صبر و قناعت کا دامن تھامے رکھا۔

اُستادِ محترم کے قرآن کریم کے درس و تدریس کے اوقات کچھ اس طرح سے تھے: مدرسہ رکن الاسلام ہیر آباد میں صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر' مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدر آباد میں بعد نماز ظہر تا عصر (اس مدرسہ کے آپ خود متولی تھے) اور کریمی مسجد کھاتہ چوک میں بعد نماز مغرب۔ آپ تجوید و قراءت پڑھاتے مگر آپ کو اللہ نے یہ شرف قوت بخشا ہوا تھا کہ اتنی محنت و مشقت کے باوجود آپ کے جسم پر

Marfat.com

تھکاوٹ کے ذرا بھی آثار نہ ہوتے تھے۔

آپ کو قرآن کریم سے بے حد عشق تھا۔ آپ کے شاگرد بالواسطہ اور بلاواسطہ ملک پاکستان میں موجود ہیں۔ اُستاد محترم کی شفقت سے قاری المقری قاری محمد بشیر مدنی ثم ملتانی مدینہ پاک میں تجوید وقرأت کا درس دیتے رہے ہیں۔ یہ اُستادِ محترم کے قابل فخر محبوب شاگرد ہیں۔

اُستاد محترم نے ہی درحقیقت قرائے اہلِ سنت پیدا فرما کر اُن کی داغ بیل ڈالی۔ آپ نے قرآن پاک کی تعلیم کے عروج اور فروغ کے لیے شب و روز انتھک جدوجہد کی جس کا ثمرہ یہ ہے کہ کراچی تا پشاور اور پاکستان تا غیر ممالک آپ کے شاگرد بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ہمارے اُستاد بھائی محترم قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ مجددی نے مختلف ممالک میں بھی تمغے حاصل کیے اور اپنے ملک میں بھی۔ یہ اُستادِ محترم کی دُعاؤں کا ہی ثمر ہے کہ انہوں نے ملکی اور غیر ملکی شہرت تامہ حاصل کی اور گزشتہ سال (یعنی ۲۰۰۷ء) میں ماریشس (ساؤتھ افریقہ) میں ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے صلوٰۃ التراویح پڑھا کر ہم اہل سنت و جماعت کا سر فخر سے بلند کرا دیا۔ علاوہ ازیں آپ روز و شب خدمت قرآن انجام دے رہے ہیں اور یہ اعزاز ہم جیسے اُستاد بھائیوں کے لیے ایک طرح کا نیک شگون ہے۔

حضرت قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان' ناروے میں خدمت قرآن کریم کر رہے ہیں یہ بھی اُستادِ محترم کی دُعاؤں کا ثمر ہے اور یہ بھی آپ ہی کی دُعا کا اثر ہے کہ میرے گھر میں میری اولاد میں سے حافظ فیض رسول' حافظ سعید اللہ' اور حافظ خان محمد کو اُستادِ محترم مدرسہ رکن الاسلام میں اپنے ہمراہ لے جاتے اور اُن کو تجوید و قرأت کے اسرار و رموز سکھاتے۔ میرے چوتھے صاحبزادے حافظ عطاء رسول'

Marfat.com

میرے پوتے حافظ محمد فاروق' حافظ حبیب اللہ جان' میرے نواسے حافظ ثناء اللہ' حافظ بلال' حافظ محمد سعید' میرا بھتیجا اور داماد حافظ امان اللہ اور دوسرا بھتیجا حافظ احسان احمد حافظ قرآن ہیں۔ یہ سب کچھ میرے مہربان' مشفق اور روحانی سرپرست الحاج اُستاد محترم قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر مبارک پر اربوں اور کھربوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

احقر العباد' قاری غلام رسول چشتی گولڑوی'
خطیب وامام ''تکونیہ مسجد'' روپ محل'
ہیر آباد' حیدرآباد سندھ

آسمان قراءت کے ستاروں کو بخشی روشنی جس نے

از...... محمد اجمل منصور (جہلم)

الحمد لله رب العلمین○ والصلوٰۃ والسلام
علی رسولهٖ الکریم ○ امابعد!

اللہ رب العزت کے کلام بے مثل کی تلاوت اور اس کی تعلیم ہمیشہ ان لوگوں کا مقدر بنتی ہے جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا خاص فضل وکرم فرماتا ہے۔

معلم کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

ترجمہ: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور پھر دوسروں کو سکھائے۔''

اس حدیث پاک کی رو سے وہ انتہائی خوش نصیب افراد ہیں جو اپنی عمروں کی متاع عزیز خدمت قرآن میں صرف کر دیتے ہیں۔

حضور نبی رحمت ﷺ کی امت کے یہ خیر الرّجال دنیا کے کونے کونے میں کتاب مبین کی خدمت میں مصروف ہیں اور مسلمان بچوں اور جوانوں کو تلاوت قرآن سکھاتے اور فن تجوید وقرأت کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

Marfat.com

خطۂ پاک و ہند کے اندر قرآن حکیم کی تلاوت کو حسن صوت کے ساتھ عام کرنے اور تجوید و قراءت کے ابلاغ کا فریضہ انجام دینے والے قراء کی تعداد ویسے تو بے شمار ہے لیکن برصغیر کے اندر جن قراء گرامی قدر حضرات کو اس علم شریف اور فن مبارک کی گرانمایہ خدمات نے شہرت کے بام عروج تک پہنچایا ان میں ابھرتا ہوا ایک نام قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمہ کا ہے جو راقم الحروف کے دادا استاد ہیں۔ قاری صاحب نہ صرف خود ایک اعلیٰ درجہ کے مشاق قاری تھے اور فن تجوید پر عبور رکھتے تھے بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم و فن کو دوسروں تک منتقل کرنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے آپ کو نوازا تھا۔

آپ نے ہندو پاک کے اندر بڑے نامور قراء پیدا کیے آپ کے شاگردوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔

مجمع عام کے اندر قرآن پاک کی تلاوت کے ذریعہ دلوں کو مسخر کرنے والے قراء کی فہرست الگ ہے۔

مسند تدریس پر متمکن رہ کر، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی لفظی درستگی و تصحیح کرنے اور علم تجوید میں رسوخ پیدا کرنے والے مقرئین و مدرسین کی تعداد الگ ہے۔

آپ کے فاضل تلامذہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور قراء سازی میں بڑے محنتی اور کہنہ مشق ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قاری صاحب کو جن اوصاف سے نوازا ان میں لحن داؤدی بھی ہے، آپ انتہائی خوش الحان قاری تھے حسن صوت کے ساتھ ساتھ قوتِ صوت نے آپ کی تلاوت کو چار چاند لگا دیے تھے۔

آپ جب تلاوت فرماتے تو دلوں کو مسحور کر لیتے اور قرآن حکیم کی شان و

Marfat.com

عظمت سامعین کے دلوں میں بٹھا دیتے۔

قاری محمد حسین الرفاعی چند سال قبل کویت سے پاکستان تشریف لائے اور آستانہ عالیہ میں قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند روز یہاں رہ کر دربار شریف کے پرکیف روحانی ماحول سے مستفیض ہوئے۔ آستانہ عالیہ کے توسل سے میری ملاقات ان سے ہوئی قراءت کے حوالہ سے گفتگو چلی تو انہوں نے بتایا کہ:

''قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمہ برصغیر کے بہت بڑے قاری تھے آپ جس زمانے میں مسجد وزیر خان لاہور میں تراویح پڑھایا کرتے تھے (تقسیم ہند سے قبل کی بات ہے) لوگ آپ کی تلاوت اور آواز کے اتنے شیدائی تھے کہ آپ کے پیچھے تراویح پڑھنے کے لئے اَمرت سر سے ٹرین پر سوار ہو کر آتے اور تراویح پڑھ کر واپس چلے جاتے۔

نیز انہوں نے بتایا کہ ''آپ کی قوتِ صوت کا یہ عالم تھا کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے مسجد وزیر خان کے محراب میں کھڑے تلاوت فرماتے تو قریب بازار میں لوگ اپنی دکانوں میں بیٹھے آپ کی تلاوت سنتے۔''

بالکل یہی کیفیت آپ کے شاگرد رشید اور میرے استاد گرامی جناب قاری غلام حسین شجاع آبادی علیہ الرحمہ الباری کی تھی۔ ۷۴-۱۹۷۱ء کا وہ زمانہ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب استاد محترم مدرسہ قمر الاسلام سلیمانیہ کے کمرۂ تدریس میں طلباء کو مشق کراتے تو آپ کی آواز نہ صرف پورے مدرسہ میں گونجتی بلکہ خیابان جامی پر سے گزرنے والے لوگ بآسانی سماعت کیا کرتے تھے اور کہیں مجلس میں تلاوت کرتے تو لاؤڈ اسپیکر کی احتیاج محسوس نہ کی جاتی تھی۔

قاری محمد طفیل صاحب علیہ الرحمہ عجز و اخلاص کا پیکر تھے حالانکہ فی زمانہ

Marfat.com

ریا کاری کے مظاہر جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔

سبحان اللہ زبردستی کہلوانے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ ''قراء کی اکثریت کو ریاء کاری کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔'' العیاذ باللہ۔

مگر قاری صاحب علیہ الرحمہ کے اندر ریاء کاری' دکھلاوا اور شوخ پن نام کی کوئی شے نہ تھی آپ قراء ربانیین میں سے تھے خوفِ خدا' تقویٰ اور پرہیز گاری آپ کے شعار تھے۔

راقم الحروف کو آپ سے غائبانہ شناسائی تو بہت تھی البتہ ایک مرتبہ آپ کی سرپرستی میں تلاوت کرنے اور دو مرتبہ محفل میں تلاوت سننے اور زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی وضع قطع صوفیانہ نظر آئی آپ درویش صفت انسان معلوم ہوتے تھے۔

جس زمانہ میں نامور قراء کی عام تنخواہ تقریباً پانچ سو روپیہ تھی اور سر پر جناح کیپ ۸۰۰/۱۰۰۰ کی لگی ہوتی تھی۔ بہت ہی قیمتی لباس پہنا جاتا تھا' اس زمانہ میں مَیں نے دیکھا کہ قاری صاحب موصوف محفل حسن قرأت میں میر مجلس ہونے کے باوجود سادہ سفید لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں اور سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی ہے میں نے پہلی نظر جب آپ کو محفل میں دیکھا تو یقین نہ آیا کہ آپ کوئی قاری ہوں گے بلکہ درویشی اور بزرگی آپ کی ذات سے نمایاں تھی۔

استاد محترم قاری غلام حسین شجاع آبادی علیہ الرحمۃ الباری (جن کی تلاوت اہل عرب بڑے شوق کے ساتھ فرمائش کر کے سنا کرتے تھے اور جن کے برادرِ اصغر، مصنف رحمانی قاعدہ استاذ المجودین قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی صاحب ہیں) کے صاحبزادے قاریٔ عصر، قاریٔ عالم اسلام جناب قاری محمد طاہر

Marfat.com

شجاع آبادی دام اقبالہ کی زبانی معلوم ہوا کہ:

''قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمہ میرے والد صاحب کے ساتھ بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے اور ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ تشریف لائے تو واپسی پر اباجی نے ٹیکسی منگوائی اور پیش کی۔ آپ نے فرمایا دیکھو غلام حسین! میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بس میں سفر کرنے کو ترجیح دیتا ہوں، جو رقم تم نے ٹیکسی والے کو دینی ہے وہ بچا کر رکھ لو کسی مشکل وقت میں کام آجائے گی، روپیہ پیسہ یوں صرف نہیں کرنا چاہیئے، بچت کرنی چاہیئے یہ کہہ کر آپ نے ٹیکسی واپس بھجوادی اور ویگن پر تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ! آپ نے قناعت کا درس دیا اور فضول خرچی سے روکا۔ حالانکہ وہ فضول خرچی نہ تھی۔ایک شخص جو مسافر بھی ہو، مہمان بھی ہو، اس سے بڑھ کر وہ استاد بھی ہو تو اس پر خرچ کرنا کسی بھی اعتبار سے فضول خرچی کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ تو باعثِ اجر عظیم قرار پائے گا۔ یہ واقعہ آپ کی عظمت اور جفاکشی کی اعلیٰ مثال ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عام دنیادار قاری کی طرح نہ تھے بلکہ پرہیز گاری اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ تھے۔

تمام واقعات سے بڑھ کر قاری صاحب علیہ الرحمہ کی شخصی اور علمی و فنی عظمت پر وہ واقعہ بہت بڑی سند کی حیثیت رکھتا ہے جو میں نے اپنے مرشد گرامی دامت فیوضاتہم العالیہ سے بذریعہ قاصد سنا۔ آپ دورِ حاضر میں قطب ولایت، مجدد طریقت، مصدر اسرار وحدت اور عامل کامل باشریعت ہیں۔

آپ نے فرمایا:

ہم سرہند شریف عرس پاک (امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس

Marfat.com

سرہ العزیز) کے لئے حاضر ہوئے تو وہاں ایک روز محفل حسن قراءت کا انعقاد کیا گیا۔ محفل کا انتظام لکھنو سے تعلق رکھنے والے قراء کے ہاتھ میں تھا۔

اور وہ انتہائی ماہر، مشاق اور فصیح اللسان ہونے کے سبب کسی اور کو اپنے برابر خیال نہ کرتے تھے دوران محفل پنجاب سے تعلق رکھنے والے ایک قاری صاحب جن کا نام قاری محمد طفیل نقشبندی تھا نے تلاوت کے لئے درخواست کی۔ لکھنو کے قراء نے کہا کہ ایک پنجابی قاری کو ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ قاری صاحب نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں مقابلہ بازی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

میں تو فقط اس عظیم بارگاہ میں حاضری لگوانے کی غرض سے تلاوت کرنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ انہوں نے یہ بات سن کر بخوشی شرکت کا موقع دیا۔ قاری صاحب نے جب تلاوت کی تو اپنی خداداد آواز سے محفل کا رنگ بدل کے رکھ دیا۔ قراء اور سامعین جھومنے لگے، مجمع پر ایک خاص کیفیت سی طاری ہوگئی۔

لکھنو کے قراء نے کہا آج پتہ چلا ہے کہ پنجابیوں میں بھی کوئی قرآن پڑھنے والا ہے۔

اس کے بعد قاری صاحب نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ قراءت کا ایک ننھا سا طالب علم ہے اگر مناسب ہو تو اسے بھی موقع دیا جائے چنانچہ اسے بھی موقع دیا گیا، جب اس نے تلاوت کی تو لوگ اتنے مسحور ہوئے کہ اس پر نوٹوں کی بارش کر دی، اس ننھے طالب علم قاری نے محفل کا سماں ہی بدل دیا اور چاروں طرف سے نوٹوں میں گھر گیا۔"

اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قاری صاحب کے فن کا چرچا ہند و پاک ہر دو جگہ رہا۔ اس کے باوجود عاجزی و انکساری آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر

Marfat.com

بھری ہوئی تھی۔ آپ بلاشبہ ایک عظیم قاری تھے اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ ایک عظیم انسان تھے۔

بڑے لوگوں کے بڑے ظرف ہوا کرتے ہیں وہ زمانہ کی چیرہ دستیوں پر نالاں ہونے کی بجائے اپنا جہاں آباد کرتے ہیں، صابر و شاکر رہتے ہوئے خندہ جبیں کے ساتھ خود بھی جیتے اور دوسروں کو بھی جلاتے ہیں اور ایک قاری قرآن ہونے کی حیثیت سے خدمتِ قرآن میں خود کو مٹا دیتے ہیں دنیاوی خواہشات اور آرزؤں کو اپنے مشن کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتے۔ علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ لامیہ میں قاریٔ قرآن کو نصیحت فرماتے ہیں۔

وَكُنْ كَالْكَلْبِ يُقْصِيهِ اَهْلُهٗ

وَلَا يَأْتَلِي فِي نُصْحِهِمْ مُتَبَذِّلَا

ترجمہ: ”اے قاری قرآن تو (خدمتِ قرآن میں) کتے کی طرح بن جا جس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مالک اگرچہ اسے دھتکاریں وہ اس کے باوجود اپنی جان مشقت میں ڈال کر بھی ان کی خیر خواہی میں کمی نہیں آنے دیتا۔“

قاری صاحب کو بھی خدمت قرآن میں اس طرح کی مشقتیں اٹھانا پڑیں یہاں ایک حقیقت کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ ہماری مساجد میں محلے کے بچے جو قرآن پڑھنے آتے ہیں ان کے اور ان کے والدین کے نزدیک زندگی کا مقصد دنیا کی تعلیم حاصل کرنا اور اس کے ذریعے دنیا کا حصول ہوتا ہے۔ ناک رکھنے کے لئے اور دین دار کہلانے کے لئے مسجد کا رخ کرتے ہیں اور صرف چند منٹ پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ وقت کی کمی کے باعث ایسے بچوں کو دو دو تین تین الفاظ سبق دینا پڑتا ہے۔ اس سے دین کی کوئی قابل ذکر خدمت نہیں ہو پاتی۔

ان بچوں کو پڑھانے سے طبیعت میں پریشانی اور انقباض کی کیفیت پیدا

Marfat.com

ہوتی ہے۔ قاری صاحب کو بھی آخری عمر میں ایسی پریشانی اٹھانا پڑی۔

قوم اگر انصاف کرتی تو فنِ تجوید و قراءت کا یہ ہمالیہ قاری' شیخ القراءت کی مسند پر متمکن ہوتا، مدارس کے تعلیمی معاملات کی ادارت کرتا اور مدرسین و مقرئین کی رہنمائی کے عہدہ پر فائز ہوتا۔

مگر افسوس صد افسوس! یہ ایک المیہ اور قومی بے حسی ہے'' کہ برصغیر کا یہ عظیم قاری عمر کے آخری حصے میں محلے کے نااہل بچوں کو قاعدہ اور ناظرہ پڑھاتے پڑھاتے دنیا سے رخصت ہوا۔''

نہ جانے کتنے مہتموں کی ناانصافیوں اور مساجد کمیٹیوں کی جہالتوں نے اسے درس و تدریس کے منظر سے ہٹانے کی کوشش کی ہوگی لیکن دنیا کی کوئی چیز قرآن حکیم کے ساتھ اس کی محبت اور وابستگی چھڑا نہ سکی اور انہوں نے ننھے بچوں کو الف، با، تا، ثا پڑھانے میں اپنا افتخار سمجھا۔

خدمت قرآن میں ان کا یہ عجز اور نیاز مندی ان کی رفعت شان کا مظہر ہے۔

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

منگل ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

بمطابق ۱۳ مئی ۲۰۰۸ء

محمد اجمل منصور (جہلم)

(0300-5442639)

Marfat.com

باب چهارم

مختصر تاثرات

Marfat.com

تاثرات از...... حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی' دامت برکاتہم العالیہ
(سابق ایم۔ پی۔ اے (ممبر صوبائی اسمبلی) سندھ۔ کراچی)

جب میں ۳۴۔۱۹۳۳ء میں امرتسر گیا تو اس وقت میری عمر تین سال تھی مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے عالم اسلام کے قاری العصر سے ملاقات کی تھی۔ میرے والد ماجد حضرت علامہ مولانا عبدالحفیظ قادری' اُن کے ساتھیوں میں سے تھے۔

۶۸۔ ۱۹۶۶ء کے دور میں قاری سلیم اللہ بٹ ''مرکزی جماعت القراء'' کی طرف سے محفل قرأت کروایا کرتے تھے اور وہ مجھ کو آکر بتاتے تھے کہ ''عظیم المرتبت اُستاذ القرّاء قاری محمد طفیل نقشبندی مجدّدی' مسجد خضراء' نانک واڑہ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔'' حضرت مرد درویش صفت تھے۔ لوگوں کے پاس اُن کا آنا جانا کم ہوتا تھا البتہ شاگردوں کے اصرار پر کراچی آیا کرتے تھے۔

فخر اہل سنت حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری' محافل قرأت کا انتظام کیا کرتے تھے اور ہر بار قبلہ قاریٔ عالم کو بلایا کرتے تھے اور وہ اپنے ساتھ کم سن اور کم عمر ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر مدظلہ العالی کو بھی لایا کرتے تھے۔ میں کئی مرتبہ اُن کی تعظیم و تکریم کے لیے اُن کی خدمت میں گیا تھا۔

☆☆☆

Marfat.com

تاثرات از...... جناب سید محمد عظمت علی نوری صاحب، ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمۂ اوقاف، حکومت سندھ کراچی (پاکستان)، مفتی دارالعلوم ''احسن البرکات'' حیدرآباد، خطیب مرکزی جامع مسجد لطیف آباد نمبر ۸ حیدرآباد، مرکزی ناظم اعلیٰ ''بزمِ رضا'' پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

شیخ القراء، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ حافظ قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ''سبعہ قرأت'' کے قراء میں ایک منفرد مقام کے حامل تھے۔ آپ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی آواز بہت شیریں اور بلند و بالا تھی۔ آپ نے شہر حیدرآباد میں قدیم زمانے سے قرآن کریم کی خدمت کے لیے ایک ادارہ بنام ''دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ'' اسٹیشن روڈ پر قائم فرما دیا تھا۔ اس ادارے سے بہت سے علماء و قراء فیض یاب ہوئے، اسی دوران ۱۹۷۰ء میں احقر نے اسی ادارے میں آپ سے شرف تلمذ حاصل کرلیا تھا۔ آپ نے علم قرأت کی خدمات ''مدرسہ رکن الاسلام'' میں بھی انجام دیں اور کافی عرصے تک مسجد مائی خیری میں بھی بحیثیت خطیب و امام اپنے فیوض و برکات سے لوگوں کے قلوب کو معمور کرتے رہے۔

مدینۃ الاولیاء (ملتان) میں بھی آپ نے اپنے قیام کے دوران فن تجوید و قرأت کے شائقین کو اپنے علم سے سیراب فرمایا۔ بلادِ عرب میں بھی آپ نے مسلمانوں میں علم قرأت کے فن کو عام کیا۔ بلادِ عرب میں آپ ''قاری ہندی'' کے نام سے مشہور و معروف تھے۔

الغرض آپ نے اپنی پوری زندگی قرآن کریم کی صحیح تلاوت کی تعلیم دیتے ہوئے گزاری آپ کی ذاتِ اقدس، حدیث مبارکہ ''خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ

الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ" کی صحیح مصداق تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد منور پر تا ابد اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرماتا رہے۔ آمین (۳۰ مئی ۲۰۰۷ء)

☆☆☆

تاثرات از...... حضرت قاری عبدالستار معصومی صاحب
مدرس تجوید دارالعلوم "احسن البرکات" حیدر آباد

میں (قاری عبدالستار معصومی) نے علم تجوید و قرأت' اُستاد القراء قاری محمد یار مظہری رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ جامعہ انوار العلوم ملتان میں حاصل کیا۔ ۸۹۔۱۹۸۸ء میں جامعہ کے سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر جب میری ڈیوٹی' شیخ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی' حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت تھی' تو مجھے کچھ پڑھنے کا موقع میسر آیا۔ میں ۱۹۹۰ء میں بستی جھوک وہنس بندلوسن ملتان کے مدرسے میں معلم کی حیثیت سے پڑھاتا تھا۔ اس مدرسے میں قاری اللہ یار نامی ایک بزرگ قاری تشریف لایا کرتے تھے اُن کی عمر اس وقت ۷۵ سال تھی انہوں نے حضرت قاری محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق دو چشم دید واقعات سنائے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک دفعہ مقابلۂ حسن قرأت کی محفل لکھنؤ میں تھی۔ قاری محمد طفیل صاحب کی عمر لڑکپن کی تھی۔ آپ اپنے اُستاد کے ساتھ محفل میں شریک ہوئے اس محفل میں برصغیر کے نامور جید قراء کرام شریک تھے۔ اُستاد صاحب نے قاری محمد طفیل سے فرمایا: "بیٹا! تلاوت سے محفل کا آغاز کرو۔" قاری صاحب نے تلاوت فرمائی۔ یہ ایک ایسا وجد آفرین منظر تھا کہ تمام قراء حضرات اسٹیج سے نیچے اُتر آئے اور کہنے لگے کہ "جن کے شاگرد کے کمال کا یہ عالم ہے تو اُستاد کا کمال کیا ہوگا؟"

۲۔ ایک مرتبہ امرتسر (انڈیا) میں قاری محمد طفیل صاحب نے نماز عصر کے

Marfat.com

لیے اذان دی۔ آپ کی آواز کی بلندی اور شیرینی کا یہ عالم تھا کہ سڑک پر پیادہ وسوار ہندو' مسلم' سکھ' عیسائی اور دیگر غرض جو بھی جا رہا تھا' ایک دم رک گیا۔ ایک سناٹا سا چھا گیا گویا سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہوں۔ اذان ختم ہونے کے بعد ہر شخص اپنی منزل کی جانب روانہ ہوا۔

مندرجہ بالا دونوں واقعات قاری صاحب موصوف کی قابلیت اور صلاحیت پر دال ہیں اور انہیں داد دینے کے لیے کافی ہیں۔

☆☆☆

تاثرات از...... حضرت مفتی محمد عبداللطیف صاحب (ایم۔اے فاضل درس نظامی) خطیب ''جامع مسجد غوثیہ رضویہ'' مین مارکیٹ' گلبرگ II۔ لاہور۔ پنجاب

جس دل جمعی اور محنت سے آپ نے قرآن مجید کی خدمت کی' کثیر تعداد میں آپ کے ہونہار تلامذہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ کی باوقار سادگی اور مخلصانہ جذبے کا یہ حیران کن فیض ہے کہ ہر شاگرد' خواہ اُس نے قلیل عرصے ہی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے ہوں' تجوید وقراءت میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ (۷ فروری ۲۰۰۷ء)

Marfat.com

باب پنجم

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
مطبوعہ ذکر جمیل

Marfat.com

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مطبوعہ ذکر جمیل

تحقیق و جستجو از مرتب

اُستاذ الاساتذہ' حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام میں منفرد اور جداگانہ مقام عظمت پر فائز تھے۔ آپ بہ یک وقت حافظ و قاری ہونے کے ساتھ فن قراءت و تجوید کے یگانۂ روزگار ماہر اور بہترین کاتب اور خطاط بھی تھے۔ بہت سے مصنفین' مؤلفین' مؤرخین' مرتبین اور مضامین نگاروں نے آپ کا ذکر اپنی نگارشات میں کیا ہے۔ یہاں چند ایسی ہی نگارشات اور نگارش نگار حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' لاہور

اس رسالے کے مدیر حضرت علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ آپ جید عالم دین' ادیب اور علمائے اہلِ سنت کے بے باک صحافی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے لیبیا وفد کے سپہ سالار رہے ہیں۔ آپ نے ایک مضمون ''لاہور کے علمائے کرام کی یادیں'' کے عنوان سے لکھ کر اس رسالے میں شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے قاری صاحب کا ذکر خیر اس طرح کیا ہے:

> ''قاری محمد طفیل امرتسری' قیام پاکستان کے بعد امرتسر سے ہجرت کر کے لاہور آ گئے اور لاہور کے دل ''مسجد وزیر خان'' میں مسند تدریس قرآن بچھادی ا وہ بڑے خوش آواز' بلند آواز

ا۔ یہ صدقہ تھا قبلۂ عالم پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا کہ وہ رئیس القراء کو امرتسر سے لاہور اپنے ہمراہ لے آئے۔ (مرتب)

Marfat.com

اور شیریں زباں قاری تھے۔ اُن کی قرآن خوانی نے لاہور کے اہلِ دل کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو مسجد کے درو دیوار معمور ہو جاتے۔ اُن دنوں لاؤڈ اسپیکر کا رواج نہیں تھا مگر قاری محمد طفیل کی آواز منت پذیر لاؤڈ اسپیکر نہ تھی۔ وہ قرآن پڑھتے تو ساری مسجد گونج اُٹھتی۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ وہ اپنی فنی بلندیوں کے باوجود خلیق اور خوش گفتار تھے۔ وہ ایک عرصہ "مسجد وزیر خان" کی رونق بنے رہے۔ ہم رمضان المبارک کی روحانی راتوں کو اپنی اپنی مساجد میں تراویح پڑھ کر مسجد وزیر خان جاتے تو قاری طفیل مرحوم کی آواز سے دلوں کو سکون ملتا۔ وہ رات گئے تک مصلّی سناتے اور نمازی اکتانے کا نام نہ لیتے۔ ان کے شاگردوں کا ایک خاص حلقہ آج تک لاہور ہی نہیں پنجاب کے مختلف شہروں میں موجود ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ لاہور کو چھوڑ کر حیدرآباد سندھ چلے گئے اور زندگی کے آخری سانس تک قرآن کی تدریس و تعلیم میں مشغول رہے۔ اگرچہ وہ کام کرتے رہے مگر جو گونج اُن کی لاہور کی مسجد وزیر خان میں تھی وہ پھر کبھی سننے میں نہ آئی۔

اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!"

(ماہ نامہ "جہانِ رضا" لاہور، مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) جلد ۳، شمارہ ۳۲، ذیقعدہ ۱۴۱۴ ہجری / مئی ۱۹۹۴ عیسوی صف ۶۷)

Marfat.com

عظمتوں کے پاسباں

اس کتاب کے مصنف علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ہیں۔ یہ کتاب اکابرین اہل سنت و جماعت پر مصنف کے لکھے ہوئے مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو ایک تذکرے کی صورت میں ہے۔ یہ کتاب ''الممتاز پبلی کیشنز'' لاہور نے ''ربیع الاوّل ۱۴۲۱ ہجری/ ۲۰۰۰ عیسوی میں شائع کی ہے۔ مصنف نے اُستادِ محترم حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بھی ایک مضمون بعنوان شاطبیٔ وقت' اُستاذ القراء مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے جو صفحہ نمبر ۱۳۶ تا ۱۴۳ اُن کی اس کتاب میں شامل ہے۔ مضمون کے آخر میں کتاب کے حاشیہ (صفحہ ۱۴۳) پر مصنف علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رقم طراز ہیں:

> ''یہ حالات خود قاری صاحب نے بیان فرمائے جب وہ ۱۹۸۴ء میں تنظیم المدارس کے اجلاس میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تشریف لائے۔ کچھ حالات ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو راقم کے نام مکتوب میں تحریر فرمائے۔ قاری صاحب کے شیدائی شاگرد قاری محمد سلیمان اعوان' حیدرآباد کے مقالہ سے بھی کچھ باتیں اخذ کی گئی ہیں۔''

اسی کتاب میں مصنف نے ''یگانہ روزگار خطاطِ عصر' حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ'' کے زیرِ عنوان ایک مضمون حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھا ہے۔ سدیدی صاحب' حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ انہوں نے حفظ و کتابت کی تعلیم قاری صاحب سے حاصل کی۔ مصنف کتاب کے صفحہ نمبر ۲۹۱ پر رقم طراز ہیں:

Marfat.com

''حافظ محمد یوسف سدیدی ۱۹۶۷ء میں قصبہ بھون تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم اپنے والد ماجد حاجی غلام محمد سے حاصل کی۔ پندرہ پارے بھی اپنے گھر میں ہی یاد کیے۔ پھر عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم کھیوڑہ کے ایک مدرسہ میں حاصل کی اور سات پارے حفظ کیے' پھر لاہور آ کر اپنے دور کے عظیم قاری' مولانا قاری محمد طفیل مدظلہٗ سے آخری آٹھ پارے حفظ کیے اور کتابت کی ابتدائی مشق کی۔''

حیاتِ شیخ التجوید والقراأت

اس کتاب کا پورا نام ''حیاتِ شیخ التجوید والقراأت' صاحب الفضیلہ الشیخ قاری محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔ اس کے مؤلف مولانا قاری محمد فداء اللہ الکندوی ہیں جو قاری محمد اسماعیل امرتسری کے فرزند ارجمند ہیں۔ کتاب کو ''المکتبۃ الامدادیہ التجویدیہ'' لاہور نے ۲۰۰۱ء میں شائع کروایا ہے۔ مؤلف کتاب نے اپنا ایک مضمون بعنوان ''میرے والد' میرے مربی'' شامل کتاب کیا ہے جو صفحہ نمبر ۲۳ سے صفحہ نمبر ۴۷ تک ہے۔ اس مضمون میں وہ اپنے والد گرامی کے اساتذۂ کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اُن کے ایک اُستاد ''قاری کریم بخش امرتسری'' کا ذکر خیر بھی کرتے ہیں ''قاری کریم بخش امرتسری'' کے ذیلی عنوان کے تحت وہ صفحہ نمبر ۴۰ اور ۴۱ پر ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''......آپ کے تلامذہ میں سے حضرت قاری محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب' قاری محمد طفیل صاحب' قاری فضل کریم صاحب' قاری عبید الرحمان

Marfat.com

صاحب آف راولپنڈی (قاری ریڈیو و ٹیلی ویژن و مجلس شوریٰ)' قاری محمد ایوب صاحب آف کراچی' حضرت قاری مولانا حبیب الرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب جامع مسجد زنکاری بازار متصل راجہ بازار راولپنڈی' قاری حافظ عبد الرحمان صاحب ٹرانسپورٹر رنگ محل لاہور' حافظ قاری مولانا عبد الرحمان صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ' حافظ قاری مولانا عبید اللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نمایاں ہیں ....
علمی طور پر آپ انتہائی بارعب شخصیت تھے۔"

اسی کتاب میں قاری محمد ایوب صاحب آف کراچی کا ایک مضمون بعنوان "فن قرأت کے اعلیٰ مقام پر فائز" صفحہ نمبر ۲۲۲ تا ۲۲۵ شامل ہے جو انہوں نے حضرت قاری محمد اسماعیل صاحب کے لیے تحریر کیا ہے۔ اُن کے اُستاد قاری کریم بخش صاحب امرتسری کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار صفحہ ۲۲۲ پر رقم طراز ہیں:

"..........اُستاد صاحب مرحوم کے اَن گنت شاگردوں میں سے چند شاگردان عزیزوں نے قرآن مجید کی لازوال خدمت کی۔ شاگرد عزیز کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ اُن میں بھی اُستادِ محترم کی وہی رمق موجود تھی۔ مدرسہ میں اُن کی موجودگی' ڈسپلن اور پڑھائی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ تعلیم میں کسی رعایت کو ملحوظِ خاطر نہیں لاتے تھے۔ قاری محمد طفیل صاحب' قاری فضل کریم نابینا قاری محمد اسماعیل صاحب مرحوم سے پہلے فارغ التحصیل ہو چکے تھے اور لاہور میں مقیم ہو گئے تھے ...."

Marfat.com

قاری محمد ایوب صاحب اسی مضمون میں صفحہ نمبر ۲۲۴ پر اس طرح رقم طراز ہیں:

"........... ایک دفعہ مدینہ منورہ سے ایک قاری صاحب بھاری بھرکم جثہ آئے۔ اُستاد صاحب نے قاری محمد طفیل صاحب، قاری محمد اسماعیل صاحب کو احقر کے ذریعہ بلوایا۔ مسجد کوتوالی کے اندرونی حصہ میں جمع ہوئے۔ پہلے عربی قاری صاحب نے سورۃ طٰہٰ کی تلاوت والہانہ انداز، جوش جذبہ اور ایسے سرور کے ساتھ فرمائی کہ مسجد کے درو دیوار گونجنے لگے۔ اس آواز کے سننے پر مسجد کے باہر دکان دار بھی جوق در جوق اکٹھے ہو گئے۔ ایک عجیب قسم کی کیفیت سب پر طاری تھی۔ اس کے بعد قاری محمد طفیل صاحب نے سورۃ مریم سے تلاوت کی۔ جو کہ وہی سرور اور دلاویزی سے مزین تھی۔ بعد ازاں قاری محمد اسماعیل صاحب نے سورۃ یوسف سے سبع عشرہ میں پڑھا۔ سبھی لوگ حیران تھے کہ عربی قاری صاحب سے اپنے قاری صاحب کم نہیں ہیں۔ عربی قاری صاحب کا جھومنا اور سبحان اللہ کہنا اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ان سب کی تلاوت سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ انہیں ایسی محفل کبھی میسر نہیں ہوئی تھی ...."

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۷۶ تا ۲۸۰ ایک اور مضمون بعنوان "آہ! اُستاذی المکرّم حضرت قاری محمد اسماعیل نور اللہ مرقدہٗ" موجود ہے۔ جسے حافظ قاری احمد

دین مدظلہٗ مدرس مدرسہ ''تجوید القرآن'' کندیگراں بازار' سریانوالہ لاہور نے تحریر کیا ہے۔ وہ صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

''قاری محمد طفیل صاحب (ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوب آواز دی تھی) قاری محمد یٰسین صاحب گوجرانوالہ اور قاری نظام الدین صاحب گوجرانوالہ بھی تھے۔ ان سب حضرات نے بھی اپنی اپنی جگہ پر اچھا کام کیا۔''

سوانح حضرۃ القاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب قاری محمد تقی الاسلام دہلوی کی تالیف ہے جسے ''مکتبۃ القراء'' لاہور نے شائع کروایا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۴ پر ''تقسیم ملک سے پہلے لاہور میں قراء حضرات'' کے ذیلی عنوان کے تحت تحریر ہے:

''تقسیم سے پہلے لاہور جیسے مرکزی شہر میں محض چند گنے چنے قراء حضرات تھے جو خدمت قرآن میں منہمک تھے (۱) ...... (۲) ...... (۳) ...... (۴) قاری طفیل احمد صاحب مسجد وزیر خان میں مدرس تھے۔ بلند آواز اور بہترین کاتب ہیں۔ حضرت قاری کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاری خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور اب مدت سے حیدرآباد سندھ میں ہیں ....''

(ناشر: مکتبۃ القرآۃ' ماڈل ٹاؤن' لاہور)

سوانح حضرۃ قاری محمد مالک

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۴۳' پر متن کی سطر ۲ میں حافظ قاری طفیل

امرتسری لکھا ہے اور اس نمبر ۲ کے تحت مؤلف حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

"قاری طفیل امرتسری کے والد کا نام حاجی عبد الرحمٰن ہے۔ خوشنویس تھے۔ اس سے قاری کریم بخش صاحب نے روکا۔ مکہ مکرمہ گئے۔ دو حج کیے۔ وہیں مکہ اور مدینہ میں دو سال رمضان میں قرآن مجید سنایا۔ وزیر خان کی مسجد میں پڑھاتے رہے۔ پھر میمن مسجد کراچی میں خطیب رہے۔ حیدرآباد میں ہیں۔ خوش الحان اور بلند آواز والے ہیں۔ یہ اور قاری فضل کریم صاحب ۱۹۲۸ء کے فارغ ہیں .... الخ۔"

ھو القادر' سیّدی ضیاء الدین احمد القادری جلد دوم

اسکے مؤلف حضرت عبد المصطفٰے محمد عارف قادری ضیائی' حضرت علامہ فضل الرحمٰن قادری کی بابت اس کتاب کے صفحہ نمبر ۴۰۷ اور ۴۰۸ پر رقم طراز ہیں:

"............ شیخ القراء شیخ حسن شاعر رحمۃ اللہ علیہ[1] کے حلقۂ درس میں شامل رہے' القرأت السبع کی سند امتیازی حیثیت سے حاصل کی تمام امتحانات میں ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قبلہ قدس سرہُ العزیز' سیّدی فضل الرحمٰن مدظلہٗ کے ساتھ شیخ القراء کے حلقۂ درس میں شریک رہے۔"

حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نے اپنی تالیف "عظمتوں کے پاسباں" کے صفحہ نمبر ۴۰ پر حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا

۱۔ شیخ القراء بالمدینۃ المنورۃ شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر مراد ہیں۔

Marfat.com

ہے کہ:

"............ بقول قاری محمد سلیمان اعوان[1] قاری صاحب نے قرائت عشرہ کی تکمیل شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے کی۔"

اس حوالے سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی، قائد اہلِ سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد بھائی ہیں۔ (مرتب)

۱۔ مرتب کتاب ہذا۔

Marfat.com

باب ششم

مرتب کے نام چند خطوط

Marfat.com

تابش قصوری' رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

مکرم جناب قاری محمد سلیمان اعوان سرو بہ صاحب۔ سلام و رحمت

مزاج گرامی! حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ (۱) کی زیارت و ملاقات کا شرف تو مجھے حاصل ہے مگر اُن کی مجالس میں زیادہ بیٹھنا یاد نہیں' تاہم تاثرات (۲) ارسال کر دوں گا۔ اگر مختصر سا آپ کی زندگی مبارکہ پر خاکہ بھیج دیں تو زیادہ بھی درج کیا جا سکتا ہے' لہٰذا آپ کی صوابدید پر منحصر ہے' کم لکھوانا چاہتے ہیں یا زیادہ۔ احباء و رفقاء سے سلام مسنون۔ فقط والسلام مع الدعا۔

تابش قصوری

02-06-2006

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی' نگراں' مرکزی مجلس رضا' لاہور

حضرت محترم علامہ القاری' اسد القراء محمد سلیمان اعوان صاحب۔

السلام علیکم! آپ کا گرامی نامہ مرقومہ ۲۴/۶ موصول ہوا' اللہ آپ کو خوش رکھے' آپ نے قاری محمد طفیل صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پر کتاب لکھنے کا پروگرام بنا کر نہایت ہی اہم کام کی طرف قدم بڑھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں بھی انشاء اللہ! آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت سے ملاقاتوں کے سلسلہ میں کچھ لکھوں گا۔ "طرابلس کی ایک رات (۳)" لوگوں نے بڑی پسند کی' پھر آپ حضرات کی یادیں تازہ ہو گئیں' آپ کے احباب بڑے خوش ہوئے۔ کبھی کبھی یاد فرما لیا کریں والسلام۔

اقبال احمد فاروقی

27-06-2006

Marfat.com

محمد عبد الرحیم نقشبندی مجددی، صدر المدرسین، دار العلوم نعمانیہ رضویہ، شاہی بازار، شہداد پور (سندھ)

محترمی جناب القاری ڈاکٹر محمد سلیمان اعوان نقشبندی مجددی زید مجدہٗ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ! اُمید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ احوال آنکہ بندہ نے مختصر تاثرات (۴) تحریر کیے ہیں اور وقت بھی زیادہ لگ گیا۔ چوں کہ عمرہ شریف کے بعد .... کتاب ''تاریخِ آرائیاں'' (۵) بڑے بڑے چوہدریوں کے پاس تلاش کی لیکن نہ مل سکی، اب لاہور سے منگوائی ہے اُمید ہے کہ عید تک مل جائے گی اور اس میں جو مواد ہو گا وہ ارسال کر دیا جائے گا۔ (۶) فون نمبر بند تھا اس لیے بات نہ ہو سکی .... اپنی ادعیۂ مخصوصہ میں اس فقیر بے نوا کو ضرور یاد فرمایئے گا۔ والسلام۔

محمد عبد الرحیم نقشبندی غفرلہٗ المولیٰ القوی (شہداد پور)

موبائل نمبر: 0300-9377292

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

قاری غلام رسول قادری (قاری ریڈیو پاکستان اور پی ٹی وی) مدرس تجوید، جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم (رجسٹرڈ) ملتان

عزیز القدر، لائق صد احترام حافظ قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ صاحب زید مجدہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! مزاجِ گرامی! آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا، بڑی خوشی ہوئی ...... اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے۔ آپ کی عمر میں اور علم وعمل میں مزید خیر وبرکت اور ترقی عطا فرمائے، آمین۔ یہ پڑھ کر کہ

Marfat.com

آپ اُستاذِ مکرم حضرت قبلہ رئیس المجودین قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر کتاب مرتب فرما رہے ہیں' بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے اس ناچیز کے ذہن میں حضرت قبلہ اُستاذِ مکرم کے بارے میں جو مختصر معلومات تھیں' وہ فوری طور پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان چند الفاظ (۷) کو مجھ ناچیز کے لیے ذریعۂ بخشش و نجات بنائے۔ آمین۔ قاری صاحب ....الخ۔

آپ کا اُستاد بھائی

(قاری) غلام رسول قادری

موبائل نمبر: 0333-6122097

05-11-2006

محمد منشا تابش قصوری' مرید کے' ضلع شیخوپورہ

مدرّس' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

محترم المقام جناب محمد سلیمان اعوان سروبہ صاحب زید مجدہٗ۔

سلام ورحمت! مزاج گرامی! آپ کا خط ملا' شکریہ' یاد تازہ ہوئی۔ علالت کے باعث کچھ نہ لکھ سکا۔ آپ کا ارسال کردہ میٹر بھی کتابوں میں چھپ گیا۔ آج جب کہ یہ سطور رقم کر رہا ہوں' سخت تکلیف ہے' جامعہ نظامیہ رضویہ میں بھی نہیں گیا' سارا دن بے تابی میں گزرا' مغرب کے وقت دوسری بار دوا استعمال کی اور اسی حالت میں یہ مضمون (۸) مرتب کیا' پسند آئے تو شامل کر لیں بصورتِ دیگر میرا کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔

دُعا فرمایئے کہ اللہ جل وعلیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل

Marfat.com

دینی خدمات کے لیے صحتِ کاملہ عطا فرمائے (آمین)۔ احباء ورفقاء سے سلام مسنون۔ مناسب سمجھیں تو وصولی کی اطلاع دے دیں۔ دوبارہ پڑھ نہیں سکا لہٰذا بغور پڑھیں غلطی ہو تو تصحیح کرلیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد منشا تابش قصوری

20-11-2006

میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرق پوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی' شرق پور شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم○

گرامی قدر' قاری محمد سلیمان مجددی صاحب' السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اُستاذ القراء تھے۔ اُن کی پُرسوز تلاوتِ قرآن حکیم کی حلاوت آج بھی کانوں میں رَس گھولتی محسوس ہوتی ہے۔ چوں کہ قرآن کریم کی عظمتوں کے احساس سے سرشار ہو کر اُن کی آواز دل کی گہرائیوں سے اُبھرتی تھی اس لیے ایک سماں سا بندھ جاتا تھا اور سامعین تحسین پیش کیے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروق سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے اُنھیں گہرا شغف تھا۔ چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہونے والے جلسوں میں بڑے شوق سے شمولیت کرتے تھے۔ اُن کے اس حُسنِ ذوق سے اُن کی فنی صلاحیتیں اور زیادہ اُجاگر اور نمایاں ہو جاتی تھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں بھرپور خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اپنے حبیب پاک شہہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اُنکی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

Marfat.com

دُعا گو!

میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرق پوری

فون: 042-7313356

موبائل: 0300-4243812

۱۰ جنوری ۲۰۰۷ء

پتا: کاشانۂ شیر ربانی' مکان نمبر ۵'

اجمیری اسٹریٹ' ہجویری محلہ' دربار

داتا گنج بخش' لاہور (پنجاب)

پروفیسر خان گل خان' رہاڑہ' ضلع پونچھ (آزاد کشمیر)

محترمی حضرت علامہ قاری حافظ محمد سلیمان اعوان صاحب' السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ! اُمید ہے مزاج بخیریت ہوں گے۔ یہ سُن کر انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ اُستاذ الاساتذہ اور قاری القراء حضرت علامہ مولانا محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی برسی کے موقع پر ایک کتاب شائع کر رہے ہیں۔ قبلہ قاری صاحب ہمہ جہت شخصیت اور گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ اپنے فن کے امام تھے۔ قاری صاحب کی شخصیت اور آواز غرض یہ ہے کہ اُن کی ہر ہر ادا لاجواب تھی۔ مجھ جیسا حقیر شخص اُن کی کیا تعریف و توصیف کر سکتا ہے۔ دراصل اُن کی شخصیت اقبال کے اس شعر کی صحیح مصداق تھی کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب انگلینڈ۔ ناروے کے دورے پر گئے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ والسلام

پروفیسر خان گل خان

۶ فروری ۲۰۰۷ء

حواشی

۱۔ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔

۲۔ یہ تاثرات بصورتِ مضمون کتابِ ہذا میں شامل ہیں۔

۳۔ اس موضوع پر آپ کا لکھا ہوا ایک واقعہ ماہ نامہ "ضیائے حرم" لاہور میں چھپا ہے' ملاحظہ ہو شمارہ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۷۹ تا ۸۱۔ "طرابلس کی رات" اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ یہ تاثرات بصورتِ مضمون کتابِ ہذا میں شامل ہیں۔

۵۔ یہ تذکرہ (یعنی کتاب ہذا) چھپ گیا مگر "تاریخ آرائیاں" قاری عبدالرحیم نقشبندی کے ذریعے موصول نہ ہوئی۔

۶۔ چوں کہ حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آرائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ ممکن تھا کہ کتاب "تاریخِ آرائیاں" میں اُن کا یا اُن کے آباؤ اجداد کا کوئی حوالہ مل جاتا اسی لیے اُس کتاب کی تلاش تھی۔

۷۔ یہ "چند الفاظ" بصورتِ مضمون کتابِ ہذا میں شامل ہیں۔

۸۔ مضمون شامل کتابِ ہذا ہے۔

Marfat.com

باب هفتم

چند تلامذه (مضامین)

ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ (مرتب)

تعارف از...... پروفیسر ثاقب قریشی صدر "بزم فروغ ادب حیدرآباد"

فارسی کا مقولہ ہے "کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی" اور حقیقت بھی یہی ہے کہ علم، فن، ہنر کا کمال ہی انسان کو زمانے میں عزت دلاتا ہے۔ کمال کے مقابلے پر صورت و سیرت پس پردہ چلے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اب تک جتنے بھی نام ور لوگ ہوئے ہیں یا جن کے نام تاریخ میں زندہ ہیں، اُن کی غالب اکثریت صرف اپنے علم وفن کی وجہ سے زندہ ہے جب کہ اُن کو خاک ہوئے زمانے بیت گئے۔ کھیل کا میدان ہو یا جنگ کا کارزار، فن خطابت ہو یا مصوّری کا کمال، ساز کا آہنگ ہو یا آواز کا جادو، قلم کا اعجاز ہو یا کسی اور ہنر کا جمال، غرض ہر فن سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ دُنیا "جہانِ بازیگراں" ہے۔ یہاں وہی زندہ و تابندہ رہ سکتا ہے، جس کی ذات کسی نہ کسی فن یا ہنر کا حوالہ رکھتی ہو۔ ایسے اہلِ کمال کا موت بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی...... وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور زندگی میں بھی مخلوقِ خدا سے خراج تحسین حاصل کرتے ہیں...... اس وقت بھی دنیا اہل کمال سے بھری پڑی ہے لیکن ہم آپ کی جس شخصیت سے ملاقات کرا رہے ہیں ان کا فن یکتائے روزگار ہے۔ کیوں کہ یہ ایک طرف اپنے فن سے دنیا میں نام، عزت اور شہرت کما رہے ہیں اور دوسری طرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل کر رہے ہیں۔[1]

Marfat.com

عالمی شہرت و انعام یافتہ حضرت ڈاکٹر قاری حافظ ملک محمد سلیمان اعوان سروبہ مدظلۂ العالی ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء کو سَروبہ ضلع جہلم (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ملک محمد خان اعوان تھا۔ پرائمری اور مڈل کی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول سَروبہ سے حاصل کی اس کے ساتھ ہی ناظرہ و حفظ قرآن کی تعلیم حضرت حافظ محمد سلیمان سے حاصل کی۔ ۱۹۷۵ء میں آپ حیدرآباد (سندھ) تشریف لے آئے۔ یہاں پر نور محمد ہائی اسکول سے میٹرک (۱۹۸۱ء) اور گورنمنٹ سٹی کالج سے انٹر (۱۹۸۳ء) کے امتحانات پاس کیے پھر اسی کالج سے سیکنڈ کلاس بی۔ اے (۱۹۸۵ء) کیا' ازاں بعد جامعہ سندھ جام شورو سے ۱۹۹۰ء میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن میں ایم۔ اے (اسلامی کلچر) کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ساتھ ہی ساتھ مدرسہ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' ہیرآباد سے درس نظامی (جون ۱۹۸۰ء) دورۂ تجوید قرأت (۱۹۸۲ء) اور دورۂ تفسیر قرآن (۱۹۸۷ء) کی اسناد حاصل کیں۔ تجوید اور قرأت میں آپ کے اُستاد رئیس المجودین' الحاج الحافظ القاری حضرت محمد طفیل نقشبندی مجددی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ۱۹۹۱ء میں ''تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان'' لاہور سے ''شھادۃ العالمیۃ '' کی سند حاصل کی۔ آپ نے مدرسہ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' ہیرآباد حیدرآباد کے بانی اور مہتمم حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی' پھر جامعہ سندھ جام شورو میں ڈاکٹریٹ کے لیے ''شاہ محمد محمود اور اُن کی دینی خدمات کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ'' کے عنوان سے آٹھ سو صفحات کا مقالہ تحریر کیا اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند ۲۰۰۱ء میں حاصل کی۔

ا۔ معین خان' مضمون ''عالمی شہرت یافتہ قاری محمد سلیمان کی باتیں'' مطبوعہ ماہ نامہ ''آستانہ'' کراچی' صفحہ نمبر ۵۶۔

آپ اب تک متعدد ملکی اور غیر ملکی مقابلہ ہائے حفظ قرآن وحسن قرأت میں شریک ہو کر ملک کا نام روشن کر چکے ہیں۔ ان مقابلوں اور کامیابیوں کی مختصر فہرست یہاں دی جا رہی ہے۔

(۱) کُل پاکستان مقابلۂ حفظ قرآن وحسن قرأت منعقدہ ۱۹۸۲ء میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور عوام اہل سنت و جماعت کے سر فخر سے بلند کر دیے۔ (۲) کل پاکستان مقابلۂ حفظ قرآن وحسن قرأت منعقدہ ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور حکومت پاکستان سے اعلیٰ انعام پایا۔ (۳) کل پاکستان مقابلۂ حفظِ قرآن وحسنِ قرأت منعقدہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ (۴) آٹھواں بین الاقوامی مقابلۂ تجوید و قرأت ۲۵ جنوری ۱۹۸۶ء تا ۵ فروری ۱۹۸۶ء خانہ کعبہ سے ۲۱ کلو میٹر دور غارِ حرا کے سامنے ہوٹل انٹر کانٹینینٹل مکہ مکرمہ (سعودی عرب) میں منعقد کیا گیا' جس میں ۳۶ اسلامی ممالک اور ۵۲ اسلامی تنظیموں نے شرکت کی۔ آپ نے اس مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور پاکستان کے بہترین قاری کی حیثیت سے ۴۳ ہزار سعودی ریال اور دیگر قیمتی انعامات کے ساتھ سر ٹیفکیٹ سے نوازے گئے۔ (۵) چوتھا بین الاقوامی مقابلۂ حفظ قرآن وحسن قرأت مملکت ایران کے شہر تہران میں موجود ''حسینیہ ارشاد ہال'' میں یکم اپریل ۱۹۸۶ء تا ۱۶ مئی ۱۹۸۶ء منعقد کیا گیا' اس ہال کے محراب کے اُوپر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی اشعار لکھے ہیں۔ آپ کو اس مقابلے میں شرکت کے دوران شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کی رہائش کے قریب ''ہوٹل انقلاب'' کے کمرہ نمبر ۱۰۴۴ میں ٹھہرایا گیا' آپ نے حفظ قرآن میں اوّل اور حسن قرأت میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور ساٹھ ہزار تومان[۱] سے بطور انعام نوازے گئے۔

(۶) تیسرے بین الاقوامی مقابلۂ حفظ قرآن وحسن قرأت منعقدہ طرابلس (لیبیا)

Marfat.com

میں حفظ قرآن میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔(۷) المعہد العالمی الاخضر (گرین ورلڈ انسٹی ٹیوٹ) طرابلس (لیبیا) نے یوم الثلاثہ کے عنوان سے ایک سیمینار ۳۰ جون ۱۹۸۹ء تا ۷ جولائی ۱۹۸۹ء منعقد کیا۔ جس میں آپ نے ورلڈ اسلامک مشن پاکستان کی طرف سے شرکت کی۔ (۸) ۱۹۹۲ء میں لیبیا کا مطالعاتی دورہ کیا اور اس سلسلے میں ٹریپولی اور طرابلس گئے اور وہاں فن قرأت کا مظاہرہ کیا۔ اس مطالعاتی دورے کے متعلق حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی اپنے رسالے ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' لاہور میں رقم طراز ہیں:

''طرابلس کے ٹی وی اور ریڈیو پر پاکستان سے آئے ہوئے وفد کی خبریں نشر ہوئیں تو پاکستانی حضرات ہماری ملاقات کو آنے لگے۔ ہمارے وفد میں قاری محمد سلیمان اعوان نقشبندی حیدرآبادی بھی تھے' وہ عالمی شہرت یافتہ قاری ہیں وہ جب قرآن پڑھتے تو کیا پاکستانی اور کیا طرابلسی جھوم جھوم جاتے' طرابلس سے ایک سوتیس کلومیٹر دُور سیّدی عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا مزار زیلتین میں ہے' یہ زیارت گاہِ عوام و خواص ہے خود معمر قذافی بسا اوقات حاضری دیتے ہیں۔ مزار کے ساتھ ہی ایک شان دار مسجد ہے جس کے باسٹھ ستون ہیں' بہت بڑا مینار اور گنبد مسجد نبوی کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ گنبد کے اندرونی حصہ میں آیات قرآنی کے ساتھ ساتھ قصیدہ بردہ شریف کے اشعار نمایاں نظر آتے ہیں۔ مسجد کے سامنے ایک عالی شان عمارت ہے جو مدرسہ قرآنیہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ ہم نے

ا۔ ایران کی کرنسی کا نام ہے۔

Marfat.com

چھٹی کے وقت یہاں کئی بچوں کو قرآن پڑھتے دیکھا تو خیال آیا کہ اساتذہ سے ملاقات کی جائے۔ بچوں کو پاکستان سے آئے ہوئے علماء اور حفاظ کی آمد کی اطلاع دے کر اساتذہ کو گھر سے بلایا گیا اور ہماری گزارش پر اساتذہ نے اُس وقت جو طلباء موجود تھے' انہیں جمع کیا۔ ہم نے بچوں سے روایت قانون میں قرآن پاک سنا۔ ماشاء اللہ عربی اور حبشی بچے اپنے فطری لہجے میں قرآن سناتے تو دل جھوم اُٹھتا۔ ان بچوں میں سفید رنگ اور کالے حبشی بچے موجود تھے۔ اس وقت تقریباً اسی بچے جمع ہوئے جن میں سے ہم نے پانچ بچوں سے قرآن سنا۔ پھر ہم نے اپنے پاکستانی قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ نقشبندی حیدر آباد سے ایک رکوع سنانے کی استدعا کی۔ قاری صاحب نے جس خوش نوائی سے قرآن سنایا اُس سے اساتذہ اور طالب علم جھوم جھوم اُٹھے' رخصت ہونے لگے تو اساتذہ نے ہماری بڑی عزت کی' بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اس قرآنی مدرسہ میں دو سو سے زیادہ بچے زیر تعلیم ہیں۔ مقامی بچوں کے علاوہ چاڈ' سوڈان' صومالیہ کے حبشی بچے بھی قرآن یاد کر رہے ہیں۔ قاری صاحب کی قرأت سے خوش ہو کر بعض بچوں نے آگے بڑھ کر کہا: ہمیں پاکستان لے چلو ہم آپ جیسا قرآن پڑھنا سیکھیں گے۔

(علامہ اقبال احمد فاروقی، ''ضیائے حرم'' لاہور شمارہ ستمبر ۱۹۸۹ء' صفحہ نمبر ۷۹ تا ۸۱)

(۹) ۱۹۹۸ء میں تہران (ایران) کے مطالعاتی دورے پر گئے۔ اس

دورے میں دنیا کے چار مختلف ٹی وی اسٹیشنوں کا افتتاح ہوا، اس موقعے پر آپ کی رہائش کوثر ہوٹل میں تھی۔ (۱۰) ۸ ستمبر ۲۰۰۷ء کو ماہ رمضان میں ماریشس (ساؤتھ افریقہ) میں ڈیڑھ ماہ تک ''شاہ احمد نورانی ویک'' منایا گیا۔ آپ ورلڈ اسلامک مشن کے موجودہ چیئر مین علامہ محمد انس شاہ نورانی کی ہدایت پر ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے مذکورہ ملک میں گئے اور انوارِ مدینہ مسجد (تعمیر شدہ ۱۹۲۷ء) کیوپپ روڈ میں تراویح پڑھائیں۔ آپ کو اس ملک کے دارالحکومت پورٹ لیس (Portlis) میں ایک روزہ تراویح اور شبینہ پڑھانے کا موقع بھی ملا۔

(۱۱) آپ نے ۱۶ جون ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۰ء تک (مسلسل چھ سال) لیاقت باغ راولپنڈی میں اور ۹ مارچ ۱۹۹۴ء کو شاہ فیصل مسجد اور اسلام آباد میں ہونے والی محافلِ شبینہ میں صوبہ سندھ کی نمائندگی کرتے ہوئے قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔ ان محافل کے کمپیئر معروف نیوز کاسٹر اظہر لودھی اور خالد حمید ہوتے آئے ہیں اور یہ محافل براہِ راست ٹی وی اور ریڈیو سے ٹیلی کاسٹ اور نشر کی جاتی رہی ہیں۔ (۱۲) آپ نے مسلسل بارہ سال تک سندھ کی سطح پر قرأت کے مقابلے جیتے ہیں۔ (۱۳) آپ نے اپنی قرأت کے اب تک چار آڈیو کیسٹ جاری کروائے ہیں۔

قبلہ قاری صاحب دام فیوضہم کی ذاتِ بابرکات نے اس فن مقدسہ کی خدمت کے لیے ۱۹۹۰ء میں ''انٹرنیشنل جماعت القراء والحفاظ پاکستان'' حیدرآباد تشکیل دی جس کا مقصد فن تجوید و قرأت کو انفرادی طور پر عوام الناس تک پہنچانا ہے۔ یہ تنظیم ''فن تجوید و قرأت قرآن'' کے فروغ اور ارتقاء کے لیے کام کر رہی ہے مثلاً پہلی سطح پر ''گورنمنٹ زبیدہ گرلز کالج حیدرآباد میں آپا مریم نوحانی (سابق ڈائریکٹر آف کالجز) کے زیر سرپرستی اور فیڈرل اسکولز اور فیڈرل کالجز میں محترم

رؤف جاوید صاحب (پرنسپل) کے زیرِ سرپرستی تجوید و قرأت کے کورس کی ابتداء کی گئی۔ اس کے علاوہ مری اور حیدر آباد دینی مدارس میں تجوید و قرأت کے ۳ ماہ اور ۵ ماہ کے دورۂ تجوید و قرأت کا آغاز ہوا۔ دوسری سطح پر اس تنظیم نے بین الاقوامی محفل حسنِ قرأت اور کل پاکستان محفل حسنِ قرأت کا انعقاد کر کے تہلکہ مچا دیا۔ عالمی مظاہرۂ حسن قرأت و تواشیح میں ایرانی قراء اس تنظیم کی دعوت پر تشریف لائے۔ ۱۵ فروری تا ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء ٹھٹھہ، حیدر آباد کی مختلف مساجد میں کامیاب پروگرام کرائے۔ ''عالم اسلام'' کے مایۂ ناز قاری مصطفےٰ اسماعیل، محمود الخلیل الحصری، صدیق المنشاوی اور رئیس القراء قاری محمد طفیل رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی وفات پر اُن کی یاد میں محفل حسن قرأت منعقد کی گئی جس میں پاکستان کے مایۂ ناز قراء قاری خوشی محمد ازہری، قاری سید صداقت علی، قاری کرامت علی نعیمی، قاری غلام رسول لاہوری، قاری محمد عمر سعیدی ملتانی، قاری محمد رمضان نجم الباروی (فیصل آباد)، قاری فقیر مسعودی (سیالکوٹ) اور نعت گو شعراء خالد محمود خالد نقشبندی (کراچی) اور بدر الدین بدر (گوجرہ) تشریف لائے۔

اس تنظیم نے دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ قلم کے ذریعے بھی اس علم عظیمہ اور فن جلیلہ کو عوام الناس تک پہنچایا؟ بانیٔ تنظیم اسد القرء قاری محمد سلیمان اعوان سرونہ نے مختلف کتب تصنیف کیں جن کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔ ﴿۱﴾ شاہ محمد محمود اور اُن کی دینی خدمات کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ (غیر مطبوعہ)۔ ﴿۲﴾ پتھری کے مرض کا روحانی شفاخانہ (مطبوعہ کتابچہ)۔ ﴿۳﴾ احکام التجوید (کبیر غیر مطبوعہ)۔ ﴿۴﴾ تلفظ ضاد اور اکابر قرأت (مطبوعہ)۔ ﴿۵﴾ سنی تجوید کا خلاصہ (مطبوعہ)۔ ﴿۶﴾ علم تجوید و قرأت کی آخری کتاب ''مقدمہ الجزریہ'' کی شرح ''المنح الفکریہ'' کا اُردو ترجمہ (غیر مطبوعہ)۔ ﴿۷﴾ ہدایۃ المستفید فی احکام التجوید (صغیر۔ مطبوعہ)۔

Marfat.com

﴿۸﴾ علم الاوقاف (غیر مطبوعہ)۔ ﴿۹﴾ شاہکار تقریریں (مطبوعہ)۔

یہ قاری صاحب کی ذاتی دلچسپی، خرچ، محنت اور فن قرأت سے انتہائی لگاؤ کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ لائبریری قائم کی ہے جس میں ملکی و غیر ملکی قراء عظام کی تلاوتیں، مکمل قرآن مجید نعتیں اور صلوٰۃ و سلام آڈیو وڈیو ریکارڈنگ میں موجود ہیں۔ خود قاری صاحب کی قرأت کے ریکارڈ کی فہرست کچھ یوں ہے۔

﴿۱﴾ ۱۹۸۸ء میں EMI کراچی کی طرف سے گیارہ سورتیں ''کنز الایمان'' ترجمہ کے ساتھ آڈیو ریکارڈ ہوئیں، مترجم سیّد حمزہ علی قادری تھے۔ ﴿۲﴾ سورۃ یاسین اور سورۃ رحمٰن سندھی ترجمہ امام اہلِ سنت کے ساتھ آڈیو کیسٹ تیار ہوئی، مترجم مفتی محمد رحیم سکندری اور مولانا عبدالوہاب سکندری تھے۔

قاری صاحب زمین دار خاندان سے تعلق کے باوجود ایک سرکاری اسکول میں مدرس ہیں، ساتھ ہی ساتھ ''المجدد قرآن اکیڈمی'' حیدرآباد میں طلباء کو ناظرہ، حفظ اور قرأت کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اس مدرسے میں، بالغان کے لیے قرآنی تعلیم کا انتظام ہے، قاری صاحب کے شاگردانِ رشید کافی تعداد میں ہیں اُن میں چند کے نام یہ ہیں۔

قاری عبدالرشید تونسوی (ملتان)، قاری سردار احمد (پاک آرمی نمبر۱)، قاری خالد منیر بٹ (۲۸ سگنل پاک آرمی نمبر۱)، قاری محمد عثمان انصاری (حیدر آباد)، قاری عبدالغفار چشتی (لندن، برطانیہ)، قاری خلیل الرحمٰن تونسوی (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، قاری محمد آصف آرائیں (حیدرآباد)، قاری محمد عدیل (حیدرآباد)، قاری محمد رمضان ڈایانی (کشمور)، قاری سلیم میمن (حیدرآباد)، قاری اللہ بخش سعیدی (حیدرآباد)، ڈاکٹر محمد عثمان غنی (حیدرآباد)، قاری غلام مرتضیٰ ہالیپوٹہ SDO واپڈا (شیخوپورہ)، قاری محمد نعیم رضا ہالیپوٹہ (ٹھوڑی شریف)، صاحب

زادہ قاری محمد احمد اعوان' قاری عبدالشکور اعوان' قاری علی حسن (چوہڑ جمالی ٹھٹھہ)' قاری نذیر ولد بشیر (حیدرآباد)' قاری جاوید اختر اعوان (رحمان آباد' چکوال)' قاری محمد ذاکر قادری (حیدرآباد)' قاری انعام الرحمٰن جونیجو (لطیف آباد' حیدرآباد) ' قاری سیّد ناصر علی (حیدرآباد)' قاری منور دین اعوان (تھوہا محرم دین' چکوال)' قاری اشفاق قادری (لطیف آباد' حیدرآباد)' قاری احمد رضا اشرفی (حیدرآباد)' قاری نذیر احمد (پپلاں میاں والی) اور قاری شبیر احمد (سرہندی مسجد' حیدرآباد)۔

حضرت قاری محمد رفیق اشرفی مدظلہٗ العالی

از...... قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ (مرتب)

''حضرت قاری محمد رفیق قادری اشرفی ۱۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کو ''نورانی ہاؤس'' محمدی روڈ چوک' پریٹ آباد (حیدرآباد) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن میں جب والدۂ ماجدہ انتقال فرما گئیں تو آپ کی پرورش آپ کی ہمشیرہ نے کی۔ آپ نے اپنے والد حضرت علامہ مولانا قاری منیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ قرآن کریم کیا' پھر اپنے بڑے بھائی حافظ محمد یوسف نعیمی کے پاس کراچی چلے گئے۔ ازاں بعد واپس حیدرآباد آئے تو مدرسہ ''رکن الاسلام'' حیدرآباد میں امام القراء قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمتہ سے تجوید و قرأت پڑھی۔

آپ نے گیارہ سال کی عمر میں حفظ کیا اور دارالعلوم رکن الاسلام سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جناح مسجد کراچی میں امام ہو گئے جہاں امام القراء قاری محمد طفیل نقشبندی پڑھاتے رہے تھے' یہاں کے مدرسہ میں ۵ سال تک تجوید و قرأت پڑھاتے رہے' یہیں پر بڑے بڑے علمائے دین مثلاً حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی وغیرہ' قاری محمد رفیق کے پاس آتے تھے۔ آپ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں بھی شعبۂ تجوید و قرأت کے صدر مدرس کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔ آپ کے برادرِ اکبر قاری محمد ایوب اشرفی کے بقول ''حضرت علامہ انس نورانی صدیقی اور حضرت اویس نورانی صدیقی صاحبان بھی آپ کے تلامذۂ رشید

Marfat.com

ہیں' اور قاری غلام رسول (لاہور والے) نے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔"

آپ جہانگیر پارک صدر کراچی میں منعقد ہونے والی محافل شبینہ میں ۲۹ واں پارہ پڑھتے اور قائد ملت اسلامیہ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی ۳۰ واں پارہ پڑھ کر ختم شریف فرماتے تھے۔ کراچی میں "پاسبان مسجد" تھانے والی' میں دارالعلوم مظاہریہ طاہریہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور اپنے پیرو مرشد ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی سے خلافت پائی۔ آپ مذکورہ دارالعلوم میں حفظ و ناظرہ اور قرأت پڑھاتے رہے پھر قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ماریشس (ساؤتھ افریقہ) چلے گئے جہاں پر ۵ سال (یعنی ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۶ء) پڑھاتے رہے پھر ۱۹۹۰ء تا ۲۰۰۰ء یعنی دس سال مسجد اقصیٰ پورٹ لیس میں امامت کے فرائض ادا کرتے رہے' اب "گلزار مدینہ" مسجد' موریشس میں امام و خطیب کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ آپ کو اُس ملک کی نیشنلٹی مل چکی ہے' سات حج اور چھ عمرے کر چکے ہیں۔ عرصہ ۳۲ سال سے ماریشس ہی میں مقیم ہیں۔ انس نورانی' اویس نورانی نازیہ' ہدیٰ اور سمیہ آپ کی اولاد ہیں۔ جب پاکستان آتے ہیں تو اپنے اُستاد قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور اپنے بھائی قاری محمد ایوب اشرفی اور اُن کے اہل خانہ سے مل کر چلے جاتے ہیں۔

راقم نے جناح مسجد کراچی میں آپ کی امامت و خطابت کے انداز دیکھے ہیں' قراقلی ٹوپی اور صاف ستھرا لباس' مصری قراء کی تلاوت کے منفرد اور انوکھے انداز والی کیسٹیں۔ پورے قرآن کو ترتیل و تدویر میں پڑھتے ہیں۔ ہالینڈ سے خیر القراء خیر محمد چشتی الازہری آپ کو تحفۃً کیسٹیں بھیجتے ہیں اور جواباً آپ بھی انہیں تحفے ارسال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "قاری خیر محمد چشتی صاحب سے میں نے

Marfat.com

بہت کچھ سیکھا ہے۔"

ماریشس کے دارالحکومت پورٹ لیس کی گلزارِ مدینہ مسجد میں تجوید و قرأت پڑھاتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ہی "مکتبہ نورانی" قائم کر رکھا ہے۔ عوام و خواص کو فیض پہنچاتے ہیں' قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن پاک کے نایاب سیٹ اور ترتیل کی لاجواب عمدہ تلاوتیں بصورت کیسٹ اپنے پاس رکھتے ہیں۔

[اس مضمون کی تیاری میں حضرت قاری محمد رفیق قادری اشرفی کے برادرِ اکبر قاری محمد ایوب اشرفی سے مدد لی گئی ہے اور اُن سے ملاقات کر کے معلومات جمع کی گئی ہیں۔ (مرتب)]

Marfat.com

حضرت قاری محمد بخش الازہری مدظلہ العالی

(درجہ تخصص جامعۃ الازہر الشریف ،مصر)

از ...... حضرت قاری عبدالقیوم صاحب،
پرنسپل، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، پی ای سی ایچ سوسائٹی، طارق روڈ، کراچی

آپ ۱۹۴۰ء میں لاڑکانہ (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں نہ کوئی حافظ ہے نہ قاری اور نہ ہی عالم دین۔ آپ کے والد ماجد محمد بچل رند نے آپ کو ۱۹۵۴ء میں لاڑکانہ کے رہائشی حضرت امام محمد بخش مدظلہ العالی کے پاس حفظ قرآن کے لیے بٹھایا۔ آپ نے موصوف سے حفظ کرنے کے بعد ۱۹۵۸ء میں مائی خیری مسجد، فقیر کا پڑ حیدرآباد میں رئیس المجودین الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی سے تجوید و قرأت سیکھنے کے لیے اُن کی خدمت میں حاضری دی اور ایک سال میں تجوید و قرأت کا کورس مکمل کر لیا۔ جب اُستاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ رکن الاسلام ہیرآباد میں پڑھانے لگے تو آپ نے بھی اس مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور حضرت سے تقریباً دو سال تک پڑھا۔ حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی مرحوم، حضرت الحاج قاری محمد رمضان چشتی صابری المعروف بہ ملنگ بابا اور حضرت قاری جمال نقشبندی آپ کے ہم عصروں میں شامل ہیں جب کہ لاکھا مسجد کے امام حافظ محمد رمضان انصاری اور شیخ الحدیث قاری عبدالرزاق نقشبندی آپ کے مایہ ناز شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔

Marfat.com

۱۹۶۲ء میں آپ جامعۃ الازہر مصر پہنچے' تجوید و قرأت کا امتحان دیا' پہلے راؤنڈ میں کامیاب ہو کر اس جامعہ میں داخل ہو گئے اور وہاں ۱۳ سال میں سبعہ عشرہ مکمل کیں اور درجہ تخصص کی ڈگری حاصل کی۔ مصر میں آپ کے اساتذہ یہ تھے۔ اُستاذ المقری الشریف عامر المصری' اُستاذ المقری محمد صادق القمحاوی اُستاذ محمد اسماعیل المہدانی۔ آپ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۵ء تک مصر میں رہے۔

۱۹۸۱ء میں آپ کو حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مفتی سیّد شجاعت علی قادری کے مدرسے میں پڑھانے کے لیے اپنے ہمراہ لے گئے' ایک سال مدرسہ نعیمیہ' ایف' بی ایریا میں پڑھایا پھر اُستادوں کے حکم سے مدرسہ حنفیہ غوثیہ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی' طارق روڈ میں پڑھایا' پھر ۶ سال مجددیہ نعیمیہ ملیر میں پڑھایا۔ پھر فیضان مدینہ کراچی میں سبعہ عشرہ پڑھائی۔

آپ نے ایک کتاب ''البرھان فی تجوید القران'' تحریر کی ہے جو تجوید کے بارے میں ہے۔ یہ کتاب سندھی میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ اردو میں اسے جمعیت اشاعت اہل سنت' کھارادر' کراچی کے مولانا الطاف اور اُن کے رفقاء نے شائع کیا ہے جبکہ عربی میں اسے پروفیسر ڈاکٹر عبد الغنی صاحب (چیئرمین شعبہ عربی سندھ یونی ورسٹی جام شورو سندھ) نے طبع کروایا ہے۔

اس کے علاوہ ''مقدمتہ الجزریہ'' کی شرح جو حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمتہ نے کی ہے' اسے بھی آپ شائع کروا رہے ہیں۔ آپ کے فارغ التحصیل تلامذہ کی تعداد تادم تحریر ۲۵۰ ہے۔ ان تلامذہ میں قاری عبد القیوم محمود نقشبندی' قاری غلام حسن الحسنی' قاری غلام مصطفےٰ فریدی' قاری احمد نواز' قاری

Marfat.com

اجمل قادری' قاری محمد رمضان سندھی اور قاری ممتاز سیالوی سرفہرست ہیں۔ آپ چودہ سال کی عمر سے تراویح میں قرآن پاک سناتے چلے آرہے ہیں۔ آپ کے چار صاحب زادے ہیں۔ ① عبدالحمید رند' ② محمد حنیف رند' ③ وقار احمد رند اور ④ وقاص احمد رند۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کے مایۂ ناز' قاری المقری الشریف حضرت قاری محمد بخش الازہری کو سلامت رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

اُستاذ القرأ حضرت قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی علیہ رحمۃ الباری

ماخوذ از کتاب ''ذکرِ لطیف'' مرتب: ابو عمار محمد صحبت خان کوہاٹی

اُستاذ القرأ قاری عبد الرحمٰن شیخ مینگل بن فقیر محمد شیخ مینگل یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو صوبہ بلوچستان کے ضلع خضدار تحصیل وڈھ کے موضع ''ٹک'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن کلی صالح محمد وڈھ میں حاصل کی۔ علوم دینیہ کے لئے آپ مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں برسوں زیر تعلیم رہے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد سندھ میں شاطبیٔ وقت' اُستاذ القرأ قاری محمد طفیل احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید وقرأت کا نصاب مکمل کیا۔

قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی علیہ رحمۃ الباری بہترین قاری ہونے کے ساتھ شیریں بیاں خطیب اور باعمل عالمِ دین بھی تھے۔ آپ غزالیٔ زماں علامہ سیّد سعید احمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی تھے اور آپ کے شاگردِ رشید بھی۔ مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان کے طالب علم بھی رہے اور قابل صد احترام اُستاذ بھی۔

۱۹۶۸ء میں آپ ملتان سے بلوچستان تشریف لائے جہاں ضلع خضدار کے شہر وڈھ کلی شیر جان میں اپنا دینی ادارہ قائم کیا۔ قرآنِ پاک سے محبت اور اپنے مرشدِ گرامی سے عقیدت کی بنیاد پر مدرسہ کا نام، ''جامعہ سعیدیہ انوار الرحمان

Marfat.com

(رجسٹرڈ)'' رکھا۔ پورے علاقہ میں سُنّیوں کا یہ واحد ادارہ ہے۔ یہاں آپ نے ۱۹۸۲ء یعنی زندگی کے آخر تک علومِ دینیہ کی خدمت انجام دی۔ آپ کی شہرت' مہارت' محنت اور لیاقت کا چرچا جہاں ہوا ملک بھر سے تشنگانِ علوم وڈھ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ الحمدللہ! یہ ادارہ اب بھی قائم ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے فیض یافتہ قاری عبدالباسط صاحب' اپنے والد گرامی کے مشن کی تکمیل میں مصروفِ عمل ہیں۔ باری تعالیٰ انہیں استقامت' کامیابی اور کامرانی نصیب کرے۔ (آمین)۔

قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی کی خدماتِ جلیلہ

اُستاذ القرأ قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی' اہلسنّت و جماعت کے عظیم اور منفرد محسنوں میں سے ایک ہیں۔ اس وقت ملک اور بیرونِ ممالک شعبۂ تجوید و قرأت کے بیشتر اساتذۂ فن یا آپ کے تلامذہ ہیں یا آپ کے شاگردوں کے شاگرد۔ یہاں ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی کے مدارسِ اہلسنّت میں اکثر مقامات پر آپ کا فیض جاری و ساری ہے۔ قاری محمد بشیر چشتی ہوں یا قاری محمد عبد القیوم محمود' قاری غلام حسن الحسنی ہوں یا قاری مختار الحسن حسنی' قاری محمد عبدالکریم سیالوی ہوں یا قاری عنایت اللہ سیالوی' قاری محمد طاہر شجاع آبادی ہوں یا قاری محمد حسین رضوی' قاری محمد ممتاز ہوں یا قاری محمد کفایت اللہ' قاری محمد فیض اللہ ہوں یا قاری محمد رحمت اللہ' قاری محمد رفیق ارشد ہوں یا حافظ محمد ارشد' قاری عبدالغفار نقشبندی ہوں یا قاری عبداللطیف کشمیری یہ سب ''گلستانِ قاری عبدالرحمٰن'' کے معطر پھول ہیں کہ ان کے نامور تلامذہ قاری غلام حسین شجاع آبادی' قاری محمد عبد اللطیف امجد سعیدی (رحمہما اللہ الباری) قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی' قاری خیر محمد

Marfat.com

چشتی دامت فیوضہم سے فیض یافتہ ہیں۔ اس طرح بالواسطہ یا بلاواسطہ یہ سب اُستاذ القراٗ کا صدقہٗ جاری ہیں۔

قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ ''مرکزی جماعت القراٗ پاکستان'' کے بانی ہیں۔ مایۂ ناز سنی قراٗ کو جمع فرما کر آپ نے یہ جماعت بنائی۔ اُستاذِ گرامی حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ناظم اعلیٰ اور نیو میمن مسجد کے خطیب قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہٗ العالی اس کے اوّلین صدر قرار پائے۔ اس جماعت نے بے شمار محافل حسنِ قرأت کا انعقاد کیا' ہزاروں لوگ قرآنِ کریم کی تلاوت سے متاثر اور مسرور ہوئے' فن تجوید وقرأت کو فروغ ملا' لوگوں میں اس کا شوق اُبھرا' اس جماعت نے فن تجوید پر رسائل کی ترتیب' تدوین اور اشاعت و تقسیم کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ چنانچہ قاری صاحب علیہ الرحمۃ کے شاگردِ رشید قاری خیر محمد چشتی صاحب نے ''احکامِ ترتیل'' کی ترتیب کا مبارک کام کیا۔ اس وقت وہ ''جماعت القراٗ پاکستان'' کے ناظم اعلیٰ اور قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی صدر تھے۔ قاری محمد عبد اللطیف امجد سعیدی نے اشاعت وطباعت کے اخراجات اپنے ذمہ لئے۔ اب اگرچہ ''مرکزی جماعت القراٗ پاکستان'' کا وجود نہیں ہے کہ بقول قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی ''اس کے اکثر احباب یا تو وصال فرما گئے یا پاکستان چھوڑ گئے۔'' تاہم مشہورِ زمانہ ''رحمانی قاعدہ'' اسی جماعت کا کارنامہ بلکہ ابدی صدقہٗ جاریہ ہے۔ مدارس میں ماہر اُستاذِ قرأت کے تقرر کی روایت بھی آپ کی مرہونِ منت ہے۔ اس سے پہلے دینی اداروں میں باقاعدہ اُستاذِ قرأت کا اہتمام نہ ہوتا تھا۔

قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ نے بے سرو سامانی میں ملک کے

Marfat.com

پسماندہ ترین علاقہ وڈھ میں قرآنِ کریم کے انوار و تجلیات سے سارا خطہ منور کیا۔ تن تنہاء ادارہ قائم کیا پھر اسے عروج بخشا۔

وڈھ (بلوچستان) کی تاریخ میں پہلی بار ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا آغاز کیا۔ غالبًا اب بھی یہ سلسلہ قائم و دائم ہے۔ آپ نے قبرستان کے لئے الگ قطعۂ زمین مختص کرایا۔ اس قبرستان میں سب سے پہلے آپ کی صاحبزادی کی قبر بنی۔ آپ بھی اسی شہرِ خموشاں میں ابدی آرام فرما ہیں۔

مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف میں تدریس کے دوران سینکڑوں خوش نصیبوں نے آپ سے تجوید و قرأت کے نصاب کی تکمیل کی۔ آپ کے پڑھانے کا اعزاز اور امتیاز رہا کہ فیض یافتگان مرکزی درسگاہوں میں مسند تدریس کی زینت بنے۔ ملتان شریف قیام کے دوران آپ نے امامت و خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

قاری صاحب علیہ الرحمۃ کے تاب دار کارناموں میں ایک شاندار کارنامہ ''دورۂ قرأت'' کا اجراء ہے۔ آپ ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان میں اس دورہ کا اہتمام فرماتے۔ ۲۵ شعبان المعظم سے ۲۵ رمضان المبارک تک دورۂ قرأت کا پیریڈ ہوتا۔ ۳ سال تک مسلسل یہ دورہ مکمل کرنے والوں کو سند عطا فرماتے۔ اس دورے میں پارہ عمّ مکمل مشق کراتے۔ درمیان سے مختلف رکوع سنتے۔ بے شمار شائقین علوم قرآنیہ آپ کے در پہ آتے اور فیض پاتے۔ آج بھی بہت سے نامور قرأ ایسے ہیں جنہوں نے آپ کی بارگاہ میں یہ دورۂ قرأت مکمل کیا اور اس کے فوائد و ثمرات کو لوٹا۔

Marfat.com

قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی علیہ رحمۃ الباری کا طریقۂ تدریس

اُستاذ القراٗ قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ اُن فیض رساں اور محسن و مہرباں شخصیتوں میں ایک ہیں جن کا لگایا ہوا چمنستان سدا پُر بہار رہے گا۔ اُن کے نامور تلامذہ آج بھی جہاں جہاں مصروفِ خدمتِ قرآں ہیں حقیقت میں اُن کا فیضان ہیں۔ میں نے اُن کے ہم نام شاگردِ ذی شان، اہلسنت کی آن ''رحمانی قاعدہ'' کے مؤلّفِ ذی اکرام قاری عبدالرحمٰن (شجاع آبادی) سلمہ اللہ السبحان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ''طریقۂ تدریس'' جاننا چاہا اور عرض کیا۔

''یہ فرمائیں آپ کے اُستاذ گرامی کے سب ہی تلامذہ ماہرِ فن اُستاذ کے طور پر معروف ہیں۔ آخر اُن کے پڑھانے کے انداز میں کیا امتیاز تھا؟''

فرمایا: ''اُستاذ گرامی ایک ایک طالب علم سے آیت سنتے۔ جو آیت پہلے خود تلاوت فرماتے یعنی مشق کراتے پوری کلاس بیک آواز اور ایک ساتھ نہ پڑھتی بلکہ جماعت میں شامل ہر طالب علم اسے دہراتا۔ کوئی بھول جاتا یا مخارج و صفات اور قواعد تجوید کی غلطی کرتا تو آپ اصلاح فرماتے۔ وہ آیت دوبارہ پڑھتے اور طالب علم سے اسی طرح دوبارہ سنتے۔ حدر میں ہر طالب علم سے فرداً فرداً ایک ایک پاؤ روزانہ بلاناغہ سنتے۔ طلباء کو امامت، خطابت، مؤذّنی، خادمی یا کسی اور مصروفیت کی اجازت نہ تھی اور ایسا اس لئے تھا کہ طالب علم پوری توجہ اور لگن سے سفر جاری رکھے پھر منزل پہ پہنچے۔

کتب تجوید پڑھاتے وقت پہلے سمجھاتے اور خوب سمجھاتے ازاں بعد طالب علم سے عبارت پڑھاتے۔ اُنکے پڑھانے کا کمال یہ تھا کہ اُردو الفاظ کی بھی

Marfat.com

پوری طرح وضاحت کرتے مثلاً "فوائد مکیہ" پڑھاتے وقت ابتداء میں یہ لکھا ہے۔

"قرآن کریم پڑھنے کیلئے تجوید نہایت ہی ضروری ہے"

عام اساتذہ یہ جملہ پڑھ دیتے ہیں یا طالب علم اُن کے سامنے دہرا دیتا ہے۔ مگر آپ باقاعدہ تشریح فرماتے کہ اس جملہ میں "نہایت ہی" کا لفظ اس لئے ہے کہ قرآنِ کریم صحیح پڑھنے کے بعد تجوید کا جاننا بے حد لازمی اور انتہائی ضروری ہے۔ یہ لفظ اس کی اہمیت اور تاکید کو واضح کر رہا ہے۔

آپ کی صحت لفظی بے مثال تھی۔ لحونِ عرب کے مطابق پڑھتے اور سننے والا عش عش کر اُٹھتا۔ پڑھاتے وقت بے حد محنت کرتے۔ کمال یہ ہے کہ طالب علم کو سزا بھی نہ دیتے۔ بس یہ فرماتے کہ کوئی طالب علم ناغہ نہیں کرے گا۔ پڑھانے کے دوران بار بار پوچھتے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو پوچھو اور جب کوئی طالب علم کسی بات کی کتنی ہی بار وضاحت چاہتا آپ اُکتائے بغیر پیار و محبت سے سمجھاتے اور مطمئن کرتے۔"

قاری صاحب علیہ الرحمۃ اخلاق و کردار کے آئینہ میں

قاری صاحب علیہ الرحمۃ بہت سادہ مگر بے حد دلربا شخصیت کے مالک' فیض رساں اور نیک انسان تھے۔ اُن کے شاگردوں کی گواہی ہے کہ اُستاذ گرامی قراءِ کرام میں نیک نام اور صالح انسان تھے۔ تمام تدریسی مصروفیات کے باوجود تہجد گزار بندے تھے۔ سحری کے وقت اُٹھتے اور سجدہ ریز ہو جاتے۔ بہت بے ضرر اور نیک انسان تھے۔ وہ جو سورۂ فرقان میں "عباد الرحمٰن" کی صفات ہیں' قاری صاحب اپنے نام' کام اور مقام کے لحاظ سے ان صفات کے حامل تھے۔ طلباء پر بے حد مہربان تھے۔ قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی مدظلہ کی گواہی ہے کہ:

Marfat.com

"اُستاذ گرامی بہت خوش اخلاق تھے۔ میں نے زمانۂ طالب علمی میں آپ کو کبھی بھی کسی طالب علم کو مارتے نہیں دیکھا۔ بس طالب علم کے لئے یہی سزا تھی کہ وہ چھٹی نہ کرے اور اپنی تعلیم پر توجہ دے۔ طلباء کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے۔"

میں نے قاری عبدالرحمٰن صاحب سے دریافت کیا۔ اپنے اُستاذ کبیر کا کوئی امتیازی وصف بتائیں، فرمایا:

"سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ بے حد سادہ انسان تھے، سادگی پسند تھے۔ لباس سادہ، غذا سادہ، رہائش سادہ، انداز سادہ اور تکبر دور دور تک نہ تھا۔ انداز منکسرانہ اور عاجزانہ تھا۔ متکبرانہ نہ تھا۔"

میں نے غالباً ۱۹۷۶ء میں اُس وقت آپ کی زیارت کی جب بلوچستان سے آپ کراچی تشریف لائے اور از راہِ کرم اپنے عزیز شاگرد میرے اُستاذ گرامی حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) کو ملنے "قمر الاسلام" رونق افروز ہوئے۔ شلوار قمیض میں ملبوس، سر پر قراقلی سجائے، کندھوں پر رنگین رومال ڈالے۔ پُرنور چہرے کے ساتھ کلاس میں تشریف فرما برسوں پہلے کا وہ منظر اب بھی نگاہوں کے سامنے رقصاں ہے۔

قاری صاحب بحیثیت خوش نویس

مؤلف "انوارِ قمریہ" سیال شریف سے وابستہ معروف عالمِ دین اور مفتی، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ کے مرید صادق مفتی قاری غلام احمد سیالوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے ایک مکتوب میں قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے احوال کی بابت راقم کو لکھا۔

"علم قرأۃ کے چار فنون برائے تکمیل ہوتے ہیں۔ علم مشق، علمِ تجوید، علم اوقاف اور فن کتابت" ہر چہار فنون سے اس قدر وہ مہارت رکھتے تھے کہ ہر طالب علم کو ان کے حصول کی رغبت دلاتے۔"

چنانچہ ان کے شاگردِ رشید قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی علیہ رحمۃ الباری بہترین خطاط اور خوش نویس بھی تھے۔

اپنے تلامذہ کی درسی کتابوں پر آپ نے جو نام لکھے، یوں محسوس ہوتا ہے کسی ماہر کاتب نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ اُن کے اُستاذِ گرامی شاطبیٔ وقت قاری محمد طفیل نقشبندی علیہ رحمۃ الباری بھی بہترین خطاط تھے۔ اُن کے لکھے ہوئے طغرے تو لوگ شوق سے خریدتے۔ آج بھی بہت سے لوگوں کے پاس اُن کی یادگار خطاطی کے نمونے موجود ہیں۔ اُن کے تلمیذ رشید قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی کے پاس زمانۂ طالب علمی کی درسی کتاب "فوائد مکیہ" موجود ہے جس پر اُستاذ گرامی کا اندازِ کتابت ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

قاری صاحب بحیثیت قاریٔ خوش الحاں

قاری صاحب علیہ الرحمۃ بے حد خوش الحاں اور فصیح اللسان انساں تھے۔ آواز بہت صاف، واضح، دلنشیں اور شیریں تھی۔ عربوں کے لہجے میں پڑھتے اور خوب پڑھتے۔ قاری عبدالباسط عبدالصمد مصری رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ انہیں پسند تھا اور انہی کے انداز میں تلاوت فرماتے۔ اندازِ گفتگو سے بھی محسوس نہ ہوتا کہ آپ بلوچستان کے باشندے ہیں۔ محافلِ حسنِ قرأت میں تشریف لے جاتے، سامعین آپ کی

Marfat.com

تلاوت کے دوران دم بخود ہو جاتے۔

قاری عبد الباسط مرحوم سے شاید محبت کا کرشمہ تھا کہ اپنے بڑے صاحبزادے کا نام "عبد الباسط" رکھا۔ آپ کے بیشتر تلامذہ بھی آپ کی نقل کرتے ہیں اور جہاں جہاں تلاوت کرتے ہیں محفل لوٹ کے لے آتے ہیں۔

وصال

۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء کوہ وڈھ ضلع خضدار (بلوچستان) میں آپ کا وصال ہوا۔ منتخب کردہ قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ دُعا ہے کہ قرآنِ پاک کا بے لوث خادم اپنے ربّ تعالیٰ جل جلالہ کے کلام کے صدقے اور حبیب دلربا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے تصدق سے جنت الفردوس کی بہاریں لُوٹے۔ مہربان مولیٰ ان کی تربت پر رحمتوں کی بارش فرمائے۔ اُن کے مشن میں مگن تلامذہ کو کامرانی بخشے۔ (آمین) [1]

۱۔ اس مضمون کی تیاری میں سب سے زیادہ معلومات آپ کے نامور فرزند روحانی سرمایۂ اہلسنت قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی اور فرزند حقیقی قاری مولوی عبد الباسط کے ذریعہ میسر آئیں۔ ملاقات کے دوران صاحبزادہ قاری محمد طاہر شجاع آبادی ہمراہ تھے۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

زینت القرأ حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی علیہ رحمۃ الباری

ماخوذ از کتاب ''ذکرِ لطیف'' مرتب: ابوعمار محمد صحبت خان کوہاٹی

اُستاذ القراء قاری غلام حسین شجاع آبادی بن محمد بخش مرحوم یکم ستمبر ۱۹۳۴ء (۱۹۳۴-۹-۱) کو تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے موضع ''فتح بیلہ'' میں پیدا ہوئے۔ قومی شناختی کارڈ میں تاریخ پیدائش ۱۹۳۴-۹-۱ درج ہے۔ شناختی کارڈ کا نمبر ۹۷۴۷۹-۱۹۷-۳۴-۵۱۰ ہے۔ قاری صاحب بھائیوں میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ یہ ۵ بھائی ہیں۔ سب سے بڑے بھائی کا نام غلام رسول ہے۔ ان کے بعد محمد اسماعیل اور پھر قاری صاحب' ان کے بعد محمد عمر (فوج سے ریٹائرڈ) اور سب سے چھوٹے قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی ہیں۔ (موصوف کا مفصل تعارف آپ انہی صفحات پر ملاحظہ کرسکیں گے۔ انشاء اللہ)۔

تدریسی خدمات

قاری غلام حسین صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ امامت اور تدریس قرأت میں بسر ہوا۔ پی ٹی ایس (پولیس ٹریننگ سینٹر شہداد پور) کی مسجد میں امامت اور جامعہ حنفیہ شہداد پور میں بطور مدرس آپ نے خدمات انجام دیں۔ آپ کے اُستاذِ ذی وقار' شاطبیٔ وقت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۰ء میں اپنے نامور طلباء کی ایک فہرست مرتب فرمائی۔ اپنے ادارہ ''دارالعلوم القرآنیہ رحمانیہ

حیدرآباد" کے فاضل طلباء کے نام لکھے اور بتایا کہ یہ اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات پر قرآنِ پاک کی تعلیم میں مصروف ہیں۔ اس میں قاری صاحب کا نام دسویں نمبر پر ہے۔ نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں بھی آپ نے برسوں امامت کے فرائض انجام دیئے۔ جامع مسجد مصطفیٰ مہاجر کیمپ میں بھی امامت فرمائی۔ حیدرآباد قیام کے دوران جس مسجد میں آپ امام رہے حسنِ اتفاق سے اس کا نام بھی "مصطفیٰ" تھا۔

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی میں بطور مدرس آپ کا تقرر ۵ اگست ۱۹۶۸ء کو ہوا۔ یہ سلسلہ ۱۰ جون ۱۹۹۲ء تک جاری رہا۔ کم و بیش ۲۴ برس آپ نے شعبہ تجوید قرأت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ شعبۂ تعلیم القرآن (ناظرہ، حفظ، تجوید) کے آپ انچارج تھے۔ اس شعبہ کا داخلہ بھی آپ کی سفارش پر ہوتا۔ اساتذۂ کرام کا تقرر بھی آپ کی مشاورت پر ہوتا۔ آپ نے برسوں دارالعلوم کی جامع مسجد "سلیمانی" میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے تلامذہ نے آپ سے تجوید و قرأت کے نصاب کی تکمیل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ قاری عبدالقدوس (حال مقیم العین، متحدہ عرب امارات) قاری محمد الیاس (کراچی) قاری شاہجہاں، قاری روح الامین قریشی، حافظ سلطان محمود (کوہاٹ)، قاری محمد رفیق چشتی (آزاد کشمیر)، قاری محمد عبدالوہاب، قاری حافظ عبدالغفار (حال مقیم لندن)، قاری محمد اسحاق کشمیری، قاری محمد وزیر ہزاروی، قاری میاں محمد چشتی (ناظم دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ اعظم بستی کراچی)، علامہ سیّد عبد الرحمٰن بخاری (اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)، قاری عبدالشکور قادری (لندن)،

Marfat.com

قاری غلام مصطفیٰ ہزاروی (لندن)، قاری حافظ اختر محمود رضوی (لندن)، قاری منظور احمد شاکر (لندن)، قاری محمد حسین رضوی، خالد مقصود احمد (یمن)، مولانا خلیل الرحمٰن چشتی (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کراچی)، قاری محمد کفایت اللہ خان قریشی، حافظ عبد الجبار، حافظ محمد شیراز ہزاروی، مفتی قاضی حسن رضا، قاری عبد القیوم محمود، قاری تاج بہادر، حافظ محمد اسلم قادری (آسٹریلیا)، صوفی محمد افضل رضا، حافظ عنایت الٰہی (نجوال کینٹ، اٹک)، قاری احتشام الحق، سیّد غلام حسین شاہ (دی سٹی اسکول، کراچی)، حافظ طالب حسین اعوان (اسلام آباد)، مولوی محمد الیاس (گوجرانوالہ)، حافظ محمد عارف نقشبندی، قاری ممتاز حسین شجاع آبادی اور راقم الحروف۔

اندازِ تدریس

قاری صاحب تجوید وقرأت کے ماہر اساتذہ میں ایک تھے۔ کتب تجوید پڑھاتے وقت پہلے تقریر فرماتے، کسی لفظ کا مخرج بتاتے وقت یا اس کی صفات کا تعارف کراتے وقت وہ لفظ دہراتے۔ باقاعدہ دانتوں، تالو اور زبان پر ہاتھ رکھ کر اور کبھی طلباء کو سمجھاتے وقت اُن کے دانتوں پر اُنگلی رکھ کر الفاظ ادا کرتے۔ پوری پوری کلاس کو مشق کراتے۔ خوبصورت اور بلند آواز سے آیت کریمہ تلاوت فرماتے پھر طلباء بیک زبان اُسے دہراتے، کوئی آگے پیچھے رہ جاتا تو اپنی خیر مناتا۔ ایک ایک طالب علم سے حدر سنتے۔ میری طرح چھٹیاں زیادہ کرتے لیکن جو طالب علم کچھ روز بھی اُن سے پڑھ لیتا اُسے پڑھنا آجاتا۔

پڑھائی کے دوران سختی بہت کرتے، کبھی کبھی سزا میں تجاوز بھی کر جاتے۔ ایسا بھی ہوا کہ دور دراز سے آئے ہوئے طلباء آپ کی سختی کی تاب نہ لا سکے اور یہ

لائن ہی چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اُستاذِ گرامی کی سختیوں والی لغزشوں کو اپنے فضل سے معاف فرمائے۔ البتہ سینکڑوں لوگوں نے اس سختی سے فائدہ اُٹھایا۔ آج وہ کہیں مدرس ہیں، کہیں امام ہیں، کہیں ٹیچر ہیں، کہیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے مستقل قاری ہیں۔ اور یہ سب اُن کا صدقۂ جاریہ ہے۔ کھانے کھلانے کے شوقین تھے یہ سلسلہ دورانِ تدریس بھی چلتا رہتا۔

اپنے اساتذۂ کرام کا ادب واحترام

اپنے وقت کے اکابر اساتذۂ فن میں قاری محمد طفیل نقشبندی اور قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی (رحمہما اللہ الباری) کا والہانہ ذکر فرماتے۔ جب ہم پڑھتے تھے، یہ دونوں ہستیاں الحمدللہ باحیات تھیں۔ جب کبھی ان کا ذکر خیر آیا۔ آپ نے پورے ادب سے پورے نام مع القاب ان کا ذکرِ جمیل کیا اور اگر کبھی خوش قسمتی سے یہ تشریف لاتے تو گورنر کی پرواہ نہ کرنے والے قاری غلام حسین ان کی نعلین سیدھے کرنے میں بے تاب دکھائی دیئے۔ جھک کر سلام کرنے میں دیر نہ فرمائی۔ غالباً ۱۹۷۶ء کا زمانہ تھا۔ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی عمارت ازسرِ نوتعمیر ہو رہی تھی۔ ہم علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی کے مکان کے ایک کمرہ میں فرشی نشست پر پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص تشریف لایا۔ قاری صاحب اچانک کپڑے سمیٹے "السلام علیکم" کہتے بے تابانہ اُٹھے، آگے بڑھے، جھکے، بغلگیر ہوئے۔ اپنی نشست گاہ کو درست کیا۔ "اُستاذ جی تشریف رکھیں۔" کی التجا کی اور دو زانوں ہو کر اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ حال احوال پوچھا۔ خاطر مدارات کی۔ ہم حیران کہ یہ سادہ مگر دلربا انسان کون ہے؟ پتہ چلا یہ اپنے فن کے ماہر، اہلسنت کا سرمایہ اُستاذ القرأ حضرت قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی ہیں۔ جو وڈھ (بلوچستان) سے تشریف

Marfat.com

لائے ہیں اور قبلہ قاری صاحب کے اُستاذ گرامی ہیں۔

قاری صاحب کی شخصیت کا امتیاز: قدرتی رعب و دبدبہ

قاری غلام حسین شجاع آبادی علیہ رحمۃ الباری مضبوط اور توانا جسم و جاں کے مالک بہت بارعب شخصیت تھے، اُن سے ملنے والا اور اُن سے گفتگو کرنے والا اُن کے قدرتی رعب و دبدبہ سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ قدرت نے انہیں بلند قامت اور بلند آواز پیدا کیا۔ بال گھنگریالے، رنگ سیاہ، خوبصورت گھنی داڑھی، رعب دار مونچھیں ریش مبارک سے ملی ہوئی، ہونٹ اور زباں موٹی لیکن اس میں بلا کی حلاوت و شیرینی، مضبوط بازو اور پختہ جسم اُن کی شخصیت کو بھری بزم میں نکھارتا اور اُبھارتا نظر آتا۔ طلباء جس عمر کے بھی ہوں اُن کے نام سے لرزاں رہتے۔ اُن کی ایک آواز پر سارا مدرسہ ساکت و جامد ہو جاتا، اُن کی آمد کا سن کر شریر ترین طلباء بھی پلڑوں کی اوٹ میں، ہال کے کونوں میں اور رضائیوں میں چھپنے پر مجبور ہوتے۔

مہربان خدا نے انہیں عجب بارعب شخصیت کا مالک بنایا تھا۔ کوئی طالب علم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُن سے بات کرنے کی ہمت نہ کر پاتا۔ کوئی درخواست پیش کرنے والا یا کوئی مدعا بیان کرنے والا طالب علم سو بار سوچتا۔

سادگی اور عاجزی

بلاشبہ قاری صاحب اپنی شکل و صورت اور اپنی آواز و ادا سے بے حد بارعب انسان تھے۔ بایں ہمہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ کے عاجز بندے بھی تھے۔ مجھے یاد ہے ہمارے ایک ساتھی اُن کے عزیز شاگرد قاری محمد اسحاق کشمیری اجازت لینے آئے۔ عرض کیا، میں سلسلۂ تدریس چھوڑ کر فلاں ملک کام سے جا رہا ہوں۔ فرمایا:

Marfat.com

"مجھے دیکھو! میرے ہونٹ موٹے ہیں' میرا رنگ کالا ہے'
میری زباں بھی موٹی ہے۔ میں دنیوی تعلیم سے بھی اناڑی
ہوں لیکن مجھے اللہ کا کلام پڑھنا اور پڑھانا آتا ہے۔ اور اس
پاک کلام کا صدقہ ہے کہ میرے گھر میں دنیا جہاں کی ہر
نعمت موجود ہے۔ تم جہاں جانا چاہتے ہو' جاؤ مگر قرآنِ
پاک کی خدمت نہ چھوڑنا۔"

اولاد

کریم اور قدیر خدا نے قاری صاحب علیہ الرحمۃ کو دو صاحبزادیاں اور ۵ صاحبزادے عطا فرمائے۔ سب سے پہلے بیٹی کی نعمت سے نوازا۔ قاری صاحب ربّ تعالیٰ کی اس نعمت اور رحمت پہ بے حد مسرور تھے۔ میں دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں پڑھتا تھا جب آپ کو صاحبزادی کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو بہت خوش ہوئے۔ ازاں بعد یہی صاحبزادی علوم دینی و دنیاوی کے زیور سے آراستہ ہوئی۔ آپ کے عزیز اور شاگرد جامعہ ابوذر گلستانِ جوہر کے ناظم قاری محمد عمران شجاع آبادی سے آپ کا عقد ہوا۔ بحمدہٖ تعالیٰ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ صاحب اولاد ہیں اور خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قاری صاحب کے وصال کے بعد شادی ہوئی۔ یہ صاحبزادی بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہیں' ان کے بعد محمد طاہر' محمد ناصر' محمد شاہد حسین' ان کی ہمشیرہ' پھر محمد زاہد' محمد زبیر اور محمد عمیر پیدا ہوئے۔ محمد ناصر ۱۸ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اس دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

قاری صاحب کے بڑے صاحبزادے قاری حافظ محمد طاہر شجاع آبادی' اپنے عظیم والد کے مشن کی تکمیل میں سرگرداں ہیں۔ آپ کا بہترین صدقۂ جاریہ

Marfat.com

ہیں، پڑھنے میں، پڑھانے میں، بولنے میں، چال ڈھال میں، انداز و آواز میں اپنے والدِ گرامی کی نشانی ہیں۔ "قمر الاسلام" کی تاریخ حفظ کے مایۂ ناز اُستاذِ حفظ بے شمار حفاظ کے اُستاذ، قاری محمد کفایت اللہ خان قریشی کی محنتوں، نرمیوں اور سختیوں، کوششوں اور کاوشوں اور خود قاری صاحب علیہ الرحمۃ کی تمناؤں اور خواہشوں سے صاحبزادہ محمد طاہر حافظِ قرآن ہوئے تو ایک شاندار، پُر وقار اور یادگار "تقریب تکمیل حفظِ قرآن" کا اہتمام کیا گیا۔ اُس روز اُستاذِ گرامی کی خوشی دیدنی تھی، راقم کو یاد ہے جب آپ سے اظہار خیال کی درخواست کی گئی تو اشکبار آنکھوں سے اشارہ کیا گویا بتا رہے ہوں، فرطِ مسرت سے کچھ کہہ نہ سکوں گا۔ چنانچہ راقم نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تقریب "قمر الاسلام" کی مسجد میں منعقد ہوئی تھی اور اس میں بانی و ناظم اعلیٰ سیّد ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی سمیت اساتذہ، طلباء، کارکنان سب ہی شریکِ بزم تھے۔ مہتمم علامہ ابوالازہر سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی نے عالمانہ خطاب بھی فرمایا۔ شاعرِ اہلسنّت مولانا نذر محمد راہیؔ دامت برکاتہم نے اس موقع پر ایک منقبت لکھی اور پڑھی، اُستاذِ گرامی نے اسے کتابت کرایا، خوبصورت فریم میں بند کرایا اور اپنے کمرے میں سجایا۔ اس منقبت کا مطلع اور مقطع ملاحظہ ہو ۔

یہ حفظ کی دولت ہو مبارک تمہیں طاہر ۔۔۔ اللہ کی یہ رحمت ہو مبارک تمہیں طاہر
مقبول دُعا ہو یہ راہیؔ کی الٰہی ۔۔۔ قرآن کی خدمت ہو مبارک تمہیں طاہر

قاری محمد طاہر شجاع آبادی نے اپنے والد محترم علیہ الرحمۃ کے علاوہ اپنے عم مکرم، اہلسنّت و جماعت کے قابل فخر اُستاذِ قرأت، مشہور زمانہ "رحمانی قاعدہ" کے مؤلفِ محتشم، جامع مسجد مدینہ بکرا پیڑی کے خطیب، اُستاذ القرأ قاری عبدالرحمٰن

Marfat.com

شجاع آبادی اور خیر القراء' ہالینڈ میں مصروفِ عمل نامور اُستاذِ فن قاری خیر محمد چشتی سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ جامعہ اسلامیہ معارف القرآن کشمیر کالونی میں درسِ نظامی کے اسباق علامہ مفتی خالد محمود خالد' علامہ حافظ اللہ بخش اویسی اور مولانا محمد ریاض سعید دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھے۔

قاری محمد طاہر شجاع آبادی' سنی جماعت القراء پاکستان کے ''کل سندھ مقابلۂ حسنِ قرأت'' کے فاتح ہیں۔ اس برکت سے حرمین شریفین کے کہر بار سفر سے شادکام ہوئے۔ بحمدہٖ تعالیٰ قومی مقابلہ جیتنے کے بعد عالمی مقابلہ کے لئے ملائشیا میں شرکت کی اور دوسری پوزیشن کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ بہت عمدہ اور دلآویز تلاوت کرتے ہیں۔ پڑھتے وقت والدِ گرامی علیہ رحمۃ الباری کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ انداز و آواز میں ان کی جھلک دکھائی دیتے ہیں۔ ان دنوں دعوت و سنت کی عالمی تنظیم ''دعوتِ اسلامی'' کے مرکز ''فیضانِ مدینہ'' پرانی سبزی منڈی کراچی میں تجوید و قرأت کے اُستاذ ہیں۔ اپنے عمِ محترم کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی ہے۔ فیاضِ قدرت نے انہیں صاحبزادی سے نوازا ہے۔ یاد رہے کہ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام بچوں اور بچیوں کی شادی آپکے وصال کے بعد ہوئی۔ صاحبزادہ محمد طاہر کی والدۂ ماجدہ نے اپنے شوہر نامدار کے وصال کے بعد باپ بن کر بچوں کو پالا' پڑھایا' بڑھایا' بنایا اور سنوارا۔ الحمد للہ آج گلشنِ شجاع آباد' آباد و شاد ہے۔ اللہ کریم اس چمن کو بہاریں عطا کرے۔ (آمین)

صاحبزادہ محمد طاہر بڑے بھائی ہونے کے ناطے اپنی تمام ذمہ داریاں نبھانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اپنی والدۂ ماجدہ کے حکم کے مطابق امور چلاتے ہیں۔ میری دُعا ہے میرے اُستاذِ کبیر کا یہ نامور جانشیں اپنی ماں کی دُعاؤں کے سائے میں سدا کامراں رہے۔ (آمین)

Marfat.com

وصال پر ملال

(ذاتی ڈائری کا ورق)

۲۶ جنوری ۱۹۹۴ء

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی کے شعبۂ تجوید کے بانی انچارج اور اُستاذ، ادارہ معارف القرآن کے معاون مدرس، اُستاذ القراء اُستاذی المکرم حضرت قاری غلام حسین صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد آج علی الصباح ساڑھے سات بجے جناح ہسپتال کے شعبۂ امراضِ قلب میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون○

وقت آخر اُن کے اہل خانہ اور صاحبزادوں میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا ہاں اُن کے بڑے بھائی غلام رسول صاحب اور ان کا ایک عزیز محمد نواز وقت جدائی اُن کے ہمراہ تھا۔ سنا ہے ان کا بڑا صاحبزادہ حافظ محمد طاہر اُن کی زندگی کا آخری ناشتہ لے کر جوں ہی ہسپتال پہنچا اُن کے عظیم والد گرامی اس بے وفا دنیا سے منہ موڑ کر اپنے قادر و رحیم خدا کے حضور جا چکے تھے۔ سیکورٹی گارڈ نے جانے کی اجازت نہ دی۔ محمد طاہر سیڑھیاں چڑھ کر اُن کے کمرے تک پہنچا' بس چند سیکنڈ پہلے وہ ربّ تعالیٰ سے جا ملے۔

مجھے ۲ بج کر ۵ منٹ پر یہ دردناک اور دل گداز خبر ملی اور میں پنجاب کالونی پہنچا تو نمازِ جنازہ کے لئے صفیں بنائی جا رہی تھیں۔ میں نے وضو کیا' نمازِ

Marfat.com

جنازہ ادا کی، دیدار کیا اور جلوسِ جنازہ کے ساتھ گزری قبرستان آیا۔ نمازِ جنازہ اُن کے چھوٹے بھائی زینت القرأ قاری عبدالرحمٰن صاحب شجاع آبادی نے پڑھائی۔ فخرِ اہلسنت علامہ سیّد شاہ تراب الحق صاحب قادری نے دُعا فرمائی۔ برادرم قاری میاں محمد صاحب نے نماز جنازہ سے قبل صفیں گنیں اور بتایا کہ نو صفوں میں لوگ کھڑے ہیں۔ جنازے میں علماء کی بڑی تعداد موجود تھی۔ عین اُس لمحے جب اُستاذی المکرم کا جنازہ اُٹھایا گیا، آسماں بھی رویا اور بارانِ رحمت اُس وقت تک برستی رہی جب تک جنازے کا جلوس اُن کے گھر کے نزدیک دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ نہیں پہنچ گیا۔

ہم شہرِ خاموشاں پہنچے تو قبر کھودی جا رہی تھی۔ یہ تین بجے کا وقت ہوگا۔ تدفین ۵ بجے کے قریب ممکن ہو سکی۔ کچھ لوگ گرچہ چلے گئے۔ لیکن ان کے عزیز و اقارب اور شاگردوں کی بڑی تعداد آخر تک موجود رہی۔ حاجی محمد یار سعیدی صاحب نے تدفین کے مرحلوں میں خوب ساتھ دیا۔ جسد خاکی قبر میں اُتارا گیا تو میری آنکھیں چھلک پڑیں پھر جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی، پھولوں کے ہار چڑھا کر لوگ جانے لگے تو قبر کے سرہانے حافظ ممتاز حسین شجاع آبادی نے اذان کہی۔ میں کھڑا استتار رہا اور پھر میری آنکھیں اپنے مہربان، اپنے محسن اور اپنے بڑے اُستاذ کی جدائی میں رو پڑیں۔ برادرم خلیل الرحمٰن چشتی نے مجھے چلنے کے لئے کہا لیکن میرا دل چاہ رہا تھا کوئی نہ روکے اور میں تھوڑی دیر اور اشکبار رہوں۔ سورج غروب ہونے میں ابھی زیادہ دیر نہ تھی اور میں بوجھل قدموں سے چل کر بس (میت گاڑی) میں آ بیٹھا۔ پنجاب کالونی اُترا اور اُستاذ مولانا محمد ریاض صاحب سعید از راہِ نوازش مجھے میری رہائش قیوم آباد لے آئے۔

Marfat.com

حضرت قاری صاحب ایک عرصہ سے کئی بیماریوں کے علاوہ دل کے مرض میں بھی مبتلا تھے۔ میری زندگی کی آخری ملاقات اُستاذی المکرّم علامہ حافظ اللہ بخش صاحب اُویسی مدظلہ کے ہمراہ ماہِ رواں کی ۸ تاریخ کو ہفتہ کے روز اُن کے درِ اقدس پہ ہوئی۔ اُن کے پاؤں سوجھے ہوئے تھے' اُنہیں سانس کی بھی تکلیف تھی لیکن ۳ جنوری والی دل گداز حالت نہ تھی اور مجھے محسوس ہوا کہ اب وہ قدرِ بہتر ہیں۔ اب پتہ چلا کہ قدرت نے اُن کے لئے ۲۶ جنوری بدھ کا دن متعین کیا ہوا تھا۔ اُن کے وصال سے تجوید و قرأت کا ایک دور ختم ہو گیا۔ گویا دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی تاریخ تجوید کا ایک مستقل باب بند ہو گیا۔

رحمٰن و رحیم خدا میرے اُستاذِ محترم پر اپنی بے پایاں رحمتوں کا نزول فرمائے' ان کی نیکیوں کا انہیں وافر اجر دے' ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے' ان کے لواحقین کو صبر کی ہمت دے۔ (آمین ثم آمین)

اشکبار و سوگوار

محمد صحبت خان کوہاٹی

آخری آرام گاہ

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں گزری قبرستان ہے۔ یہاں ''قمر الاسلام'' کے بانیان کے کئی افراد آسودۂ خاک ہیں۔ بانی قمر الاسلام سیّد ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی کی رفیقۂ حیات (سیّد معین الدین شاہ ہمدانی اور سیّد فخر الدین شاہ ہمدانی کی والدۂ ماجدہ) علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی کی والدۂ محترمہ' اُن کے برادرِ عزیز سیّد عابد علی شاہ ہمدانی' اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ یاد رہے کہ اسی قبرستان میں جہاں کئی جرنل' کرنل' ادیب' شاعر' عالم' حافظ' قاری آرام فرما ہیں۔ ایک قبر نور جہاں کی

Marfat.com

بھی ہے۔ جامع مسجد بابِ رحمت (ٹرسٹ) چوہدری خلیق الزماں کالونی (جہاں میں خطابت کے فرائض انجام دیتا ہوں) کے بے شمار بزرگ اور دوست یہاں مدفون ہیں۔ قبلہ قاری صاحب کے جواں سال صاحبزادے محمد ناصر مرحوم کی قبر بھی یہاں ہے۔

قاری صاحب علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق آپ کی تدفین کراچی کے اسی قبرستان میں ہوئی۔ پندرہویں شعبان المعظم کو میں آپ کی قبر انور پر فاتحہ شریف اور دُعائے بلندیٔ درجات کے لئے حاضر ہوا۔ میرا عزیز دوست حافظ افتخار احمد ہزاروی میرے ساتھ تھا۔ میں پہنچا تو آپ کا صاحبزادہ محمد شاہد حسین اپنے عظیم والد کی قبر پر دُعا مانگ رہا تھا۔

کبھی کبھی اس قبرستان آنا ہوتا ہے یا یہاں کی شاہراؤں سے گزرنا ہوتا ہے تو اُستاذِ کبیر بہت یاد آتے ہیں۔ میں نے تو اُن کے وصال کے بعد خواب میں کئی بار زیارت کی اور جامع مسجد بابِ رحمت کے اجتماعات میں جب کبھی آپ کا ذکرِ خیر آیا۔ آپ کے بلندیٔ درجات کی دُعائیں لبوں پہ مچل گئیں۔

Marfat.com

زینت القرأ قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی

ماخوذ از کتاب ''ذکرِ لطیف'' مرتب: ابوعمار محمد صحبت خان کوہاٹی

زمانۂ طالب علمی میں جب فنِ تجوید وقرأت سے واقفیت ہوئی تو مختلف محافلِ حسنِ قرأت میں جن بلند پایۂ قرأ کرام کی خوش الحاں تلاوتِ قرآن نے متاثر کیا اُن میں اُستاذ القرأ قاری محمد طفیل نقشبندی، اُستاذ گرامی قاری غلام حسین شجاع آبادی، قاری خیر محمد صاحب چشتی وغیرہ سرفہرست ہیں۔ اُستاذ گرامی قاری غلام حسین صاحب شجاع آبادی مادرعلمی دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں شعبہ تعلیم القرآن کے انچارج تھے اور اکثر اپنے دو محسن اساتذہ کا ذکر عقیدت ومحبت سے فرماتے۔ ایک قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی اور دوسرے قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی (رحمہما اللہ الباری) ان دنوں شہر کراچی میں جو قرأ مدارس اہلسنّت میں شہرت رکھتے تھے اُن میں اُستاذِ گرامی کے علاوہ قاری خیر محمد صاحب چشتی، قاری محمد عبداللطیف امجد، قاری غلام رسول قادری اور قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ اسی دوران پتہ چلا یہ سب اُستاذ بھائی ہیں اور قاری محمد طفیل نقشبندی وقاری عبدالرحمٰن بلوچستانی کے شاگرد ہیں۔ آج ہم اسی گلشن کے ایک تر وتازہ پھول قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی کے تذکرۂ حسین کی سعادت پاتے ہیں۔

قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی ۱۹۵۰ء میں موضع فتح بیلہ، تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان (پنجاب) میں محمد بخش (مرحوم) کے گھر پیدا ہوئے۔ فتح بیلہ، شجاع آباد

سے چند میل کے فاصلہ پر واقع بستی ہے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ ناظرہ قرآن والد گرامی محمد بخش صاحب سے پڑھا اور اسی فتح بیلہ میں پرائمری تک اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں مزید تعلیم کے لیے مدینۃ الاولیاء ملتان شریف کا رُخ کیا۔ اُس زمانہ میں غزالئ زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے اوّلیں شاگرد اور مدرسہ عربیہ انوار العلوم کے پہلے دورۂ حدیث میں شریک طالب علم سیّد قاری غلام جیلانی شاہ صاحب مسجد حافظ لقمان والی بیرون حرم گیٹ ملتان میں طلباء کو حفظ کراتے تھے۔ نو وارد قاری عبد الرحمٰن نے رحمان جل جلالہ کے کلام کے حفظ کے لئے آپ کے درس میں داخلہ لیا۔ اُستاذ العلماء قاری سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب حافظ و قاری ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مدرس اور عالم بھی تھے اور آپ کا کمال تھا کہ حفظ بھی کراتے اور درس نظامی کی کتابیں بھی پڑھاتے۔

ازاں بعد مدرسہ عربیہ انوار العلوم میں اپنے وقت کے مایۂ ناز اُستاذِ قرأت' اُستاذ القرأ حضرت قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کیے۔ قاری صاحب غزالئ زماں کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی۔ معلم بھی تھے اور مربی بھی' قاری بھی تھے اور عالم بھی' عبادت گزار بھی تھے اور تہجد گزار بھی' قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی نے اپنے ہم نام اُستاذِ ذی شان سے خوب خوب استفادہ کیا۔ فن تجوید کی کتب جمال القرآن' فوائد مکیہ اور جزری سب ہی اُن سے پڑھیں۔ پھر اپنے علم و فن کو مزید جلا بخشنے کے لئے شاطبیٔ وقت اُستاذ القرأ' بابائے قرأت قاری محمد طفیل نقشبندی کی بارگاہ میں حیدر آباد سندھ کے مدرسہ رکن الاسلام مجددیہ آزاد میدان میں حاضر ہوئے۔ جزری کے اشعار دہرائے' حدر سنائی' مشق

کی۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ تقریباً دو سال آپ حیدرآباد رہے مگر طبیعت شاد و آباد نہ رہ سکی۔ پانی راس نہ آیا۔ اُستاذ گرامی سے عرض کیا' میں لاہور جانا چاہتا ہوں۔ کسی واقف کار کے نام چٹھی لکھ دیں۔ آپ نے کمال شفقت سے اجازت بھی مرحمت فرمائی اور رقعہ بھی لکھ دیا۔

جامعہ تحفیظ القرآن عقب مسجد وزیر خان لاہور کے مہتمم قاری عبدالرحمٰن لاہوری (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام اُستاذ گرامی نے رقعہ لکھ دیا۔ آپ نے اپنے ہم نام اُستاذِ ذی اکرام کو منزل سنائی اور ظہر کے بعد آپ کے حکم پر درجہ حفظ کے طلباء کو مشق بھی کرائی۔ اور تجوید القرآن کے سربراہ رئیس المجودین قاری اظہار احمد صاحب سے استفادہ کیا۔ یہ غالباً ۱۹۶۷ء کے شب و روز تھے۔ آپ نے تجوید کے ساتھ ساتھ اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے جامعہ غوث العلوم بیرون دہلی گیٹ درس نظامی کی کتب پڑھیں۔

اس زمانہ میں داتا دربار پر ہر جمعرات کو بعد عصر جلسہ منعقد ہوتا۔ خطیب لاہور علامہ الٰہی بخش لاہور والے خطاب فرماتے۔ قاری صاحب کی تلاوت ہوتی' سامعین خوش الحانی کو خوب سراہتے' بڑے نوٹ ملتے۔ یہی وہ دور ہے جب ''قمر الاسلام'' کے بانی سیّد ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی اٹک کے ایک دینی ادارہ میں آپ کو بطور مدرس لے جانے کے لئے لاہور آئے مگر آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں ابھی زیرِ تعلیم ہوں۔ چنانچہ آپ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۱ء تک لاہور میں رہے۔

قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی جن دنوں فن تجوید کے مایۂ ناز اساتذہ سے اکتسابِ فیض کر رہے تھے۔ اُس دوران شائقین کو پڑھانے کا فریضہ بھی انجام دے رہے تھے۔ پھر ایک وقت آیا وہ کراچی تشریف لے آئے۔ یہ غالباً ۱۹۷۲ء کی

بات ہے۔

بکرا پیڑی کی سب سے بڑی ''جامع مسجد مدینہ'' میں گزشتہ ۳۱ سالوں سے قاری صاحب امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مہربان خدا نے اُن کی آواز میں درد و سوز کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے وہ جہری نمازوں میں جب تلاوت فرماتے ہیں تو سننے والا مسرور اور مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک روز عشاء کی نماز میں جب انہوں نے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی تو مجھے اُن کی اقتداء میں یہ نمازِ عشاء ادا کرتے وقت دلی سکون دے گئی۔

قاری صاحب کے اکلوتے صاحبزادے کا نام محمد راشد ہے۔ پروردگار نے انہیں صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ اُن کی پہلی رفیقہ حیات عرصہ ہوا اس دُنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ربّ ذوالجلال اُن کی مغفرتِ کاملہ فرمائے۔ ۱۹۹۷ء میں قاری صاحب نے اولاد کی تربیت کی خاطر دوسری شادی کی۔

قاری صاحب کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ''دعوتِ اسلامی'' کی پوری کی پوری کلاسیں اُن کی شاگردی کا اعزاز پاتی ہیں۔ امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کے صاحبزادے محمد بلال رضا قادری اور محمد عبید رضا قادری آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی اور جامعہ اسلامیہ معارف القرآن کشمیر کالونی کراچی میں وہ برسوں تجوید و قرأت پڑھاتے رہے۔ اُن کے نامور تلامذہ میں قاری محمد طاہر' قاری محمد حسین رضوی' قاری محمد عمران' قاری محمد افضل' قاری غلام یٰسین' قاری ممتاز حسین' قاری منیر احمد' قاری محمد ظفر' قاری عبدالمجید زیادہ نمایاں ہیں۔

زینت القرأ قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی مدظلہ العالی' میرے اُستاذِ

Marfat.com

ذی شان اُستاذِ القراٗ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ عزیز ہیں۔ مہربان قدرت نے دونوں بھائیوں کو خوش الحانی سے نوازا۔ کسی محفل میں کسی نے تلاوتِ کلامِ پاک سنی یا ان کی اقتداء میں جہری نماز پڑھی اُسے سکون و سرور کی دولت مل گئی۔

قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی کئی مقابلہ ہائے حسنِ قرأت کے فاتح ہیں۔ قائدِ ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سمیت کئی مقتدر شخصیات سے انعامات و اعزازات حاصل کر چکے ہیں۔ زمانۂ طالب علمی میں جب آپ محافلِ حسن قرأت میں تلاوت کرتے تو سامعین پر وجد طاری کر دیتے۔

قاری صاحب کا لازوال اور بے مثال کارنامہ ''رحمانی قاعدہ'' آپ کے لئے صدقۂ جاریہ اور آپ کے لئے بلندیٔ مراتب کا وسیلہ ہے۔ یہ بہترین ''قاعدہ'' گزشتہ ۲۸ سالوں سے مساجد، مکاتب اور مدارس میں مروج ہے۔ دنیا بھر میں پڑھا اور پڑھایا جانے والا ''رحمانی قاعدہ'' ۴۰ سے زائد اشاعتی اداروں کا ذریعہ روزگار بھی ہے۔ جرمنی کی ایک تنظیم نے بھی اسے شائع کیا ہے۔ ملک بھر کے مدارس اہلسنّت تو اسی قاعدے کو ترجیح دیتے ہیں۔ دُنیا کے مختلف ممالک میں یہ پڑھایا جاتا ہے۔ بلامبالغہ لاکھوں بچے اور بچیاں اسے روز پڑھتی ہیں اور مؤلف کے نامۂ اعمال میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔ راقم نے ایک مضمون۔ ''زینت القراء قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی اور بارگاہِ رحمٰن میں رحمانی قاعدہ کی پذیرائی'' کے عنوان سے لکھا ہے۔ انشاء اللہ ''ماہنامہ کاروانِ قمر'' کی قریبی اشاعت میں آپ یہ مفصل تحریر ملاحظہ کر سکیں گے۔ اس وقت ہم انہی مختصر احوال پر اکتفا کرتے ہیں۔

Marfat.com

میری دلی دُعا ہے کہ ربّ کریم جل جلالہ اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے طفیل، قاری صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ ان کا فیض عام فرمائے۔ ان کی عمر میں، علم میں، عمل میں، عزتوں اور عظمتوں میں برکتیں اور وسعتیں، عطا فرمائے۔ بفضل سبحان اُن کا خاندان شاداں وفرحاں رہے۔ (آمین)

Marfat.com

خیر القرأ قاری خیر محمد چشتی الازہری

مہاروی حفظ اللہ الباری

ماخوذ از: ''ذکر لطیف'' مرتب: ابو عمار محمد صحبت خان کوہاٹی

''خیر القراء قاری خیر محمد چشتی الازہری بن نور محمد (مرحوم و مغفور) ۶ جنوری ۱۹۴۶ء کو ضلع مظفر آباد صوبہ پنجاب کی بستی ''شریف چھجڑہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے برادرِ کبیر قاری حافظ اللہ دتہ چشتی حفظ اللہ الباری نے مدینۃ الاولیاء میں نامور روحانی بزرگ حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر منت مانی تھی۔ بارِ الٰہ! میرا بھائی کوئی نہیں رہا' بھائی عطا فرما' ہم اُسے خادم دین بنائیں گے' حافظ قرآن بنائیں گے' بابرکت مقام پر مانی ہوئی منت اور مانگی ہوئی دُعا قبول ہوئی۔ کریم اور قدیر خدا جل وعلا نے کچھ ہی عرصہ بعد بھائی کی نعمت بخش دی۔ خود ہی نام تجویز کیا ''خیر محمد۔'' اللہ جانے اس نام میں کیا کیا خیر پنہاں تھی۔ ربّ کریم نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے نام کے صدقے نوخیز ''خیر محمد'' کو اپنے دین کا خادم بھی بنایا۔ اپنے کلام کی خدمت کے لیے بھی چن لیا۔ آج بھی ہالینڈ کی سرزمین پر ''جامعہ مدینۃ الاسلام'' کی فضائیں اُن کی آواز سے معطر و معنبر ہیں۔'' (۱)

''والد گرامی نور محمد' کھیتوں کو ایک روز پانی دینے گئے' رمضان المبارک

Marfat.com

کے آخری شب و روز تھے۔ کپاس کے کھیت سیراب کرتے سانپ نے ڈس لیا' چند روز بستر علالت پر رہے پھر خالق حقیقی سے جا ملے۔ بڑے بھائی نے تعلیم و تربیت اور کفالت کا ذمہ اُٹھایا اور ہونہار بھائی ایک روز ساری دنیا میں عزت و احترام حاصل کر گیا۔" (۲)

"قاری خیر محمد چشتی نے ۱۳ سال کی عمر میں ۱۹۵۸ء کے اواخر میں حفظ قرآن اپنے ہی گاؤں کے قریب چھوٹی سی بستی میں مکمل کیا۔ ۱۹۵۹ء میں ملتان آ گئے۔ یہاں اُن دنوں قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ تجوید و قرأت کے شائقین کو سیراب فرما رہے تھے۔ اُن کی محنتوں اور مہارتوں کا' اُن کی شفقتوں اور عنایتوں کا اور اُن کے ذوق و شوق کا چرچا تھا۔ آپ نے اُن کی بارگاہ میں قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھا۔ یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ملتان سے لاہور تشریف لائے' یہاں صرف و نحو کی تعلیم پائی۔ ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء کو قسمت کراچی لے آئی اور پھر برسوں ایک جہاں آپ کے طفیل انوارِ قرآن سے منور ہوا............" (۳)

"قاری خیر محمد چشتی صاحب اہل سنت و جماعت کے مایۂ ناز قرأ میں ایک ہیں۔ بے حد محنتی اور مخلص اُستاذِ قرأت کے طور پر آپ کا بڑا نام اور احترام ہے۔ اہل سنت کی قدیم و عظیم دینی درس گاہ "دارالعلوم امجدیہ" میں برسوں آپ نے شعبۂ تجوید و قرأت میں خدمات انجام دیں ...... ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے سینکڑوں طلباء نے آپ سے اکتسابِ فن کیا۔ آپ کے تلامذہ کا شمار نہیں۔ فضل ربّ یہ ہے کہ آپ کے بہت سے شاگرد مرکزی درس گاہوں میں اساتذۂ قرأت کے طور پر مصروف عمل ہیں ...." (۴)

اُن کے تلامذہ میں سے چند معروف نام یہ ہیں:

۱۔ قاری محمد بشیر چشتی' مدرس شعبۂ تجوید و قرأت' معارف القرآن' اختر

Marfat.com

کالونی' کراچی۔

۲۔ قاری محمد حکیم قادری' خطیب جامع مسجد' نجم النساء' گل بہار' پشاور۔

۳۔ صاحبزادہ محمد انس نورانی اور۔

۴۔ صاحبزادہ محمد اویس نورانی' شہزادگان قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی نور اللہ مرقدہٗ۔

۵۔ قاری محمد عبد القیوم محمود (فاضل سبعہ عشرہ قرأت) ناظم اعلیٰ' دار العلوم حنفیہ غوثیہ PECHS سوسائٹی' کراچی۔

۶۔ قاری مرید حسین باروی۔

۷۔ قاری غلام حسن الحسنی (فاضل سبعہ عشرہ قرأت) اُستاذ فیضانِ مدینہ و جامعہ محمدیہ زینت الاسلام گلشن اقبال' کراچی۔

۸۔ قاری محمد عنایت اللہ سیالوی' چیئرمین سنی جماعت القراء پاکستان۔

۹۔ قاری احمد نواز الحسنی۔

۱۰۔ قاری غلام یٰسین سعیدی' مدرس دار العلوم امجدیہ' کراچی۔

۱۱۔ قاری ممتاز احمد' مدرس' دار العلوم نعیمیہ' دستگیر سوسائٹی' کراچی۔

۱۲۔ قاری محمد امین حسنی شاہ والا۔

۱۳۔ قاری محمد جیلانی' مدرس جامعہ مدینۃ الاسلام ہالینڈ۔

''خیر القراء خیر محمد چشتی' پاکستان کے علاوہ مصر میں بھی اپنے فن کی تحصیل میں مشغول رہے ہیں۔ انگلینڈ سری لنکا میں قرآن حکیم سنانے اور ہالینڈ میں قرآن حکیم پڑھانے کا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔ جامعہ ازہر مصر کے اساتذۂ فن سے آپ نے اکتسابِ فیض کیا۔ پاکستان کے نامور اُستاذِ قرأت' اُستاذ القراء قاری عبد الرحمٰن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ کے نامی گرامی تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

Marfat.com

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تدریس کے علاوہ جامع مسجد امجدی میں امامت کے فرائض بھی آپ کے ذمہ رہے چنانچہ آپ جہری نمازوں میں ترتیب سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ''نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانا زیادہ مشکل اس لیے نہیں ہوتا کہ حفاظ تیز تیز پڑھتے ہیں اور پورا رکوع ختم کر کے رکوع کرتے ہیں مگر نمازوں میں ترتیل سے پڑھنا' پھر ہر نماز میں اسے یاد رکھنا خاصا مشکل مرحلہ ہے۔ قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس ذہانت' اس مہارت اور اس سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔'' (۵)

''آپ پورے قرآن پاک کو تدویر کے ساتھ پڑھا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ باب الاسلام مسجد کراچی میں محفل شبینہ کے لیے لوگ آپ کو لے کر گئے۔ آپ نے ایک سپارہ تلاوت فرمایا جسے سُن کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ۱۹۸۴ء میں یہ احقر (قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ) صوبائی مقابلۂ حسن قرأت کراچی میں شریک ہوا اور اوّل انعام حاصل کیا' تو صبح کے وقت جب آپ کے دولت کدے پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک طرف تو آپ قرآنِ کریم کے کیسٹ سُن کر جھوم رہے ہیں تو دوسری طرف خطاطی فرما رہے ہیں۔ نہایت درویشانہ مزاج کے حامل اور قرآن کریم سے عشق کرنے والے۔ ۲۰۰۷ء میں انگلینڈ تشریف لائے ہوئے تھے اور ماہ رمضان میں قرآنِ کریم سنا رہے تھے......'' (۶)

''جب اُستاد قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آ جاتے تو اُن کی خدمت کرنے میں مشغول ہو جاتے جب اپنی سند لے کر آپ مرحوم قاری عبد الباسط محمد عبد الصمد مصری کے پاس گئے اور تلاوت سنائی تو اُنہوں نے آپ کا ماتھا چوما اور سند پر دستخط فرمائے۔ جب مصر میں دوران تعلیم عظیم آواز اور لہجہ کے مالک ابو العینین شعیشع (مصری) کو تلاوت قرآن کریم سنائی تو شیخ آپ کو اپنے گھر لے

Marfat.com

گئے تو اضع فرمائی اور تحائف عنایت فرمائے۔" (۷)

"قاری خیر محمد چشتی مرکزی جماعت القراء پاکستان کے مرکزی رہنما کے طور پر بھی خدمات انجام دیتے رہے' محافلِ حسن قرأت میں آپ کی قرأت سُن کر ماہرین قرأت تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ کے برادرِ مکرم قاری اللہ دتہ چشتی صاحب نے ایک ملاقات میں راقم کو بتایا کہ:

"ایک محفل حسن قرأت میں عالم اسلام کے نامور قاری حضرت قاری غلام رسول (لاہور والے) نے آپ کی تلاوت سنی تو فرمایا۔ اگر یہ بچہ (قاری خیر محمد چشتی) ہمارے ساتھ کام کرے تو مخالفین کو ماند کر دیں گے۔"

شاید یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے اُستاذِ ذی احترام علیہ رحمتہ الرضوان ملتان سے جانے لگے تو اپنی جگہ "مدرسہ عربیہ انوار العلوم" میں اپنی مسند پر بٹھا گئے۔" (۸)

"قاری خیر محمد چشتی دامت برکاتہم العالیہ' حضرت خواجہ محمد غوث مہاروی (خواجہ کریم بخش مہاروی کے والد گرامی) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اس مناسبت سے چشتی اور مہاروی کہلاتے ہیں۔ الحمد للہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ سے شاد کام ہو چکے ہیں۔ ان دنوں ہالینڈ کے جامعہ مدینۃ الاسلام میں خدمات انجام دے رہے ہیں .... جب قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو آپ حبِّ قائد کے عملی ثبوت کے طور پر ہالینڈ سے کراچی آئے۔ نماز جنازہ میں شرکت کی۔ فاتحہ سوئم میں شریک ہوئے۔ باقاعدہ تلاوت فرمائی۔" (۹)

"اپنے اُستاذ گرامی کی طرح بہترین کاتب اور خوش نویس بھی ہیں۔ پاکستان کے نامور ماہر فن حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاح لیتے رہے۔

Marfat.com

آپ کی تحریریں دیکھنے والے آپ کی کتابت کی داد دیتے ہیں۔" (۱۰)

"مہربان خدا نے آپ کو سعادت مند صاحبزادے محمد سعد اور صاحبزادی کی دولت سے نوازا ہے۔ آپ کے اہلِ خانہ ہالینڈ میں آپ کے ہمراہ ہیں۔" (۱۱)

غلام شہہ حسین عبد الغفور عبد الرسول ان میں
ملی خیر محمد تم کو بھی خیر فراواں ہے

حواشی

۱ تا ۴: محمد صحبت خان کوہاٹی، مرتب "ذکر لطیف" مطبوعہ جون ۲۰۰۶ء صفحہ نمبر: ۱۲۶ تا ۱۲۹۔

۵، ۸ تا ۱۱: ایضاً صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱۔

۶، ۷: مرتب۔

نوٹ: اس مضمون کو جناب محمد صحبت خان کوہاٹی کی مرتبہ کتاب "ذکر لطیف" سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے شامل کردہ حصوں کو حواشی کی مدد سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ مرتب۔

Marfat.com

اُستاذ الحفّاظ حافظ

قاری محمد عبد اللطیف امجد

ماخوذ از ''ذکرِ لطیف'' مرتب: ابو عمار محمد صحبت خان کوہاٹی

آپ ۱۹۴۷ء کو ''لدھیانہ'' انڈیا میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام اللہ بخش ہے۔ اللہ ان کی بخشش فرمائے (آمین) اسی سال دنیا کے نقشہ پر عظیم اسلامی ملک ''پاکستان'' وجود میں آیا۔ والدین نقل مکانی کر کے ملتان آ گئے۔ ملتان' پاکستان کے اُن قابلِ احترام شہروں میں نمایاں ترین ہے جہاں بے شمار اولیائے کرام آرام فرما ہیں۔ اس مناسبت سے اہلِ دل ملتان کو ''مدینۃ الاولیاء'' کہتے ہیں' ملتان شریف کی سرزمین ربّ کریم جل جلالہ کے خاص بندوں کا مسکن ہے اور یہاں ایک سے ایک ولیء کامل اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ جلوہ فرما ہے۔ دنیا بھر سے لوگ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔ یہاں خواجہ بہاء الحق والدین خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی' حضرت شاہ رکن عالم' حضرت موسیٰ پاک شہید' حضرت شاہ شمس سبزواری' حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی' مولانا حامد علی خان اور غزالیء زمان علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمہم اللہ اجمعین کے مزاراتِ پُرانوار مرجع خلائق ہیں۔

قاری محمد عبد اللطیف امجد نے اولیاء کی سرزمین ملتان شریف میں زندگی کا بے فکر زمانہ ''بچپن'' گزارا۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۲ سال کی عمر میں

Marfat.com

والدگرامی جناب اللہ بخش کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدۂ ماجدہ نے اپنے لخت جگر کو حافظ قرآن بنانے کے ارمان کو پورا کرنے کے لئے کم سن عبداللطیف کو دینی مدرسہ میں داخل کرایا۔ اُس زمانہ میں مدرسہ خیر المعاد اور مدرسہ عربیہ انوار العلوم عظیم علمی مراکز کے طور پر معروف تھے۔ مدرسہ خیر المعاد کی ایک شاخ چوک بازار ملتان کی پھول ہٹ والی مسجد میں قائم تھی جہاں اپنے دور کے درویش منش بزرگ، عالم دین قاری و حافظ سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ طلباء کو حفظ بھی کراتے تھے۔ اسی ملتان میں مدینہ مسجد میں ربّ تعالیٰ کے ایک سادہ اور نیک بندہ حافظ محمد حسین سیالوی مدظلہٗ العالی طلباء کو حفظ قرآن کی تعلیم دیتے۔ بحمدہٖ تعالیٰ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور وہ اپنے مقام پر خدمت قرآن میں مصروف ہیں۔ نیک دل ماں نے اپنے بچے کو قاری محمد حسین سیالوی صاحب کے سپرد کیا۔ ذہین اور شریف عبداللطیف چند سالوں میں اللہ کا کلام یاد کرنے میں کامراں ہو گئے۔ والدۂ ماجدہ نے اپنے مہربان خدا جل وعلا کا شکر ادا کرنے اور اس عظیم نعمت پر سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے ''تقریب آمین'' کا اہتمام کیا۔ دوست احباب کی دعوت اور ضیافت کا انتظام ہوا۔ خوش نصیب حافظ عبداللطیف، اُن کے اُستاذِ ذی وقار اور اُن کی والدۂ ماجدہ کو احباب نے ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ چنانچہ آپ کی اہلیہ محترمہ کو تقریب تکمیل قرآن کا وہ منظر آج بھی یاد ہے اور آپ نے اپنے تاثرات میں اس کا ذکر کیا ہے، گو کہ اس وقت خود انہیں بھی معلوم نہ تھا کہ یہ خوش نصیب حافظ اُن کا جیون ساتھی بنے گا۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ غالباً ۱۹۶۵ء میں ملتان سے کراچی آئے۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کی شادی ہوئی۔

مدرسہ عربیہ انوار العلوم کے بانی و مہتمم، غزالئ زماں، رازئ دوراں علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی علیہ رحمۃ الباری کے علم و فضل کا چرچا تھا۔ لوگ ملک

کے طول و عرض سے یہاں حصول علم کے لئے کشاں کشاں چلے آتے۔ آپ کے مریدین کا حلقہ بھی بے حد وسیع تھا۔ نوجوان حافظ محمد عبد اللطیف امجد بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت پا کر ''سعیدی'' کہلانے کے مستحق ٹھہرے۔ دریں اثناء اپنے مرشد گرامی کی سفارشی چٹھی لے کر کراچی آئے جو خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام آپ کے اُستاذ غزالیٔ زماں نے تحریر فرمائی۔ خطیب پاکستان نے سرِ دست ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سنانے کی ذمہ داری سونپی اور فرمایا: اگر عوام اور انتظامیہ مطمئن ہوئے تو با قاعدہ تقرر کر دیا جائے گا۔ قاری صاحب نے ربّ تعالیٰ کا کلام پڑھنا شروع کیا تو سننے والوں پر سحر طاری کر دیا۔ اس قدر پختگی، اس قدر روانی، شیرینی اور عمدگی سے P.E.C.H. سوسائٹی والوں نے شاید پہلی بار کلامِ رحمان سنا۔ چنانچہ آپ نہ صرف امام مقرر کر دیئے گئے بلکہ خطیب پاکستان نے اپنے قائم کردہ ادارہ ''دار العلوم حنفیہ غوثیہ'' میں با قاعدہ تدریس کے فرائض بھی آپ کے سپرد کر دیئے۔

ابتداء میں بطور مدرس، بعد میں ناظم اعلیٰ اور ۲۰۰۳ء سے بطور منتظم (ایڈمنسٹریٹر) خدمات انجام دیتے رہے یہ سلسلہ زندگی کے آخر تک جاری رہا۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری نے آپ کے طریقۂ تدریس، آپ کی خداداد صلاحیتوں، آپ کی محنتوں اور مہارتوں کو ملاحظہ فرمایا تو بے حد مسرور ہوئے۔ چنانچہ آپ انہی صفحات پر (انشاء اللہ العزیز) علامہ اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری کے وہ یادگار تاثرات ملاحظہ کریں گے جو آپ نے ۲۰ اگست ۱۹۷۶ء کو تحریر فرمائے۔

آپ نے برسوں ''طیبہ مسجد'' پی ای سی ایچ سوسائٹی میں بطور امام فرائض

Marfat.com

انجام دیئے۔ اسی سوسائٹی میں دارالعلوم حنفیہ غوثیہ میں کئی سال قرآنِ کریم ناظرہ و حفظ پڑھایا۔ کراچی آنے اور طیبہ مسجد کی امامت اور دارالعلوم حنفیہ غوثیہ میں تدریس اور ازاں بعد نظامت کے فرائض انجام دینے کا دورانیہ کم و بیش ۴۰/۴۱ برسوں پر محیط ہے۔ اس طرح آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ خدمت قرآن میں بسر ہوا۔ سینکڑوں بچوں اور بچیوں نے آپ سے قرآنِ پاک ناظرہ پڑھا' حفظ کیا یا تجوید پڑھی۔

پہلے آپ طیبہ مسجد سے متصل مکان میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کی والدہَ ماجدہ بھی آپ کے ہمراہ رہیں۔ آپ کے کئی بچوں کی ولادت بھی یہیں ہوئی۔ ازاں بعد آپ دارالعلوم حنفیہ غوثیہ منتقل ہو گئے۔ کئی برس یہاں مقیم رہے۔ محمد شہریار لطیف کی پیدائش بھی اسی جگہ کی ہے۔ ابھی چند سال قبل ۲۰۰۲ء میں آپ نے ریلوے سوسائٹی گلشن اقبال میں مکان بنایا اور مستقل وہاں رہائش پذیر ہو گئے۔ چنانچہ زندگی کے آخری چند سال مکان نمبر A-I-43' بلاک 13-B ریلوے سوسائٹی' گلشن اقبال کراچی میں بسر کیے جس روز یا جس رات دل کا دورہ پڑا آپ اپنے اسی مکان میں تھے۔ آپ کا جنازہ بھی یہاں سے اُٹھایا گیا اور فاتحہ سوئم کی تقریب بھی اسی مقام پر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے مزاج' آپ کے جسم و جاں اور آپ کے رہن سہن کے انداز کے مطابق آپ کو زندگی کی سہولتوں سے سرفراز فرمایا۔ ملازمت بھی خوبصورت' صاف ستھری اور پُرامن ''سوسائٹی'' میں کی۔ امامت اور نظامت بھی اور تجارت و سکونت کے لئے بھی کریم ربّ نے ''سوسائٹی'' ہی عطا کی۔ میری مراد پی ای سی ایچ سوسائٹی اور ریلوے سوسائٹی ہے۔

Marfat.com

بحیثیت اُستاذ

قاری محمد عبد اللطیف امجد علیہ الرحمۃ قرآنِ پاک کے ناظرہ و حفظ کے بہترین معلم و مدرس کے طور پر معروف رہے۔ آپ کے اندازِ تدریس کو ہر دور میں سراہا گیا۔ ایک عمدہ اور لائق اُستاذ میں جن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے' قاری صاحب اُن اوصاف کے حامل بہترین اُستاذوں میں ایک تھے۔ اگرچہ تدریس کے دوران آپ نے تلامذہ کو سزا دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا مگر جس نے آپ سے پڑھا وہ آج بھی دُعائیں دیتا ہے۔ آپ کو شروع ہی سے قرآنِ کریم حفظ کرانے کا جنون کی حد تک شوق تھا' اسے ایک مقدس مشن کے طور پر آپ نے اپنایا اور پھر زندگی کے شب و روز اس مقصد کے لئے وقف کر دیئے۔ خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری کی یہ تحریری گواہی ہمارے دعویٰ کا ثبوت بھی ہے' قاری صاحب کی عظمتوں پر دلیل بھی۔

> ''دار العلوم حنفیہ غوثیہ (ٹرسٹ) کے شعبۂ تعلیم القرآن (حفظ و ناظرہ) کے مدرس محترم جناب حافظ و قاری محمد عبد اللطیف صاحب امجد جو گزشتہ گیارہ سال سے مسلسل دار العلوم ہذا میں نہایت خوش اسلوبی سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت قابل قدر' کہنہ مشق' محنتی اور پرخلوص معلّم و مدرس ہیں۔''

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں:

> ''محترم قاری صاحب نے ایک نہایت اچھے اور عمدہ استاذ کی تمام صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ ان کا طرزِ تدریس انفرادیت اور خصوصی محاسن لئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلباء بہت

Marfat.com

دلچسپی اور انہماک اور پوری توجہ سے بہت جلد ان سے تعلیم
قرآن کی تکمیل کر لیتے ہیں۔" (۲۰ اگست ۱۹۷۶ء)

بحیثیت رہبر و رہنما

اُستاذ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے شاگردوں پر تربیت کے بھی گہرے نقوش ثبت کیے۔ یعنی طلباء کو تعلیم کے ساتھ تربیت کی دولت بھی عطا فرمائی۔ رہبر و رہنما بن کر تلامذہ کے مستقبل کو بنایا، سنوارا۔ بے شمار طلباء کی مالی و اخلاقی کفالت فرمائی۔ کامیاب زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھائے، ڈھب بتائے۔ کسی مرحلے پر مشورہ کی ضرورت محسوس کی تو برملا رہبری فرمائی۔ طلباء کو خودداری کا سبق ازبر کرایا۔ رہن سہن، اندازِ گفتگو، میل ملاپ کے اطوار، اُٹھنے بیٹھنے کے آداب، اساتذہ کے ادب و احترام کا طریقہ اور بزرگوں سے ملنے کا سلیقہ بتایا۔ آپ کے تلامذہ گویا آپ کی تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہیں۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری نے سچ فرمایا:

> "طلباء کی تربیت اور اصلاح عمل پر خاص توجہ دیتے ہیں۔ ان سے تعلیم قرآن حاصل کرنے والے طلباء ان کی تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہیں۔"

مجھے آپ کے شاگرد رشید علامہ سیّد محمد شاہ بخاری نے بتایا:

> "اُستاذ گرامی بہت سلیقہ مند، وضع دار، باوقار اور خود دار انسان تھے۔ اُن کا اندازِ تکلم بھری بزم میں انہیں امتیاز عطا کرتا، وہ بڑی بڑی محفلوں میں عظیم ترین شخصیات سے جس خوبصورت انداز و ادا سے گفتگو فرماتے یوں محسوس ہوتا ایک نہایت شائستہ، تعلیم یافتہ، مہذب انسان محو گفتگو ہے۔"

Marfat.com

بحیثیت ممتحن

ہمارے ہاں دینی مدارس میں دو طرح کے امتحانات کا طریقۂ کار رائج ہے:

۱۔ زبانی۔ ۲۔ تحریری۔

عام طور پر قرآنِ پاک ناظرہ' حفظ اور تجوید و قرأت کا امتحان زبانی لیا جاتا ہے۔ اگرچہ تجوید و قرأت میں زبانی کے ساتھ تحریری پرچہ بھی دینا ہوتا ہے۔ مدارس کے منتظمین دوسرے اداروں سے اساتذہ کا اہتمام کرتے ہیں' جو امتحان لینے کا پھر رپورٹ لکھنے کا اور تجاویز' دینے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ عموماً ششماہی اور بالخصوص سالانہ امتحانات کے لئے یہ اہتمام ضروری ہوتا ہے۔ قاری صاحب علیہ الرحمۃ اپنے زمانۂ تدریس میں بطور ممتحن مختلف مدارس میں تشریف لے جاتے۔ برادرم قاری میاں محمد چشتی جو دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ اعظم بستی کراچی کے ناظم ہیں' نے مجھے وہ فائل دکھائی جس میں قاری صاحب کے امتحان لینے' رائے دینے کا تذکرہ ہے۔ آپ کے تلامذہ سے میں نے پوچھا' بطور ممتحن آپ کا طریقۂ امتحان کیسا تھا؟ مجھے بتایا گیا کہ:

۱۔ اپنے ادارہ میں ہر کلاس کا امتحان ہر ماہ پابندی سے لیتے اور ہر بچے کی تعلیمی کیفیت اسی کے نام کے سامنے درج کرتے۔

۲۔ اگر کسی طالب علم کے بارے میں اُس طالب علم کے متعلقہ اُستاذ سے بات کی ضرورت پڑتی تو مناسب ہدایات دیتے۔

۳۔ ناظرہ پڑھنے والے طلباء سے ہجے اور رواں دونوں طریقوں سے سنتے۔

۴۔ حفظ کے طلباء سے مختلف مقامات سے سنتے۔ قواعد تجوید کا خیال رکھتے۔ طالب علم صحت لفظی پر توجہ نہ دیتا تو اُسے سمجھاتے۔

Marfat.com

۵۔ جس ادارہ کے طلباء کی تعلیمی حالت اچھی نہ ہوتی۔ ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر رپورٹ میں لکھتے کہ طلباء کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ مسافر بچوں کی بابت ربّ تعالیٰ کے ہاں باز پرس ہو گی۔

بحیثیت منتظم

قاری صاحب علیہ الرحمۃ بہترین انتظامی صلاحیتوں سے بھی مالا مال تھے۔ جب دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کی انتظامیہ نے آپ کو تدریسی ذمہ داریوں سے بری الذمہ کر دیا اور بطور منتظم آپ کی خدمات سے استفادہ کرنا چاہا تو اساتذۂ کرام نے آپ کے اندازِ نظامت و مشاورت سے بھی فائدہ اُٹھایا۔ جہاں ضرورت پڑی آپ نے سخت رویہ اپنایا' جہاں محسوس کیا کہ کارکردگی لائق تحسین ہے وہاں حوصلہ افزائی اور عزت افزائی میں تاخیر نہیں کی۔ میں نے دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کا وہ کارروائی رجسٹر دیکھا ہے جس میں وقتاً فوقتاً اساتذۂ کرام کو مختلف امور نوٹ کرائے گئے ہیں۔ جب کبھی قبل از وقت چھٹی کر دی گئی یا کسی تقریب کے باعث پڑھائی متاثر ہوئی آپ نے متعلقہ حضرات کو تحریری یاد دہانی کرائی اور طلباء کی تعلیم کا احساس دلایا۔

قاری صاحب علیہ الرحمۃ کسی اُستاذ کا تقرر کرنے سے پہلے باقاعدہ انٹرویو لیتے۔ خواہشمند اُستاذ سے منزل بھی سنتے۔ قواعد تجوید پوچھتے۔ اکثر ۱۹ویں پارے کا آخری رکوع سنتے۔ رحمانی قاعدہ منگوا کر اس کے مختلف تختیوں کے ہجے سنتے۔ موقع محل کی مناسبت سے ہدایات بھی دیتے رہتے۔

بحیثیت منتظم اپنے ماتحت لوگوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے۔ انتظامیہ پر زور دیتے کہ طلباء و اساتذہ کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

Marfat.com

بحیثیت نکاح خواں و نکاح رجسٹرار

آپ تدریسی اور تجارتی مصروفیات کے باوجود احباب کے اصرار پر نکاح پڑھانے تشریف لے جاتے اور جب کسی خوش نصیب کی زندگی میں بہاریں بخشنے نکاح پڑھاتے تو مہمان آپ کی آواز' آپ کی ادا پر قربان ہو جاتے۔ پھر بہت سے دلوں میں خواہش اُبھرتی ہمارے بچوں' ہمارے بھائیوں کی زندگی کا یہ یادگار موقع آئے گا تو ہم بھی قاری صاحب کو دعوتِ دیں گے۔ آپ حدر میں خطبۂ نکاح اور قرآنِ پاک کی منتخب آیات اس لطافت سے پڑھتے کہ سحر طاری کر دیتے۔ نکاح فارم بھی بہت نفاست سے پُر کرتے' ایجاب و قبول کے کلمات بھی اس طرح کہلواتے کہ سامعین شاداں دکھائی دیتے۔

بحیثیت مہمان نواز' تہجد گزار' عاشقِ نبی مختار (ﷺ)

قاری محمد عبد اللطیف امجد علیہ الرحمۃ مہمان نواز' تہجد گزار اور عاشق نبی مختار (ﷺ) کی حیثیت سے بھی اپنے حلقۂ احباب میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ آپ سے ملنے والے' آپ کے پاس آنے والے اور آپ کو جاننے والے مانتے ہیں کہ جب بھی آپ کا مہمان آتا آپ والہانہ استقبال فرماتے' اپنی حیثیت سے بڑھ کر خاطر مدارات کرتے' دوستوں میں آپ کی چائے اور بسکٹ کی تواضع مشہور تھی۔

آپ کے تلامذہ کی گواہی ہے کہ اُستاذِ گرامی ذاتی زندگی میں تمام معاملات اور معمولات' مصروفیات اور مشغولیات کے باوجود عابد شب بیدار بھی تھے۔ جب ساری دنیا محو استراحت ہوتی آپ اپنے ربّ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے۔ طلباء نے آپ کو تہجد پڑھتے دیکھا اور اُن کے دلوں میں آپ

Marfat.com

کی عظمت کا نشاں نقش ہو گیا۔

آپ خوش آواز نعت خواں اور سوز و گداز سے سلام پڑھنے میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ جمعۃ المبارک کے اجتماع میں خاص طور پر آپ صلوٰۃ وسلام بحضور سرورِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آواز و انداز سے پیش کرتے کہ سامعین مسحور و مسرور ہو جاتے۔ زندگی کے آخری سال آپ نے گلشن اقبال میں گزارے۔ ہمارے مہربان اور قدردان دوست قاری محمد اسلم چشتی کی جامع مسجد محمدی اور مدرسہ زینت الاسلام آپ کے گھر سے قریب ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ آپ جمعۃ المبارک کو تشریف لاتے تو سلام پڑھاتے اور لطف و کیف کی دولت دے جاتے۔

بندۂ مؤمن کی مغفرت کا ایک بہانہ یہ بھی ہے کہ بندگانِ خدا اُس کی خوبیوں کا چرچا کریں۔ اُس کے حسنِ اخلاق کی گواہی دیں۔ اُس کی نیکیوں کا ذکر کریں' اس کی بھلائیوں اور اچھائیوں کو بیان کریں۔ کریم مولیٰ اپنے بندوں کی گواہی کی لاج رکھتا ہے اور اپنے ایسے بندے کو جنت عطا فرماتا ہے۔ مسلم شریف کی ایک مبارک حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک جنازہ جاتے ہوئے صحابۂ کرام نے دیکھا اور مرنے والے کی تعریف کی۔ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ پاک پروردگار اپنے بندے "محمد عبداللطیف" کو بھی جنت کی بہاریں بخشے۔ (آمین)

Marfat.com

اولادِ امجد

قاری محمد عبد اللطیف امجد سعیدیؔ علیہ رحمۃ الباری کو مہربان خدا نے سات صاحبزادیوں اور دو صاحبزادوں سے سرفراز فرمایا۔ وقتِ وصال دو صاحبزادیاں بھی شعبۂ امراضِ قلب جناح ہسپتال میں موجود تھیں۔ محمد آصف لطیف اور محمد شہر یار لطیف کے مختصر احوال ملاحظہ ہوں۔ یاد رہے کہ زندگی کہ آخری اور الوداعی لمحوں میں اُن کی رفیقۂ حیات، داماد محمد احسن اور محمد شکیل، روحانی اولاد (قاری عبد القیوم و قاری تاج بہادر) اور بڑے صاحبزادے محمد آصف لطیف بھی موجود تھے۔

محمد آصف لطیف ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے عظیم والد سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ قاری محمد عبد القیوم محمود اور اُن کے برادر کبیر قاری تاج بہادر صاحب سے بھی قرآنِ پاک پڑھنے کی سعادت پائی۔ اپنے والد گرامی سے حفظ بھی شروع کیا، آخری پارہ کا نصف یاد کیا، مگر نصیب میں نہ تھا اور یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

نوخیز محمد آصف لطیف نے پرائمری تک تعلیم کینٹ پبلک اسکول سے حاصل کی جبکہ جماعت ششم اور ہفتم گلستان شاہ لطیف سیکنڈری اسکول نزد مین شارع فیصل P.E.C.H.S. کراچی میں مکمل کی۔ یہ دونوں اسکول کراچی کے بہترین اور نامی گرامی علمی اداروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ کراچی بورڈ آف

Marfat.com

سیکنڈری ایجوکیشن سے آپ نے میٹرک کا امتحان پرائیویٹ اُمیدوار کے طور پر پاس کیا۔ عظیم والد کی خواہش پر دینی علوم (درسِ نظامی) کے حصول کے لئے جامعہ اسلامیہ معارف القرآن میں داخلہ لیا۔ اُستاذ گرامی علامہ خالد محمود صاحب' اُستاذ گرامی علامہ حافظ اللہ بخش اُویسی صاحب اور اُستاذ گرامی علامہ محمد ریاض سعید صاحب دامت فیوضہم سے آپ نے اکتسابِ فیض کیا۔ صرف ونحو کے اسباق پڑھے مگر یہ سلسلہ چھ ماہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔

Marfat.com

نجم القرأ قاری محمد محمود الحسن

چشتی اعوان گولڑوی

از ...... قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ (مرتب)

فاطمہ مسجد، سرفراز کالونی حیدرآباد میں آپ کے ساتھ قاری لعل حسین مدنی قرآن پاک کا دور کیا کرتے تھے۔ ریڈیو پاکستان حیدرآباد میں آپ اور آپ کے برادرِ بزرگ قاری نور الحسن چشتی اعوان گولڑوی تلاوت فرمایا کرتے اور ایک سماں باندھ دیا کرتے تھے۔ کشمیر کی وادیوں رہاڑہ، تتری نوٹ اور پونچھ تک عوام آپ کی تلاوت سنا کرتے تھے۔

جب صدر ضیاء الحق (مرحوم) حیدرآباد کے قریب دریائے سندھ پر واقع نئے کوٹری ریلوے پل کی رسم افتتاح کے لیے آئے تو آپ ہی نے اس موقع پر تلاوت فرمائی۔ آپ کو ریڈیو پاکستان حیدرآباد کی نمائندگی ملی۔ جب حیدرآباد ائیر پورٹ کا افتتاح ہوا تو اُس وقت بھی ابتدائی تلاوت کلام پاک آپ ہی نے فرمائی اور جب صدر ضیاء الحق کے دور میں گورنر سندھ عباسی صاحب گنّے کی کاشت کے بارے میں منعقدہ سیمینار میں بدین (سندھ) تشریف لائے، تب بھی آپ ہی نے تلاوت فرمائی۔

جب اُستاذ القراء رئیس المجودین الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی نے

ہاشمی مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد میں شبینہ مبارکہ کروایا تو آپ نے ۲۸ ویں پارہ کا نصف تلاوت کیا اور اپنے اُستاد قاری محمد طفیل سے خوب خراج تحسین وصول کیا۔

آپ نے فاطمہ مسجد سرفراز کالونی' جامع مسجد فروٹ مارکیٹ اور نور مسجد ریشم بازار میں خطابت و امامت فرمائی۔ اس کے علاوہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ ہیر آباد اور جامعہ محمودیہ امانی شاہ کالونی لطیف آباد کے شعبہ تجوید و قرأت میں اور جامع مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱ میں مجود کی حیثیت سے قرآن پاک پڑھایا۔ آپ کا فیض صاحب زادہ عزیز محمود ازہری' حافظ محمد یوسف نقشبندی' قاری محمد بشیر رضا صدیقی اور لاتعداد قاریوں کی صورت میں جاری و ساری ہے۔

آپ جب مدرسہ رکن الاسلام میں اپنے اُستاد قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اُن کے قدوم اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور اُستاد جواباً آپ کی پیٹھ پر شاباشی دیتے۔

جب راقم الحروف مکہ مکرّمہ میں منعقدہ عالمی مقابلۂ حسن قرأت میں کامیابی حاصل کر کے اپنے غریب خانے واقع بوری کمپاؤنڈ حالی روڈ میں آیا تو قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان اور قاری لعل حسین مدنی (مرحوم) مبارک باد دینے کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر آپ نے راقم سے فرمایا کہ "آپ کی اور ہماری کامیابی کا سبب اُستاذ القراء' شاطبیٔ وقت حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پاک ہے۔

دندی سریالی ضلع چکوال کا یہ شہزادہ جب میدانِ قرأت میں اُترا تو عوام و خواص کو فیض دیتا ہوا۔ بیرون ملک جا پہنچا اور وہاں پر بھی اپنی اسی روش پر قائم ہے۔

Marfat.com

نجم القرأ قاری محمد محمود الحسن چشتی اعوان گولڑوی

از......ڈاکٹر صاحبزادہ عزیز محمود الازہری'
نائب رئیس الجامعہ ''رکن الاسلام'' جامعہ مجددیہ حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علی
سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسلین ○ اَمَّا بَعۡد.

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنۡ شَغَلَہُ الۡقُرۡاٰنُ عَنۡ ذِکۡرِیۡ وَمَسۡئَلَتِیۡ اَعۡطَیۡتُہٗ
اَفۡضَلَ مَا اُعۡطِیَ السَّائِلِیۡنَ ○

''یعنی قرآن نے جس کو میرے ذکر کرنے اور سوال کرنے سے مشغول کر دیا تو وہ سائل جو عطا کیے جاتے ہیں' اُن سے بڑھ کر' قرآن میں مشغول ہونے والے کو عطا کرتا ہوں۔''

اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ اُس وحدہٗ لاشریک کی کتاب لا ریب کو پڑھنے والا' عمل کرنے والا' ہر زاویے سے غور وفکر کرنے والا' یوں کہہ لیجیے

Marfat.com

کہ ہمہ وقت قرآن میں مشغول رہنے والے کا دامن دُنیا کی کسی بھی بڑی نعمت یا دولت سے خالی نہیں رہتا اور دنیا کی وہ بڑی سے بڑی نعمت یا دولت' جس کے حصول کے لیے ایک دنیادار اپنی ساری عمر لگا دیتا ہے وہی دولت یا نعمت خلاقِ عالم ایک قاریٔ قرآن یا ہمہ وقت قرآن میں مشغول رہنے والے کو دگنی اور بن مانگے عطا کرتا ہے۔

میرے اُستاذ کریم حضرت علامہ قاری محمود الحسن چشتی اعوان گولڑوی نے بھی قرآن کریم سے جتنی محبت کی' اس کتاب لاریب میں جس قدر مشغول ہوئے' ربّ دو جہاں نے اُسی قدر دنیا میں ان کو نوازا۔

چوں کہ آپ نے صرف قرآن پاک کے الفاظ کو ہی سینے میں محفوظ نہیں کیا بلکہ اس کے معانی و مفاہیم سے آشنائی حاصل کرنے کے لیے پاکستان کی عظیم علمی و دینی درس گاہ ''رکن الاسلام جامعہ مجددیہ'' میں اپنے وقت کے کاملین' قطب وقت حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی سندھ حضرت علامہ قاری عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے عرفاء وفقہاء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور فن قرأت اور علم تجوید میں مہارت اور کمال حاصل کرنے کے لیے اُستاذ وقت حضرت قاری محمد طفیل علیہ الرحمۃ سے وہ اسرار و رموز سیکھے اور اس فن میں وہ کمال حاصل کیا کہ جس پر خود اُستاذ کو ناز رہا۔ بس اُن ہی عظیم اساتذہ وصلحاء کی دُعاؤں کا ثمرہ تھا کہ فن تجوید وقرأت میں اپنا نام پیدا کیا اور مختلف قومی اور بین الاقوامی محافل حسن قرأت میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کیں اور پھر حکومت مالدیپ کی خواہش وگزارش پر تقریباً دو سال تک اس کے ملک میں خدمات انجام دیں' اور اب تقریباً دس سال سے ناروے کی سرزمین کو' وہاں کے مسلمان

Marfat.com

باشندوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ایک بہترین قاری و مجوّد خوب صورت آواز و لہجہ کا مالک اور ایک انوکھے انداز کا مدرس ان کی سرزمین پر ''رکن الاسلام'' کے فیض کو عام کر رہا ہے۔

ربّ کائنات سے دُعا ہے کہ وہ اس فیض کو جاری و ساری رکھے اور قاری صاحب مدظلہٗ العالی کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین بجاہ سیّد المرسلین۔

Marfat.com

باب ہشتم

مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ
کی بابت

Marfat.com

مدرسہ قرانیہ رحمانیہ کی بابت

مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد

بانی و مہتمم قاری محمد طفیل نقشبندی مجددے

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیان حُسنِ طبیعت نہیں مجھے
صادق ہوں اپنے قول کا غالبؔ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

Marfat.com

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دارالعلوم القرآنیہ رحمانیہ اپنی افادیت اور مقبولیت کے لحاظ سے اپنی نوعیت کا پہلا معیاری ادارہ ہے کہ جس کو نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرون پاکستان بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس ادارے نے صحیح معنوں میں قرآن پاک کی بے لوث خدمت کی ہے جس کا زندہ ثبوت اس کے فارغ شدہ طلباء ہیں جو پاکستان کے مختلف شہروں میں آج بھی قرآن پاک کی بے لوث خدمت انجام دے رہے ہیں اور عوام سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ قیام پاکستان سے قبل امرتسر اور لاہور مسجد وزیر خان میں ۱۹۴۶ء تک قائم رہا اور اسی دارالعلوم کے طلباء کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ سرہند شریف قبلۂ عالم مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور حضار سے خراج تحسین

حاصل کرتے تھے۔ آج بھی لاہور میں کرشنا گلی نمبر ۴ میں یہ ادارہ قائم ہے جہاں بابائے قرأت حضرت مولینا استاذ القرأ الحاج قاری حافظ کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خدمت قرآن پاک فرماتے ہوئے واصل الی اللہ ہوئے اور ان کی جگہ قاری حافظ عبید الرحمٰن صاحب یہی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد حیدرآباد میں اس ادارے کا قیام عمل میں آیا اور بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلت علی اللہ کام شروع کر دیا گیا۔ ازاں بعد مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ میں باقاعدگی کے ساتھ ۱۹۵۰ء میں جب کہ فقیر اس مسجد کا سرکاری طور پر اوقاف کی طرف سے متولی مقرر ہوا تو حضرت مخدومی و مکرمی قبلہ پیر غلام مجدد صاحب سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اس کا افتتاح ستائیسویں رمضان المبارک کی شب قدر میں فرمایا اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے یہ ادارہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ تقریباً پچیس ہزار روپے (۲۵۰۰۰) روپے کی لاگت سے مسجد مائی خیری کی مشرقی جانب دارالعلوم کے لئے دومنزلہ عمارت تعمیر کی گئی جو وقتِ ضرورت مسجد کے کام بھی آتی تھی، اسی حصہ میں دارالعلوم کا قیام رہا اور آج بھی ہے۔ خداوند کریم نے دنیا میں ہر چیز کی ضد بھی پیدا فرمائی ہے چنانچہ جہاں اس ادارے کو ترقی دینے والے احباب اس کی ترقی کے لئے کوشاں تھے وہاں چند متعصب حاسد بھی مفت کی شہرت حاصل کرنے والے پیدا ہوئے جو آج تک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ ان کی للچائی ہوئی حاسدانہ نگاہیں ہمیشہ مفت کی شہرت حاصل کرنے اور ''لہو لگا کے شہیدوں میں نام کرلینگے'' کے مصداق بجائے تعمیر کے تخریب کے درپے رہیں۔ خداوند کریم کا فضل شامل حال تھا اور اس کے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا کہ

Marfat.com

یہ ادارہ بدستور اپنی سابقہ روایات کو زندہ رکھتا ہوا قرآن پاک کی بے لوث خدمت انجام دیتا رہا۔ تا آنکہ اچانک ۱۹۶۰ء میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں آیا جس نے تمام اوقاف کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ مسجد مائی خیری اور دارالعلوم کا انتظام بھی محکمۂ اوقاف کے سپرد کر دیا گیا۔ مگر ایک ماہ بعد ہی محکمۂ اوقاف نے دارالعلوم کو بخوشی فقیر کے سپرد کرتے ہوئے اس کی خدمت کرتے اور چلانے کی ہدایت کی' چنانچہ فقیر نے اس خدمت کو بخوشی منظور کرتے ہوئے چند ماہ تک اس کو مسجد مائی خیری میں چلایا۔ بالآخر ناخوشگوار حالات کے تحت مجبوراً مسجد فتح محمد شاہ بخاری' کھائی روڈ میں منتقل کرنا پڑا۔ اس اچانک منتقلی کا بے حد صدمہ تھا۔ کیونکہ دارالعلوم کے تمام سامان اور اثاثہ پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا تھا۔ مگر بفرمان خداوند کریم۔ ترجمہ "اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ واقع میں تمہارے حق میں خیر اور مصلحت ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور واقع میں وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو" کے مصداق قدرت نے غائبانہ سامان پیدا فرمائے اور فقیر نے دارالعلوم کے لئے سرکاری طور پر عمارت حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی جس کا صلہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شان کے ساتھ عطا فرمایا کہ نہ صرف اہل حیدرآباد بلکہ تمام احباب ششدر و حیران تھے کہ اس دور انحطاط میں جبکہ رہائشی مکان کا ملنا ناممکن ہے دارالعلوم کے لئے وقف بلڈنگ کا مل جانا قرآن پاک کا زندہ معجزہ ہے اور یہ کامیابی محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور اس کا ظہور وقت سے پہلے نہیں ہوتا بعینہٖ یہی قدرت کا کرشمہ دیکھنے میں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فقیر پر احسان عظیم فرمایا اور یہ سب کچھ اس کی سچی اور آخری

Marfat.com

کتاب قرآن پاک کی صحیح خدمت کا نتیجہ تھا ورنہ بندہ کی کیا حقیقت ہے۔ علاوہ ازیں "کسے را بہر کارے ساختند" اس کار خیر میں جناب عرفان احمد صاحب امتیازی سی۔ ایس۔ پی۔ ڈپٹی کمشنر و چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل حیدرآباد دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی خاندانی اور مذہبی روایات کو قائم رکھتے ہوئے دین دوستی و محبت قرآنی کی وہ مثال قائم کی ہے جو پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے مقام پر آنے والے ہر فرد کے لئے نشان راہ قائم فرمایا ہے اور ایسا صدقۂ جاریہ جاری فرمایا ہے جس کا اجر وثواب رہتی دنیا تک ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ فقیر کے لئے وہ دن یعنی ۴ جنوری ۱۹۶۲ء بروز جمعرات کتنا اہم اور تاریخی دن تھا جبکہ دو ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد دارالعلوم کے لئے جناب عرفان احمد صاحب امتیازی سی۔ ایس۔ پی ڈپٹی کمشنر و چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل نے مستقل بلڈنگ وقف واقع اسٹیشن روڈ دارالعلوم کے لئے الاٹ فرمائی جو ایک عرصہ سے ایسے لوگوں کے قبضہ میں تھی جو ناجائز طور پر کچھ حصہ پگڑی پر فروخت کر چکے تھے اور باقی حصہ فروخت کرنے کی فکر میں تھے۔ الاٹ ہو جانے کے بعد سب سے بڑا مرحلہ قبضہ کا تھا جس کے لئے بڑی پریشانی اُٹھانی پڑی رمضان مبارک کا مبارک مہینہ تھا اور روزے کی حالت میں قبضہ کے لئے حیران و سرگرداں تھے کہ قدرت نے دستگیری فرمائی اور مسٹر عبدالعلیم صاحب عقیلی اے۔ ڈی۔ ایم حیدرآباد نے مسٹر لطف علی صاحب ہیڈ کلرک کی معاونت سے اس مشکل کو بھی آسان فرمایا اور ۱۷ فروری بروز ہفتہ بوساطت محمد بخش صاحب بلوچ سٹی مختار کار صاحب حیدرآباد وقف بلڈنگ کا قبضہ ملا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر مذکورہ بالا شخصیتیں جن کے قلوب میں قرآن پاک کی سچی محبت اور تڑپ

Marfat.com

نہ ہوتی تو فقیر کی کامیابی ناممکن تھی عمارت کی شکستگی اور بوسیدگی کو دیکھ کر ایک طرف اس کے بنانے کی فکر تھی تو دوسری طرف رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں اُنہی مبارک ہاتھوں سے دارالعلوم کے افتتاح کا خیال دامن گیر تھا کہ جن کی کوششوں کا نتیجہ عملی طور پر ظاہر ہو چکا تھا رات دن کی محنت شاقہ کے بعد خدا خدا کر کے یہ مبارک دن آیا کہ جناب عرفان احمد صاحب سی۔ ایس۔ پی ۵ مارچ ۱۹۶۲ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ بروز دوشنبہ۔ ۴ بجے شام فقیر کی دعوت پر تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے حاضرین کے سامنے نہ صرف دارالعلوم کا شاندار طریقہ پر افتتاح فرمایا جو پاکستان کی تاریخ میں یادگار رہے گا بلکہ دارالعلوم کے فارغ شدہ طلباء کو تجوید و قرأت کی سندات بھی عطا فرمائیں قرأت قرآن پاک کی یہ مبارک نورانی محفل بھی ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے جبکہ معصوم بچے اپنی پاکیزہ زبانوں سے تجوید و قرأت کے ساتھ قرآن پاک کے پڑھنے کا حق ادا کر رہے تھے' ایک عجیب کیفیت تھی رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ قرآن پاک نازل ہو رہا ہے اور اپنی نورانیت سے تمام حاضرین کے قلوب کو منور فرما رہا ہے غرض یہ کہ اسی عالم کیف و سرور میں اس مبارک مجلس کا اختتام حضرت قبلہ پیر ایرانی شاہ صاحب مدظلہ و حضرت قبلہ الحاج مفتی محمد محمود صاحب الوری نقشبندی کی دُعاؤں پر ہوا جو خاص مجلس اسی مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی جس میں باشندگان حیدرآباد نے عموماً اور احباب نے خصوصی طور پر حصہ لیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام سرپرست و معاونین حضرات کو اجر عظیم عطا فرمادے جنہوں نے اس ادارے کے قیام میں دامے' درمے' قدمے' سخنے حصہ لیا ہے۔ اور فقیر پر کامل اعتماد کرتے ہوئے فقیر کی ہر آواز پر لبیک کہا: جزاکم

Marfat.com

اللہ خیراً احسن الجزا ۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس دارالعلوم کے ساتھ ایک دارالمطالعہ بھی قائم کیا جاچکا ہے جس میں تقریباً سردست ایک صد کتب دینیہ و تاریخی موجود ہیں جو نہ صرف دارالعلوم کے طلباء کے لئے مخصوص ہیں بلکہ سب صاحب ذوق ہر وقت استفادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دارالعلوم کے باقی شعبہ جات کی بھی جلد از جلد تکمیل فرما دے، جس میں ترجمۃ القرآن، پرائمری اسکول و دستکاری وغیرہ شامل ہیں علاوہ ازیں فری ڈینٹل ہسپتال۔ فری ڈسپنسری زنانہ۔ مردانہ بھی زیرِ غور ہیں۔ انشاء اللہ العزیز احباب کے تعاون سے جملہ شعبہ جات کے عنقریب شروع ہو جانے کی توقع ہے۔ اپنے مخصوص اوقات میں فقیر کی کامیابی کے لئے دُعائے خیر سے ضرور یاد فرماتے رہیں۔

فقط نیاز مند

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی حیدرآباد

۵ مارچ ۱۹۶۲ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

اغراض و مقاصد مرکزی دارالعلوم القرآنیہ
رحمانیہ، اسٹیشن روڈ حیدرآباد، سندھ

۱۔ تجوید و قرأت کے ساتھ قرآن پاک حفظ و ناظرہ پڑھانا اور ارشادِ نبوی ﷺ اقراء القرآن بلحون العرب کو عملی جامہ پہنانا۔

۲۔ دارالعلوم میں ہفتہ وار حسن قرأت کا مظاہرہ کرنا۔

۳۔ تجوید و قرأت سے روشناس کرانے کے لئے مختلف مقامات پر مجالس منعقد کرنا۔

۴۔ ائمہ مساجد جو عموماً قرآن پاک غلط پڑھتے ہیں۔ مایجوز بہ الصلوۃ

Marfat.com

کے تحت قرآن پاک کی صحت و مسائل ضروریہ سے واقف کرنا؟

۵۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں دارالعلوم کے تحت تجوید و قرأت کے ادارے قائم کرنا۔

۶۔ دارالعلوم کے ذہین اور شائق فارغ شدہ طلباء کو دارالعلوم کے خرچ پر تجوید و قرأت کی اعلیٰ تعلیم کے لئے عرب ممالک بھیجنے کا انتظام کرنا۔

۷۔ دارالعلوم کے تحت پاکستان اور عالم اسلام کے مشہور ممالک کے مشاہیر قرأ و حفاظ کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے وسائل اختیار کرنا۔

۸۔ ذہین اور شائق طلباء کے لئے ترجمۃ القرآن و دیگر علوم دینیہ کے حصول کا اہتمام کرنا۔

تاثرات از

جناب عرفان احمد امتیازی صاحب

(سی ایس پی، سابق ڈپٹی کمشنر کالونائزیشن، ڈاریکٹر جی ایم بیراج حیدرآباد سندھ)

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حیدرآباد جیسے گنجان آباد اور اہم شہر میں "دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ" جیسا کارآمد ادارہ دینی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ قیامِ پاکستان کا مقصد اوّلیں اعلاء کلمۃ الحق اور برصغیر ہندو پاک کے ایک خطۂ زمین پر دین اسلام کو عملی نظام کی حیثیت سے قائم اور برقرار رکھنا تھا۔ دین اسلام کی بنیاد قرآن پاک پر ہے۔ بغیر قرآن کو پڑھے اور سمجھے پاکستانی قوم روحِ اسلام سے بیگانہ رہے گی۔ آج کل جب کہ تمام اقوام عالم نہایت سُرعت سے مغرب کی تیز دھار میں بہتی چلی جا رہی ہیں، ہم صرف اسلام کی کشتی میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ تعلیم القرآن کی ضرورت اور اہمیت ہمارے ملک کی نئی پود کے لیے بالخصوص بہت زیادہ ہے کیوں کہ دین سے بیگانگی فیشن میں داخل ہوتی چلی جارہی ہے اور دین سے ربط ضبط قائم رکھنے کی سہولتیں روز بروز کم ہوتی جارہی ہیں۔

اس اعتبار سے قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی اور اُن کے رفقائے کار قابلِ صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے ایسے مفید دینی ادارے کی داغ بیل ڈالی جو شہر اور ملک کی ایک نہایت اہم اور بنیادی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

خداوند کریم سے دُعا ہے کہ وہ اس ادارے کو روز افزوں ترقی عطا

Marfat.com

فرمائے اور اسے زیادہ سے زیادہ اہلِ اسلام کی خدمت کا اہل بنائے۔ ساتھ ہی ساتھ میری یہ بھی دُعا ہے کہ وہ اہلِ حیدر آباد کو اس ادارے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم

عرفان احمد امتیازی عفی عنہ

۱۲ اگست ۱۹۶۲ء روز جمعۃ المبارک

Marfat.com

تاثرات از

ظل سبحانی حضرت آقا پیر صبغۃ اللہ شاہ صاحب ایرانی

مدفیوضہم، گنج بخش شاہ پڑ حیدر آباد سندھ

قرآن پاک اسلام کی روح ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ قرآن مجید کی تعلیم و تعلم کے مرتبے کو بہت بلند فرماتے رہے ہیں۔ جب تک مسلمان، قرآن مجید کی تفہیم و تفہم پر عامل رہے، ان کا مقام، دنیا میں تمام اقوام عالم پر تفوق رکھتا تھا اور دورِ حاضر پر یہ ایک اُمید افزاء موقعیت نظر آ رہی ہے کہ مسلم قوم، پھر قرآن کی طرف رجوع ہو کر قرآن کے نور میں اپنی زندگی کا نظام حیات اور صراطِ مستقیم ڈھونڈ رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جناب قاری طفیل احمد صاحب نقشبندی مجددی، جو عرصۂ دراز سے طلباء قرآن کی مختلف طریق سے خدمت کر رہے تھے، حال میں حفظ و قرأت قرآن کی ایک دائمی اور مستقل درس گاہ قائم کرنے پر موفق ہوئے ہیں۔ اُن کی یہ خدمت مسلمانانِ پاکستان پر عموماً اور باشندگانِ حیدر آباد پر خصوصاً ایک بے انتہاء احسان ہے۔

مجھے اُمید اور سفارش بلکہ درخواست ہے: کہ طالبان خیر اس دارالعلوم کی علمی، عملی اور مالی حیثیت سے تعاون کرتے ہوئے اس باقیات الصالحات کی شرکت میں سرفہرست رہیں گے۔

۱۴ اگست ۱۹۶۲ء

صبغۃ اللہ ایرانی حیدر آباد (پاک)

تاثرات از

جناب مرزا نجیب اللہ بیگ صاحب بھاولپوری

ڈپٹی ڈائریکٹر جی ایم بیراج حیدرآباد (سندھ)

علم الٰہی کی شان

مومن کی شان۔ شان تسلیم۔ جون جون علم بڑھے تون تون خوف بڑھے تو علم الٰہی ہے ورنہ علم دنیا ہے۔ حقیقتاً پہلا درجہ قول کا حکم ہے۔ حکم اللہ تعالیٰ کا۔ اُس صاحب پر جس نے قول کی ابتداء کو تسلیم کیا۔ قول کی ابتداء توبہ سے ہے۔ توبہ کرے غیر کاموں سے اور تسلیم کرے اللہ تعالیٰ کے حکم کو۔ پہلا مقام تسلیم کرنے والے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنا گھر بنائے اور عملی جامہ پہنے مومن۔ جو صاحب عملی جامہ اس صورت سے پہنے گا۔ قرآن حکیم شاہد ہو۔ بزرگان دین کا وجود اس کے لئے عمل ہو۔ جس کی یہ شان ہوگی اور دو شاہد ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس کے عمل کو علم کی آنکھ عطا فرمادے گا۔ یہ مقام بڑا رحمت کا مقام ہے۔ یہ تین مقام ہیں "قول" "اعمال" "علم" جس صاحب پر یہ تینوں مقامات آجاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے اور اللہ کی طرف سے حسن کی صورت میں، اخلاص اُترنے لگ جاتا ہے۔

غیر چیزوں سے نفی یہ اعوذ باللہ ہے۔ جائز چیزوں کی تسلیم یہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ کا علم یہ نظر بصیرت ہے۔ اور اخلاص یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اِس طرح کرم کرتا ہے اپنے بندوں پر جس طرح کر چکا ہے۔ کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

حضرت قاری محمد طفیل صاحب نے بنیاد رکھی ہے۔ خیر و برکت کی اور حفظ وتجوید قرآن حکیم کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور سب کو اپنے حکم کی توفیق عطا فرمائے اور عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور علم کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور بزرگان دین کے قدم بہ قدم رہنے اور سہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سے تمام طالب علموں کو اسی صورت سے انعامات تقسیم ہوتے رہیں۔ جیسے بزرگان دین سے ہو رہے ہیں۔ ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہے گے۔ آمین ثم آمین۔

نجیب اللہ

۱۵ اگست ۱۹۶۲ء

مطابق ۱۳ ربیع الاوّل

Marfat.com

جلسۂ حُسنِ قرأت میں افتتاحی تقریر

از...... الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی،
بانی و مہتمم مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ' اسٹیشن روڈ' حیدرآباد

میں جناب ایس۔ ایم۔ وسیم صاحب' ڈپٹی کمشنر حیدرآباد کا بہت بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود اپنے کئے ہوئے وعدے کو نبھایا اور جلسہ کی خاطر ابھی ابھی ٹنڈو اللہ یار کی میٹنگ کو ملتوی کر کے مقررہ وقت پر یہاں پہنچے اور جلسہ میں شرکت کی جناب والا! جیسا کہ مدرسہ کی عمارت سے ظاہر ہے اور آنجناب بھی محسوس کر رہے ہوں گے کہ شاید یہ چھت ہم پر آپڑے۔ ہم اسی شکستہ عمارت میں بیٹھ کر خدا کا کلام پڑھاتے ہیں اور چھوٹے بڑے طالب علم اسی خطرناک چھت کے نیچے بیٹھ کر سردی گرمی بارش سے بے نیاز ہو کر تعلیم حاصل کرتے ہیں یہی شکستہ عمارت ہمارے ہر دلعزیز ڈپٹی کمشنر صاحب کی مہربانیوں کی وجہ سے اب کامرس بنک کی وساطت سے بہترین دو منزلہ بلڈنگ کی شکل میں تبدیل ہونے والی ہے اس کی نچلی منزل میں شہر کا ایک بہت بڑا بنک اور دوسری منزل میں ہی مدرسہ مزید پرائمری اسکول تعلیم بالغاں کے اضافہ کے ساتھ آپ کی اور آپ کے بچوں کی فری خدمت کرے گا۔ اب وقت کم ہونے کی وجہ سے میں جناب صدر کی اجازت سے جلسہ کی کارروائی شروع کرتا ہوں اور حسن قرأت کے مقابلہ کا آغاز جناب حافظ قاری بشیر احمد صاحب کرینگے جن کو جناب اے۔ ڈی۔ ایم صاحب عباسی نے درگاہ حضرت شاہ مسکین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھٹھہ

Marfat.com

کے مدرسہ اور امامت کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اسی دارالعلوم کی ایک شاخ قائم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کے لئے ہم صاحب موصوف کے مشکور ہیں۔

حسن قرأت میں اوّل۔ دوم۔ سوم اور اسی طرح بچوں میں اوّل۔ دوم۔ سوم۔ آنے والے قرأ کو انعامات کامرس بنک کی جانب سے دئے جائینگے۔ اوّل۔ دوم۔ سوم کا فیصلہ قبلہ علامہ الحاج الحافظ القاری پیر محمد ہاشم جان صاحب نقشبندی مجددی سرہندی اور قبلہ علامہ الحاج القاری مفتی محمد محمود صاحب الوری نقشبندی مجددی قبلہ شیخ القرأ جناب حافظ قاری محمد شاہد صاحب لکھنوی قبلہ حضرت علامہ پیر صبغتہ اللہ شاہ صاحب ایرانی فرماوینگے آخر میں' میں جناب ایس ایم وسیم صاحب اور تمام حضرات کا بہت بہت مشکور ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس جلسہ میں شرکت کی۔

ناظم مدرسہ ہذا

۲۷ فروری بروز جمعرات

Marfat.com

جلسۂ حُسنِ قرأت و تقسیم اسناد

میں سرپرست اعلیٰ

جناب ایس۔ایم۔وسیم سی ایس پی صاحب

ڈپٹی کمشنر حیدر آباد کے تاثرات

مجھے خوشی اور مسرت ہوئی کہ میں نے ایسے اہم جلسہ میں شرکت کی۔ میں قاری محمد طفیل صاحب اور اراکین کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی اور یہ جاننے کا موقعہ دیا کہ اس درسگاہ میں جو کچھ میں نے سُن رکھا تھا اُس سے اچھا کام ہو رہا ہے۔ میری مصروفیات اتنی تھیں کہ میں وقت پر یہاں نہ پہنچ سکا اس کے لئے میں آپ لوگوں سے معذرت خواہ ہوں۔ قاری محمد طفیل صاحب کی قرأت تو سننے کا موقعہ مجھے ہر اجلاس میں ہوتا ہے اور میں نے یہ بھی سُن رکھا تھا کہ قاری صاحب مدرسہ ''قرآنیہ رحمانیہ'' کے نام سے ایک دینی درسگاہ چلا رہے ہیں۔ مگر مجھے یہاں آ کر اور قرآن کریم سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ قاری صاحب اور لوگوں کی طرح اس فن کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھ رہے بلکہ اپنی صلاحیتوں کو دوسروں تک اسی طرح پہنچا رہے ہیں جیسا کہ یہ خود پڑھتے ہیں

Marfat.com

واقعی یہ دین کی ایک بے پناہ خدمت ہے جس سے ہم سب کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ میں اس سلسلہ میں ان سب حضرات کو مبارک باد دیتا ہوں جو اس مدرسہ کو چلانے میں مدد دیتے ہیں۔ میں اہالیان حیدرآباد اور اہالیان محلّہ سے کہوں گا کہ وہ جتنی مدرسہ کی خدمت ہو سکے کریں اور ثواب حاصل کریں۔ مجھے یہ جان کر اور بھی زیادہ خوشی ہوگی کہ اس مدرسہ میں نہ صرف اہالیان حیدرآباد بلکہ دوسرے ضلعوں اور صوبوں کے طالب علم بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں جیسا کہ ایک طالب علم کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بنگال کے ہیں اور بوگرہ کے رہنے والے ہیں۔ مجھے قطعی علم نہ تھا کہ اس عمارت کی حالت اتنی خطرناک اور نازک ہے ورنہ میں اس کے لئے پہلے ہی اقدام کرتا بہرحال میں نے اس کے لئے احکامات جاری کر دئے ہیں اور عنقریب یہ عمارت ایک بہترین بلڈنگ کی صورت میں تبدیل ہو جائے گی، نہ صرف یہ بلکہ اس عمارت کے نچلے حصہ میں آپ کے شہر کا بہترین کامرس بنک ہوگا اُوپر والی منزل میں مدرسہ ہوگا جس میں اور زیادہ طالب علم تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ چونکہ کام کرنے والوں اور پڑھنے والوں کی نیت نیک ہے اس لئے بوسیدہ عمارت ان کی تعلیم میں خلل انداز نہ ہو سکی اور جوں کی توں کھڑی ہے ورنہ دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی نیچے آئی۔ مجھ سے آپ جس قسم کی مدد چاہیں گے میں انشاء اللہ! آپ کی پوری پوری مدد کروں گا ہم دنیاوی معاملات میں اتنے اُلجھ گئے ہیں کہ دین کے کاموں میں دھیان نہیں دیتے حالانکہ ہمیں دنیاوی کاموں سے پہلے دین کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ آخر میں، میں آپ حضرات کا پھر شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں دعوت دے کر صحیح قرآن کریم سننے کا موقعہ دیا۔ شکریہ

۲۷ فروری بروز جمعرات ۶۴/۲/۲۷

Marfat.com

نصرت ہال کے سنگ بنیاد کی تقریب

رپورٹ از: حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آج مورخہ ۳۰ مارچ بروز پیر ۵ بجے شام مرکزی ''دارالعلوم القرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ' حیدرآباد میں ڈویژنل کمشنر جناب نصرت حسن صاحب سی ایس پی کی صدارت میں محفل قرأت منعقد ہوئی صاحب صدر ٹھیک وقت مقررہ پر محفل میں تشریف لے آئے۔ قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی' بانی و مہتمم دارالعلوم' اُن کے رفقائے کار اور معززین شہر نے مہمان خصوصی کا پُر جوش استقبال کیا۔ قاری صاحب نے دارالعلوم کا تعارف کراتے ہوئے اس کا پس منظر بیان کیا کہ کس طرح یہ وقف بلڈنگ دارالعلوم کے لئے الاٹ ہوئی اور نئی تعمیر کے منظور شدہ منصوبے کو ناجائز قابض دکانداروں نے کس طرح تعویق میں ڈالے رکھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ تمام رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں اور صاحب صدر جن کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ وہ ''نصرت حسن'' ہیں ہمیں ان سے پوری پوری اُمید ہے کہ وہ ہماری ہر طرح مدد فرماتے ہوئے ہمیں جلد از جلد ان دکانوں کا قبضہ دلا دینگے تاکہ نئی تعمیر کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ اس مختصر تعارف کے بعد دارالعلوم کے قاری طلباء اور اساتذہ نے اپنی قرأت سے محفل میں وہ کیف و سرور پیدا کیا کہ ہر طرف سے سبحان اللہ ماشاء اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں خصوصاً کمسن معصوم بچوں کی قرأت سے ایک عجیب سماں نظر آتا تھا' سامعین کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ قرأت کے بعد اساتذہ اور طلباء کو مختلف انعامات دیئے گئے۔ آخر میں مہمان

خصوصی جناب نصرت حسن صاحب نے دارالعلوم کے بڑے ہال کا سنگ بنیاد نصب فرمایا جوانہی کے نام "نصرت ہال" سے موسوم کیا گیا ہے۔ صاحب موصوف نے قاری صاحب اور ان کے رفقائے کار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی کارکردگی خلوص و ایثار اور نیک جذبات کو سراہتے ہوئے عوام کو بھی توجہ دلائی کہ وہ اس ادارے کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح کی مدد کریں صاحب موصوف نے فرمایا کہ " میں آپ کو پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ آج کی اس نورانی اور قرآنی محفل میں شرکت کرتے ہوئے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ مجھے اکثر بڑی بڑی محفلوں اور اجلاسوں میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے مگر ان بڑی مجالس کا تعلق صرف دنیاوی امور کے ساتھ ہوتا ہے جو صرف وقتی ہے مگر آج کی اس محفل میں نہ صرف جسم کی راحت بلکہ روح کی بالیدگی اور ایمان کی تازگی اور آخرت کی روشنی کے لئے جو حلاوت و اطمینان حاصل ہوا وہ ابدی اور دائمی ہے بشرطیکہ ہم اس کی حفاظت کریں اور قرآن پاک کی تعلیمات پر چلیں۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک جو الفاظ و معانی کے لحاظ سے خداوند قدوس جل علا کا آخری کلام ہے ہماری دنیاوی اور اخروی فلاح و بہبود اور ہر قسم کی کامیابی کے لئے کافی ہے۔ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ ادارہ ظاہری طور پر مالی لحاظ سے نہایت کمزور ہے مگر باطنی طور پر اس ادارے کے بانی اور ان کے رفقائے کار کے عزائم نہایت مضبوط ہیں جو وسائلِ دنیا کی طرف نگاہ رکھنے کی بجائے صرف خداوند قدوس کی ذات پر کامل بھروسہ اور یقین رکھتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ میری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کو اِن کے عزائم میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرے میں پھر دوبارہ کارکنان اور معزز سامعین کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مبارک محفل میں مجھے شرکت کی دعوت دے کر قرأتِ قرآن سے محظوظ کیا اور

Marfat.com

میرے خیالات کو محبت و خلوص کے ساتھ سنا۔ انشاء اللہ آپ مجھے ہر وقت اپنا مخلص اور ہمدرد پائینگے۔'' آخر میں حضرت قبلہ ظلّ سبحانی پیر صبغت اللہ شاہ صاحب ایرانی مدظلہ نے ادارے کی کامیابی اور پاکستان و عالم اسلام کے لئے دُعائے خیر فرمائی اور بعد از نماز مغرب محفل ختم ہوئی۔

ناظم دارالعلوم القرآنیہ رحمانیہ حیدرآباد

مورخہ ۳۰ مارچ بروز پیر ۱۹۷۰ء

سابق فارغ شدہ طلباء دارالعلوم القرانیہ رحمانیہ کے اسمائے گرامی ۱۹۶۰ء

جو اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات پر قرآن پاک کی تعلیم میں مصروف ہیں۔

۱۔ مولینا قاری عبد الرحمٰن صاحب بلوچستانی ولد شیخ فقیر محمد صاحب علاقہ وڈھ ریاست قلات بلوچستان سابق مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر۔

۲۔ مولینا قاری عبد الرزاق صاحب ولد مولینا عبد الغفور صاحب آزاد کشمیر ریاست پونچھ حال خطیب مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ حیدرآباد۔

۳۔ مولینا قاری علی احمد صاحب روہتکی ولد میاں محمد علی صاحب سرگودھا مدرس جامعہ غوثیہ حنفیہ سرگودھا حال پھلروان۔

۴۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب ولد سراج دین صاحب گڑھی شاہو لاہور حال کویت عربیہ۔

۵۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد رمضان صاحب الوری ولد نور محمد صاحب الوری مدرس مدرسہ ریاض الاسلام لاکھا مسجد متصل زنانہ ہسپتال حیدرآباد

۶۔ مولینا صوفی حافظ قاری غلام احمد صاحب سیالوی ولد حکیم محمد بخش صاحب چک ۲۳۲ ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع جھنگ۔

۷۔ مولینا صوفی حافظ قاری غلام غوث صاحب سیالوی ولد محمد فاضل صاحب ضلع سرگودھا بمقام سیال شریف ڈاک خانہ خاص مدرس آستانہ عالیہ سیال شریف۔

۸۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد ظفر احمد صاحب نقشبندی ولد مولینا قاری حافظ محمد مظفر احمد صاحب نقشبندی دہلوی مفتی کراچی فریئر روڈ کراچی شہر۔

۹۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد بخش صاحب سندھی ولد محمد بچل صاحب سندھی لاڑکانہ سندھ حال جامعہ ازہر (یونیورسٹی) مصر۔

۱۰۔ مولینا صوفی حافظ قاری غلام حسین صاحب ولد خدا بخش صاحب شجاع آبادی خطیب پی۔ ٹی۔ ایس شہداد پور۔ مدرس جامعہ حنفیہ شہداد پور۔

۱۱۔ مولینا صوفی حافظ قاری عبد الرحمٰن صاحب ولد سراجدین صاحب گڑھی شاہو لاہور خطیب مسجد گڑھی شاہو لاہور۔

۱۲۔ مولینا صوفی حافظ قاری غلام احمد صاحب ولد محمد اکرم نقشبندی قصوری ضلع لاہور خطیب مسجد قبہ کلہیڑا متصل سنٹرل جیل حیدرآباد۔

۱۳۔ مولینا صوفی حافظ قاری حکیم افتخار احمد صاحب قریشی ولد بابو نذیر احمد صاحب قریشی سرگودھا بلاک ۲۰ پنجاب۔

۱۴۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمود الحسن صاحب ولد مولوی عبد الرشید صاحب مدرس جامع مسجد سرگودھا پنجاب۔

۱۵۔ مولینا صوفی حافظ قاری چراغ دین صاحب ولد شیر محمد صاحب ہرگودھوی مدرس مدرسہ عبد الحکیم پنجاب۔

۱۶۔ مولینا صوفی حافظ قاری سیّد فاضل شاہ صاحب ولد رحمت شاہ صاحب گجراتی خطیب مسجد قادری اسٹیشن حیدرآباد۔

Marfat.com

۱۷۔ مولینا صوفی حافظ قاری ممتاز احمد صاحب ولد مولینا عبد الغفور صاحب آزاد کشمیر خطیب مسجد پانوراں والی حیدر آباد۔

۱۸۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد خان صاحب ولد احمد خان صاحب قائد آباد ضلع سرگودھا مدرس مدرسہ قائد آباد۔

۱۹۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد عبد اللہ صاحب ولد محمد رمضان صاحب ضلع، ڈیرہ غازی خان تحصیل جام پور ڈاک خانہ خاص کوٹاہ مغلاں والا۔

۲۰۔ مولینا صوفی حافظ قاری نور احمد صاحب ٹونکی ولد غلام محمد صاحب ٹونکی خطیب مسجد مزار والی صدر حیدر آباد۔

۲۱۔ مولینا صوفی حافظ قاری محمد رمضان صاحب عرف ملنگ ولد محمد عمر صاحب ڈیروی خطیب مسجد نورانی حیدر آباد۔

۲۲۔ مولینا صوفی حافظ قاری مقبول الرحمٰن لدھیانوی ولد حاجی محمد لدھیانوی ثم لائل پوری خطیب مسجد قادری اسٹیشن حیدر آباد۔

۲۳۔ مولینا صوفی حافظ قاری الحاج جمال الدین صاحب ولد نور الدین صاحب مقبوضہ کشمیر حال حیدر آباد سندھ۔

۲۴۔ مولینا صوفی حافظ قاری الحاج عبد العزیز صاحب ولد شاہ ولی صاحب مقبوضہ کشمیر حال حیدر آباد سندھ۔

نوٹ:- یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

مرکزی دارالعلوم القرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدر آباد

کے فارغ شدہ طلباء کے

اسمائے گرامی

۱۔ حافظ قاری اللہ دتہ ولد نور محمد سول گیانوالہ چک نمبر ۷۶ تحصیل خانیوال خطیب مسجد عمر اسلام حیدر آباد۔

۲۔ حافظ قاری محمد اکرم ولد حاجی محمد رمضان سول گیانوالہ چک نمبر ۷۶ تحصیل خانیوال خطیب مکہ مسجد حیدر آباد۔

۳۔ حافظ قاری عبد اللطیف مدنی ولد عبد الباقی اعجاز پیش امام موتی مسجد بندر روڈ کراچی شہر۔

۴۔ حافظ قاری محمد علی ولد گل محمد سرحدی خطیب مسجد ترک جوڑیا بازار لی مارکیٹ کراچی شہر۔

۵۔ حافظ قاری عبد اللطیف ملتانی ولد اللہ بخش مدرس تجوید و قرأت مدرسہ خیر المعاد مسجد پھول ہٹ ملتان شہر۔

۶۔ حافظ قاری بشیر احمد ملتانی ولد حاجی شاکر خطیب مسجد پی۔ ٹی۔ ایس شہداد پور ضلع سانگھڑ۔

Marfat.com

۷۔ حافظ قاری محمد صادق ہزاروی ولد آزاد خان خطیب مسجد غلام محمد کلہوڑا متصل سنٹرل جیل حیدرآباد۔

۸۔ حافظ قاری دین احمد کیمبل پوری ولد حافظ محمد اسمٰعیل چشتیاں منڈی خطیب مسجد ریلوے اسٹیشن چشتیاں۔

۹۔ حافظ قاری حاجی عبدالرحمٰن ولد فضل کریم سرگودھوی پیش امام مسجد مرکز فروٹ منڈی حیدرآباد۔

۱۰۔ حافظ قاری محمد علی بوگرہ ولد حافظ نور احمد پیش امام مسجد ڈومن واہ متصل سندھ فلورملز حیدرآباد۔

۱۱۔ حافظ قاری محمد یار سرگودھوی ولد صالح محمد خطیب مسجد مکہ مدرس مدرسہ تجوید القرآن حیدرآباد۔

۱۲۔ حافظ قاری سیّد محمد اشتیاق علی ولد سیّد فتح محمد مدرس کینٹ بورڈ مدرسہ پرائمری اسکول چاہ بوہڑ والا ملتان صدر۔

۱۳۔ حافظ قاری وزیر محمد الوری ولد اللہ دیا گنج بخش شاہ کاپڑ مدرس مسجد حاجی حافظ محمد اسحاق حیدرآباد۔

۱۴۔ حافظ قاری محمد شفیع اجمیری ولد محمد یوسف خطیب مسجد نور چاڑی بھائی خان حیدرآباد۔

۱۵۔ حافظ قاری محمد شاہ میر سرحدی ولد محمد سردار خطیب مسجد بغدادی چاڑی بچل شاہ حیدرآباد۔

۱۶۔ حافظ قاری محمد زاہد خان اجمیری ولد شیخ اللہ دیا کرپلانی گلی چھوٹکی گھٹی حیدرآباد۔

Marfat.com

۱۷۔ حافظ قاری نور محمد الوری ولد ہری خان بمقام بلندی اوتاڑ تحصیل قصور ضلع لاہور۔

۱۸۔ حافظ قاری فدا حسین ولد شیر محمد ضلع سرگودھا تحصیل خوشاب خطیب جامع مسجد یونٹ نمبر ۱۱ شاہ لطیف آباد۔

۱۹۔ حافظ قاری عبد الرحمٰن ٹھٹھوی ولد حاجی اللہ بچایو ٹھٹھہ شہر ضلع ٹھٹھہ براستہ کراچی۔

نوٹ:۔ یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۶۲ء بروز پیروار فارغ ہونے اور سندات حاصل کرنیوالے طلباء کے

اسمائے گرامی

۱۔ حافظ قاری سرفراز احمد ولد الحاج حافظ قاری محمد طفیل صاحب نقشبندی مجددی خواجہ چوک حیدرآباد سندھ۔

۲۔ حافظ قاری غلام رسول ولد امام بخش صاحب سکندری پیش امام مکہ مسجد حیدرآباد سندھ۔

۳۔ حافظ قاری شیخ احمد عبد الرحیم گودھروی کھائی روڈ شہداد پوری پاڑہ حیدرآباد سندھ۔

۴۔ حافظ قاری غلام حسن خان ولد مولا بخش صاحب کیمبل پوری شو مارکیٹ متصل اسٹیشن حیدرآباد سندھ۔

۵۔ حافظ قاری جمال الدین ولد نور الدین صاحب کشمیری خطیب مسجد آفندی باغ پنجرہ پول حیدرآباد سندھ۔

۶۔ حافظ قاری کمال الدین ولد اللہ دین صاحب الوری پھلیلی رشی گھاٹ حیدرآباد سندھ۔

۷۔ حافظ قاری عبد المجید ولد حافظ عبد الحمید صاحب ریشم گلی شاہی بازار حیدرآباد سندھ۔

Marfat.com

۸۔ حافظ قاری عبد الغفور ولد حاجی خلیفہ محمد اسمٰعیل صاحب بھاولپوری ٹنڈو محمد پناہ حال حیدر آباد سندھ۔

۹۔ حافظ قاری محمد شریف ولد حافظ محمد حنیف صاحب الوری پرانا مچھلی ہاٹ شاہی بازار حیدر آباد سندھ۔

۱۰۔ حافظ قاری عبد القدیر ولد نذیر احمد ٹونکی جیکب روڈ متصل سول ہسپتال پارک حیدر آباد سندھ۔

۱۱۔ حافظ قاری حبیب احمد ولد مولوی علی احمد صاحب ٹونکی لطیف آباد حیدر آباد سندھ۔

۱۲۔ حافظ قاری محمود احمد ولد حافظ محمد رمضان صاحب الوری کھائی روڈ حیدر آباد سندھ۔

۱۳۔ حافظ قاری ریاض الدین ولد فیاض الدین صاحب بدایونی لیاقت کالونی حیدر آباد سندھ۔

۱۴۔ حافظ قاری حاجی احمد ولد غلام رسُول ڈیرہ اسماعیل خان پیش امام مسجد طائف و مدرس مدرسہ احسن البرکات حیدر آباد سندھ۔

۱۵۔ حافظ قاری گلاب بخش قریشی ولد حسین بخش قریشی پنجرہ پول کریانہ مرچنٹ حیدر آباد سندھ۔

۱۶۔ حافظ قاری محمد اکرم نعیمی ولد محمد ابراہیم لدھیانوی مدرس مدرسہ اسلامیہ ہائی سکول جناح کالونی لائل پور۔

۱۷۔ حافظ قاری منظور احمد نعیمی ولد میاں دوست محمد لائل پوری مدرس مدرسہ غوثیہ رضویہ لائل پو۔

نوٹ:۔ یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

جلسۂ تقسیم اسناد (مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۳۸۷ھ)

فہرست از رجسٹر مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ حیدر آباد

۱۔ حافظ قاری غلام حسین ولد چراغ الدین صاحب شاہ پور بھنگو تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ۔

۲۔ حافظ قاری محمد صدیق ولد گلاب خان صاحب آزاد کشمیر پونچھ تحصیل باغ پوسٹ آفس ہاڑی گیل بمقام کفل گڑھ۔

۳۔ حافظ قاری سیّد غیاث الدین ولد پیر جی رحمت علی صاحب بمقام ہنو مانگڑھ ڈاک خانہ ایضاً ضلع ملتان۔

۴۔ حافظ قاری محمد اشرف حامدی ولد محمد حسین صاحب خان پور ڈاک خانہ خاص۔ بگا شیر تحصیل و ضلع مظفر گڑھ۔

۵۔ حافظ قاری محمد افضل چترالوی ولد شیر افضل خان صاحب ریاست چترال ڈاک خانہ آبون بمقام بمریت شیخانندہ۔

۶۔ حافظ قاری سیّد مراتب علی شاہ ولد سیّد پیر حسین شاہ صاحب خطیب جامع مسجد غلہ منڈی عارف والا ضلع ساہیوال۔

۷۔ حافظ قاری عالم شیر ولد یار محمد صاحب گوجرانوالہ حال کراچی نمبر ۹ خطیب ۲۲ فیلڈ انجینئر کمپنی ملیر کینٹ۔

۸۔ حافظ قاری عبد الستار ولد غلام محمد صاحب موضع چندرانی غربی ڈاک خانہ نور پور براستہ احمد پور شرقیہ ضلع بھاول پور۔

Marfat.com

۹۔ حافظ قاری محمد الدین ولد عبد العزیز صاحب ضلع بہاول پور تحصیل احمد پور شرقیہ محلہ نور شاہ بخاری۔

۱۰۔ حافظ قاری محمد انور ولد محمد جعفر صاحب بمقام بندھیال تحصیل پنڈی گھیپ ضلع کیمبل پور۔

۱۱۔ حافظ قاری محمد انور علی ولد سوھنا صاحب عارف والا ضلع ساہیوال خطیب جامع مسجد مرکز فروٹ مارکیٹ حیدر آباد۔

۱۲۔ حافظ قاری محمد شریف ولد نوتا صاحب ضلع ساہیوال تحصیل دیپال پور چک ڈاک خانہ بنگہ حیات ضلع ملتان۔

۱۳۔ حافظ قاری محمد جمیل ولد حافظ فضل الرحمٰن صاحب نواب شاہ محلہ غریب آباد۔

۱۴۔ حافظ قاری کمال الدین ولد اللہ دین صاحب الوری پرانا رشی گھاٹ پھلیلی حیدر آباد۔

۱۵۔ حافظ قاری اسلام الدین ولد نور محمد صاحب الوری رشی گھاٹ پھلیلی حیدر آباد۔

۱۶۔ محمد صادق ولد فدا حسین صاحب ڈیرہ اسماعیل خان ڈاک خانہ بند کورانی پنجاب۔

۱۷۔ حافظ قاری غلام سرور ولد نور احمد صاحب ضلع میانوالی براستہ لیاقت پور پھاتھی جویاں والی پنجاب۔

۱۸۔ حافظ قاری محمد رمضان ولد میاں فضل دین صاحب چک نمبر ۵۱ ایس پی پھوگا نوالہ ضلع ساہیوال پنجاب۔

۱۹۔ حافظ قاری محمد شریف ولد مولوی نظام الدین صاحب ضلع ساہیوال محلہ عیدگاہ پاک پتن شریف پنجاب۔

Marfat.com

جلسۂ تقسیم اسناد

مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء بمطابق ۱۳۸۹ھ کو
فارغ شدہ طلباء کرام کے اسمائے گرامی

۱۔ حافظ قاری شمس الدین ولد احمد بخش صاحب رحیم یار خان ڈاک خانہ خاص بستی کھوکھران خطیب مسجد سلطانی حیدرآباد۔

۲۔ حافظ قاری عبدالرزاق ولد مہر الٰہی بخش صاحب ضلع ملتان تحصیل خانیوال چک ۷۶ الف ڈاک خانہ ۷۹۔

۳۔ حافظ قاری محمد ادریس ولد مقصود علی خان صاحب چک نمبر ۷۹ ڈاک خانہ خاص تحصیل خانیوال خطیب مسجد سرفراز کالونی حیدرآباد۔

۴۔ حافظ قاری خورشید احمد ولد محمد غلام صاحب آزاد کشمیر ریاست پونچھ تحصیل باغ خطیب مسجد قاضیاں۔

۵۔ حافظ قاری بشیر احمد ولد بابو خان صاحب آگرہ کٹہرہ مداری خان خطیب مسجد فاطمہ سرفراز کالونی۔

۶۔ حافظ قاری محمد شفیع ولد غلام نبی صاحب پپلاں شہر لیاقت آباد ڈاک خانہ پپلاں ضلع میانوالی۔

۷۔ حافظ قاری بشیر احمد ولد نبی بخش صاحب خانیوال ضلع ملتان چک ۷۶ ڈاک خانہ اے۔ڈی۔سی ۸۵ تا ۸۳۔

۸۔ حافظ قاری غلام نبی ولد محمد شہباز صاحب زرگر ملتان نوان شہر محلہ گل دین

کالونی۔

۹۔ حافظ قاری محمد رفیق ولد قاضی منیر الدین صاحب پریٹ آباد حلقہ ۲۹۷ پھلیلی حیدر آباد۔

۱۰۔ حافظ قاری محمد بخش ولد اللہ داد صاحب مظفر گڑھ تحصیل لیہ ڈاک خانہ واڑہ شیرانوالہ بستی ناوڑین۔

۱۱۔ حافظ قاری غلام رسول ولد دوست محمد صاحب ضلع میانوالی بستی کھیوہ ڈاک خانہ نوتک۔

۱۲۔ حافظ قاری منظور احمد ولد عطا محمد صاحب بسنی بلوچ تحصیل بھکھر ڈاک خانہ حسن شاہ۔

۱۳۔ حافظ قاری بشیر احمد ولد حافظ اللہ بخش صاحب ضلع میانوالی بستی بختاور ڈاک خانہ نوتک تحصیل بھکھر۔

۱۴۔ حافظ قاری احمد حسن ولد حافظ اللہ بخش صاحب ضلع میانوالی بستی بختاور ڈاک خانہ نوتک تحصیل بھکھر۔

۱۵۔ حافظ قاری سیّد بشیر شاہ ولد اللہ بخش شاہ ضلع میانوالی تحصیل بھکھر ڈاک خانہ حسن شاہ۔

۱۶۔ مولینا قاری غلام علی ولد حاجی عبد الرحمٰن صاحب بدین شہر خطیب جامع مسجد ٹھٹھہ مکلی ہاشم آباد۔

۱۷۔ حافظ قاری محمد عمر ولد عبد الکریم صاحب قادی ونڈ تحصیل قصور ضلع لاہور۔

۱۸۔ حافظ قاری شیر محمد ولد ورنام الدین صاحب بمقام پیارا تاڑ تحصیل قصور ضلع لاہور۔

نوٹ:۔ یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

دورۂ قرأت جامع مسجد صدر، حیدر آباد

۲۰ شعبان المکرّم سے ۲۶ رمضان المبارک تک ۲۷ ویں شب قدر میں فارغ ہونے والے طلبائے کرام ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۹۰ھ

فہرست از رجسٹر مدرسہ

۱۔ قاری خدا بخش ولد گل محمد بلوچ با کرانی روڈ ضلع لاڑکانہ سندھ۔

۲۔ حافظ قاری عبد المالک ولد حاجی سلطان محمود ضلع رحیم یار خان تحصیل لیاقت پور براستہ اللہ آباد ڈاک خانہ ٹھل حمزہ۔

۳۔ حافظ قاری محمد فائق ولد بقر عیدن نشتر آباد نئی آبادی پریٹ آباد۔

۴۔ حافظ قاری معین الدین ولد مدار بخش پریٹ آباد نئی آبادی نشتر آباد۔

۵۔ حافظ قاری محمد شریف ولد مولوی نور حسن خطیب مسجد رحمانیہ حاجی اُمید علی روڈ آزاد کشمیر۔

۶۔ مولینا قاری نذیر احمد ولد غلام دین خطیب جامع مسجد اقصیٰ مینٹل ہسپتال گدو حیدر آباد۔

۷۔ مولینا قاری غلام یٰسین ولد علی بہادر ضلع تحصیل مظفر آباد ڈاک خانہ دو میل خاص بمقام دولائی۔

۸۔ مولینا قاری محمد منیر ولد ڈاکٹر خداداد خان چانڈیہ تعلقہ میٹرھ ضلع دادو گوٹھ ڈاکٹر خداداد خان۔

۹۔ حافظ قاری عبد الستار ولد حافظ عبد الحبیب ضلع سرگودھا تحصیل خوشاب

Marfat.com

سکنہ وڑچھ شریف۔

۱۰۔ حافظ قاری فداء الرحمٰن ولد حافظ محمد رمضان ایس۔ پی۔ آر کالی روڈ حیدرآباد۔

۱۱۔ حافظ قاری عبدالعزیز ولد شاہ ولی خطیب جامع مسجد بغدادی بلبلانی گھٹی حیدرآباد۔

۱۲۔ مولینا قاری منیرالدین ولد حافظ عبدالغنی قریشی پھلیلی پریٹ آباد نشتر آباد

۱۳۔ مولینا قاری محمد یونس ولد قاضی منیرالدین قریشی پھلیلی پریٹ آباد نزد کمیلہ حیدرآباد۔

۱۴۔ مولینا قاری مجاہد محمد ایوب ولد قاضی منیرالدین قریشی پھلیلی پریٹ آباد نزد کمیلہ حیدرآباد۔

۱۵۔ مولینا قاری مشتاق احمد ولد عبدالغفور قریشی قائدآباد کراچی متصل مزار قائداعظم۔

۱۶۔ مولینا قاری مختیارعلی ولد خان محمد ضلع لاڑکانہ ڈوکری گوٹھ عالمانی سندھ۔

۱۷۔ مولینا قاری حسین علی غفاری ولد خان محمد ضلع لاڑکانہ ڈوکری گوٹھ عالمانی سندھ۔

۱۸۔ حافظ قاری فاروق احمد ولد امیر بخش نوشہرہ فیروز ضلع نواب شاہ گوٹھ امیر بخش عباسی۔

۱۹۔ حافظ قاری محمد ممتاز احمد ولد الف دین بمقام میال ڈاک خانہ میال تحصیل و ضلع راولپنڈی۔

۲۰۔ مولینا قاری سردارعلی ولد محمد سلیمان خطیب جامع مسجد نئی آبادی نشتر آباد

دست خط سیّد کاظم علی شاہ صاحب' خطیب جامع مسجد صدر
وزونل خطیب' محکمہ اوقاف' حیدرآباد

دَورہ قرأت جامع مسجد رحمانیہ

پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس۔کراچی' طارق روڈ

۲۰ شعبان سے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ جلسۂ تقسیم اسناد جمعۃ الوداع

۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء فارغ شدہ طلبائے کرام کے اسمائے گرامی

۱۔ حافظ قاری شیر حسین ولد میاں حاجی گل محمد حسن صاحب خطیب مدنی جامع مسجد پیرا باد گولی مار کراچی۔

۲۔ حافظ قاری غلام یٰسین ولد ولی محمد صاحب دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔

۳۔ مولینا قاری غلام نبی ولد میاں محمد لطیف صاحب مرید کے ڈاک خانہ ٹھٹی ضلع گجرات پنجاب۔

۴۔ مولینا قاری عبد الرشید ولد میاں محمد لطیف صاحب مرید کے ڈاک خانہ ٹھٹی ضلع گجرات پنجاب۔

۵۔ مولینا قاری نور العلی ولد محمد شریف صاحب بنگالی دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔

۶۔ حافظ قاری محمد فاروق ولد علیم اللہ صاحب بنگالی دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔

۷۔ حافظ قاری عبد الغنی ولد ملاں رضا محمد صاحب بنگالی وڈھ بلوچستان دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔

۸۔ حافظ قاری محمد مستقیم ولد خادم حسین صاحب ناظم آباد متصل بڑا میدان کراچی۔

۹۔ مولینا قاری خادم حسین ولد غلام احمد صاحب خطیب مجاہد مسجد رنچھوڑ لائن کراچی۔

۱۰۔ حافظ قاری محمد علی قصوری ولد شاہ محمد صاحب قصوری خطیب جامع مسجد الا نہ رنچھوڑ لائن کراچی۔

۱۱۔ حافظ قاری حبیب اللہ ولد عبد الحلیم اویسی خطیب جامع مسجد کیماڑی کراچی۔

۱۲۔ حافظ قاری شیر محمد ولد ملک حامد صاحب قصبہ کالونی خطیب جامع دار الحمد کراچی۔

۱۳۔ حافظ قاری نذیر حسین ولد مولوی عبد المجید صاحب دارالعلوم حنفیہ غوثیہ جامع مسجد غوثیہ سوسائٹی کراچی۔

۱۴۔ حافظ قاری غلام مصطفےٰ ولد مولوی جان محمد صاحب دارالعلوم حنفیہ غوثیہ جامع مسجد غوثیہ سوسائٹی کراچی۔

۱۵۔ مولینا قاری ہدایت اللہ ولد عبد الکریم صاحب دارالعلوم حنفیہ غوثیہ جامع مسجد غوثیہ سوسائٹی کراچی۔

۱۶۔ مولینا قاری ابو الفتح محمد غلام کبیر ولد محمد عبد الواسع بنگالی دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔

۱۷۔ مولینا قاری محمد حفیظ قادری ولد نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد اقصیٰ

Marfat.com

اے ایریا لیاقت آباد کراچی۔

۱۸۔ مولینا قاری غلام سرور ولد مولینا محمد رمضان خطیب جامع مسجد نور الحرم سندھی ہوٹل لیاقت آباد کراچی۔

۱۹۔ مولینا قاری معراج دین عرف محمود رینالوی ایم اے خطیب جامع مسجد ملیر کینٹ ملٹری ایریا کراچی۔

۲۰۔ مولینا قاری محمد نور الدین ولد ستار محمد صاحب خطیب جامع مسجد قادری پیر کالونی کراچی۔

۲۱۔ مولینا قاری رحمت اللہ ولد فقیر اللہ صاحب ملیر کالونی مسجد بہار مدینہ کراچی۔

۲۲۔ مولینا قاری مظفر علی شاہ ولد مولینا ولی محمد صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن کیماڑی کراچی۔

۲۳۔ حافظ قاری دل پذیر صاحب ولد میاں جمال الدین گاؤں سیوال ضلع گجرات پنجاب حال کراچی۔

۲۴۔ حافظ قاری محمد لقمان بنگالی ولد مخلص الرحمٰن چاٹگام ہالی شہر پوسٹ آفس مہیش خالی حال کراچی۔

۲۵۔ حافظ قاری محمد احمد ولد اللہ بخش صاحب ضلع مظفر گڑھ تحصیل علی پور پنجاب۔

نوٹ:- یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

دورۂ قرأت

۲۰ شعبان سے ۲۷ رمضان المبارک تک ۱۳۹۴ھ

جلسہ تقسیم اسناد شب قدر ۱۴ ۱۱ کتوبر ۱۹۷۴ء

فارغ شدہ طلبائے کرام کے اسمائے گرامی

۱۔ مولینا قاری عبد الرحیم ولد عبد الغنی صاحب برمی خطیب اللہ والی مسجد پرانا پاور ہاؤس ٹنڈو میر محمود حیدر آباد سندھ۔

۲۔ مولینا قاری نور الاسلام ولد ابو القاسم صاحب برمی خطیب اللہ جامع مسجد حاجی شاہ بابا کھائی روڈ حیدر آباد سندھ۔

۳۔ حافظ قاری محمد الیاس ولد عبد الغفار صاحب خطیب جامع مسجد سرفراز کالونی حیدر آباد سندھ۔

۴۔ حافظ قاری معین الدین ولد حاجی نور محمد صاحب مسان روڈ مکان ۳۱۰ حیدر آباد سندھ۔

۵۔ حافظ قاری محمد اسحاق ولد حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ویسٹ کچا متصل زنانہ ہسپتال حیدر آباد سندھ۔

۶۔ حافظ قاری سیّد عظمت علی ولد سیّد بشارت علی صاحب لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱ ایوب کالونی حیدر آباد سندھ۔

۷۔ حافظ قاری منیر احمد ولد عنایت علی صاحب نیو ناکہ خطیب جامع مسجد

Marfat.com

گھمن آباد حیدرآباد سندھ۔

۸۔ حافظ قاری احمد بخش ولد حافظ محمد رمضان صاحب ضلع ملتان تحصیل خانیوال چک ۴۶ این آر پنجاب۔

۹۔ مولینا قاری حاجی عبد اللطیف ولد عنایت خان صاحب کالی روڈ وزیر علی انڈسٹریز حیدرآباد سندھ۔

۱۰۔ مولینا قاری نذیر احمد بروہی ولد خیر محمد صاحب مدرسہ صبغۃ الاسلام نظامی محلہ سانگھڑ سندھ۔

۱۱۔ مولینا قاری عبد الرحمٰن ولد محمد خان صاحب پٹھان کالونی خطیب جامع حیات نیا بس اسٹینڈ حیدرآباد سندھ۔

۱۲۔ مولینا قاری عبد اللطیف ولد شیر محمد صاحب خطیب جامع مسجد بغدادی چوڑی گلی حیدرآباد سندھ۔

۱۳۔ حافظ قاری نور محمد ولد حفیظ اللہ صاحب امام مسجد محمدی ٹنڈو اللہ یار سندھ۔

۱۴۔ حافظ قاری محمد عاشق ولد عبد الغفور صاحب خطیب جامع مسجد پیر سرہندی فقیر کا پڑ حیدرآباد سندھ۔

۱۵۔ حافظ قاری نور محمد ولد عبد السلام صاحب بلوچستان نوشکی۔

۱۶۔ حافظ قاری سیّد اشتیاق حسین ولد امام الدین صاحب پٹھان کالونی حیدرآباد سندھ۔

۱۷۔ حافظ قاری عبد الرشید ولد نور الدین صاحب پھلیلی رشی گھاٹ حیدرآباد سندھ۔

۱۸۔ حافظ قاری بشیر احمد ولد حافظ اللہ بخش صاحب مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ چہلیک ملتان۔

۱۹۔ حافظ قاری محمد شریف ولد غلام حیدر صاحب پیش امام مسجد امریکن کواٹر حیدرآباد سندھ۔

۲۰۔ مولینا قاری محمد رضا ولد ابوالخیر صاحب میانوالی جامعہ غوثیہ مہریہ شہر بھل تحصیل بھکر۔

۲۱۔ مولینا قاری غلام حسین ولد میر حسین صاحب پیش امام سبحانی مسجد لطیف آباد حیدرآباد۔

۲۲۔ مولینا قاری عبدالغفور ولد عبدالرؤف صاحب خطیب جامع مسجد نپور والی ٹنڈو ولی محمد حیدرآباد سندھ۔

۲۳۔ حافظ قاری محمد حنیف ولد فتح محمد صاحب خطیب جامع مسجد بابا نانا ہالہ روڈ حیدرآباد سندھ۔

۲۴۔ حافظ قاری عبدالرزاق ولد فضل کریم صاحب ٹیلیگراف ورکشاپ کوٹری ضلع دادو سندھ۔

۲۵۔ حافظ قاری عبدالمجید ولد غلام اکبر صاحب خطیب جامع نیم والا متصل خواجہ چوک حیدرآباد سندھ۔

نوٹ:۔ یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

دَورۂ قرأت

کریمی جامع مسجد خواجہ چوک حیدر آباد میں ۲۰ شعبان سے ۲۷ رمضان المبارک تک جمعۃ الوداع جلسہ تقسیم اسناد ۳ ا کتوبر ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۳۹۵ھ فارغ شدہ طلبائے کرام کے اسمائے گرامی

۱۔ حافظ قاری محمد بخش اویسی ولد کریم بخش صاحب ڈاکخانہ چک ۳۷۔اے چک ۳۴ براستہ فیروزہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔

۲۔ حافظ قاری محمد عبد اللہ ولد محمد سلطان سیالوی چک ۱۳۵ شمالی ڈاکخانہ سلانوالی تحصیل و ضلع سرگودھا۔

۳۔ حافظ قاری غلام حسین ولد غلام رسول دریال ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان تحصیل ڈیرہ بمقام ڈھکی ڈاک خانہ ڈھکی۔

۴۔ حافظ قاری عبد الرحمٰن ولد شیرین خان دریال ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان تحصیل ڈیرہ بمقام ڈھکی ڈاک خانہ ڈھکی۔

۵۔ حافظ قاری سلطان محمد ولد گل محمد خاص سکھر تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمل پور

۶۔ حافظ قاری صاحبزادہ ولد عبد الحکیم مقام کشمیر ڈاک خانہ اسپنڈ تحصیل ڈچ ضلع دیر ڈویژن مالاکنڈ۔

۷۔ حافظ قاری منظور احمد ولد امیر محمد چک نمبر ۳۱ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ڈاک خانہ فتح پور۔

Marfat.com

۸۔ حافظ قاری محمد شاہد ولد محمد شفیع لونگ بھگت گلی شاہی بازار حیدر آباد سندھ۔

۹۔ حافظ قاری دوست محمد ولد شیر محمد ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈاک خانہ ڈھکی بمقام جھوک گامے والی۔

۱۰۔ حافظ قاری محمد نذیر ولد غلام دستگیر ضلع سرگودھا تحصیل خوشاب ڈاک خانہ وڑچھ شریف۔

۱۱۔ حافظ قاری محمد شریف ولد محمد یار موضع واہی کھور تحصیل شجاعباد ضلع ملتان ڈاک خانہ جگو والہ۔

۱۲۔ حافظ قاری محمد یوسف ولد غلام محمد میانوالی ڈاک خانہ کلور کوٹ تحصیل بھکھر۔

۱۳۔ حافظ قاری غلام ربانی ولد محمود خان بلوچ ڈاک خانہ درابن تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۱۴۔ حافظ قاری وکیل احمد ولد حافظ دین محمد پریٹ آباد پھلیلی حیدر آباد سندھ۔

۱۵۔ حافظ قاری محمد جمیل احمد ولد قاضی محمد یعقوب تلک چاڑی اکثرائی لائن حیدر آباد سندھ۔

۱۶۔ حافظ قاری مجیب الرحمٰن ولد عبد الرحمٰن صاحب کھائی روڈ سرے گھاٹ حیدر آباد سندھ۔

۱۷۔ حافظ قاری غلام جعفر ولد محمد رمضان صاحب شہداد پوری پاڑہ کھائی روڈ حیدر آباد سندھ۔

۱۸۔ حافظ قاری محمد اسمٰعیل ولد محمد رمضان صاحب شہداد پوری پاڑہ کھائی روڈ حیدر آباد سندھ۔

۱۹۔ حافظ قاری عبد الستار ولد مطیع اللہ صاحب ضلع و تحصیل مردان ڈاک خانہ و

Marfat.com

مقام بابوڑی۔

۲۰۔ مولانا قاری راؤ محمد علی رضا خان ولد راؤ محمد مرتضیٰ خان کوٹ راد ہا کشن (بوہڑ) ضلع لاہور۔

۲۱۔ مولانا قاری راؤ محمد مرتضیٰ خان ولد راؤ امراؤ علی خان کوٹ راد ہا کشن (بوہڑ) ضلع لاہور۔

۲۲۔ مولانا قاری مختار احمد اجمیری ولد اعظم خان صاحب خطیب جامع مسجد گوٹھ لالو ماچھی حالی روڈ حیدرآباد۔

۲۳۔ مولانا قاری عبد الرؤف ولد احمد خان صاحب ضلع و تحصیل میانوالی شہر چکڑالہ پنجاب۔

۲۴۔ مولانا قاری محمد عبد الرحمٰن ولد محمد خان الحسنی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان پوسٹ آفس ملانہ جھوک گملہ۔

۲۵۔ حافظ قاری عبد الحکیم ولد غلام محمد صاحب موضع واہی کھور تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان ڈاکخانہ۔

۲۶۔ حافظ قاری نور الحسن ولد حافظ محمد نواز صاحب کیمل پوری تحصیل تلہ گنگ جکووالا۔

۲۷۔ حافظ قاری محمود الحسن ولد حافظ محمد نواز صاحب کیمل پوری تحصیل تلہ گنگ جکووالا۔

نوٹ:- یہ فہرست مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کے رجسٹر سے لی گئی ہے (مرتب)

Marfat.com

باب نہم

قاری صاحب کے مکاتیب

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام بہتر اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب

<u>۷۸۶</u>

بشرف ملاحظہ جناب قاری طفیل احمد نقشبندی [1]

واضح ہو کہ مدرسہ کی باضابطہ تنظیم کے سلسلے میں آپ کی جماعت کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات درکار ہیں' مہربانی فرما کر جلد تکمیل کر کے دفتر ناظم کو ارسال فرمائیں۔ (۱) طلباء کی کل تعداد (۲) طلباء کے داخلہ فارم مکمل (۳) آپ کی ملازمت کی ابتدائی تاریخ اور درخواست ملازمت (۴) دوران ملازمت آپ کے مطالبات' کیا کیا منظور ہوئے' کیا نامنظور' اور کیا زیر غور ہیں (۵) پرائمری کے درجہ سوئم اور چہارم کے چھ طلباء کی فہرست ماسٹر افتخار صاحب آپ کو ارسال کریں گے اُن کو قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم آپ دیں گے' یہ تجویز حاجی محبوب الٰہی صاحب کے حکم کے مطابق عمل میں لانی ہے۔

31-12-61 بہتر اجمیری

ناظم' جامعہ مجددیہ' رکن الاسلام' ہیرآباد' حیدرآباد

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جوابی مکتوب (ترتیب وار)

(۱) ماہ جنوری میں طلباء کی تعداد جو رجسٹر میں درج کی گئی ہے' ۱۸ ہے اور یہی طلباء باقاعدہ طور پر آ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں' علاوہ ازیں مندرجہ ذیل طلباء ہفتہ میں ایک دو دن آتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں' ان

۱۔ شاید جلدی میں طفیل احمد نقشبندی لکھ دیا گیا ہے جبکہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد طفیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

کے متعلق قبل ازیں ناظم صاحب اور حافظ اللہ بخش صاحب کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ ان کو تنبیہ فرما دیں خود بھی متنبہ کیا گیا مگر اسکے باوجود یہ لوگ اپنی عادت کو نہ بدل سکے اس لیے ماہ جنوری میں ان کا نام نہیں لکھا گیا۔

﴿۱﴾ یار محمد سندھی: ہر دو طلباء برائے نام داخل ہیں چند سبق پڑھتے ہیں' باقی

﴿۲﴾ بشیر احمد سندھی: اوقات آوارگی میں گزارتے ہیں یا مدرسہ کی حدود میں بیٹھ کر وقت گزارتے ہیں یا بازار میں پھر کر وقت پورا کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ حافظ زبیر احمد: قبلہ عفی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔

﴿۴﴾ عبدالرؤف: یہ حافظ اللہ بخش صاحب کے پاس حفظ کرتے ہیں متواتر ناغہ

﴿۵﴾ سراج دین: کرنے کے حالت میں خارج کر دیے گئے ہیں

﴿۶﴾ محمد رمضان:

﴿۷﴾ ولی محمد:

﴿۸﴾ محمد سلیمان:

تمام طلباء کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اگر صرف عربی پڑھتے ہیں تو اس کے ساتھ قرآن پاک کی مشق ضرور کریں مگر اس پر عمل کم ہوتا ہے' جو طلباء صرف مشق کرتے ہیں وہ عربی ضرور پڑھیں جس میں چند طلباء مستثناء ہیں۔

﴿۱﴾ حافظ بشیر احمد: ہر دو طلباء حافظ ہیں مگر چند روز مشق کرنے کے علاوہ آج تک

﴿۲﴾ محمد اسحاق: اس طرف متوجہ نہیں ہوئے باوجودیکہ مدرسہ کی طرف سے ان کو وظیفہ بھی ملتا ہے اور ان کی آوارگی بدستور ہے۔

ہر ایک طالب علم کا جائزہ لے کر اور اس کے حالات کا مطالعہ فرما کر یا تو اس کو مدرسہ کے اوقات اور اس کی تعلیم کا پابند کیا جائے یا اُن کو خارج کیا جائے یا اُن کی اصلاح ممکن ہو تو اصلاح کی جاوے۔

(۲) تمام طلباء کے فارم داخلہ سابق ناظم صاحب کے پاس موجود تھے جو اُمید ہے دفتر میں ہوں گے۔ میرے پاس کسی طالب علم کا فارم داخلہ نہیں ہے لہٰذا دفتر میں تلاش فرمائے جائیں۔

(۳) فقیر کی ملازمت کی ابتداء ۶۰۔ ۷۔ ۱۶ (جولائی ۱۹۶۰ء) ہے' قبلہ عفی صاحب نے تقرر فرمایا تھا' درخواست کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

(۴) آج تک کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا۔

(۵) بڑی اچھی تجویز ہے' فقیر کی اپنی خواہش بھی تھی کہ پرائمری اسکول سے خوش الحان چند بچے چنے جائیں جن کو مشق کرائی جائے تاکہ وہ اجلاس وغیرہ میں پڑھ سکیں' فقیر اس کے لیے بخوشی تیار ہے بشرطیکہ ماسٹر صاحب اُن بچوں کو متواتر بھیجتے رہیں۔

فقط: قاری محمد طفیل نقشبندی' مدرس شعبۂ تجوید'
رکن الاسلام' جامعہ مجددیہ' حیدرآباد

ناظم ''رکن الاسلام'' کو قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شکایتی مراسلہ

مکرمی جناب ناظم صاحب' رکن الاسلام جامعہ مجددیہ

گزارش ہے کہ قبل ازیں بھی آپ کو طلباء کے متعلق آگاہ کیا جاچکا ہے مگر آپ نے ابھی تک اُن کے متعلق کوئی مؤثر قدم نہیں اُٹھایا جس سے مدرسہ کی حالت کے سدھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں اس لیے آپ ان طلباء کے متعلق جلد از جلد فیصلہ کریں تاکہ مدرسہ کا معیار قائم ہو سکے۔

حافظ بشیر خان طالب علم جو مدرسہ کا وظیفہ خوار ہے میں نے اسے بروز منگل بوقت ساڑھے پانچ بجے سینما کے ٹکٹ گھر میں لائن میں لگے ہوئے ٹکٹ

خرید تے ہوئے دیکھا ہے جس کا اس نے اقرار کرلیا ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ اس کو نکالیں یا رکھیں۔ فقط والسلام

قاری محمد طفیل نقشبندی 03-01-62

نوٹ: اس کے ساتھی بھی اسی قماش کے ہیں سب کو بلا کر اُن کو قسم دے کر اُن سے معلومات کرنی چاہئیں تا کہ آپ کا ادارہ پاک ہو جائے۔

فقط: قاری طفیل

ناظم ''رکن الاسلام'' سے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی التماسِ درگزر

بخدمت جناب ناظم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان' حیر آباد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ ! گزارش ہے کہ کل بروز سوم مورخہ 22-07-63 صبح ''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ'' میں اے ڈی ایم صاحب تشریف لا رہے ہیں موقعہ دیکھنے کے لیے لہٰذا فقیر کل بجائے ۷ بجے کے ۹ بجے حاضر ہوگا۔ اُمید ہے دو گھنٹہ کی تاخیر بجبوری درگذر فرمادیں گے۔ فقط والسلام۔

قاری محمد طفیل نقشبندی 21-07-63

منظور ہے بہتر اجمیری (21-07-63)

ناظم ''رکن الاسلام'' کو قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اطلاعی عرضی

مکرمی جناب ناظم صاحب' رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان حیر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

گزارش ہے کہ کل مورخہ 26-07-63 بروز جمعہ منعقدہ میٹنگ زیر

Marfat.com

صدارت جناب ڈپٹی کمشنر صاحب طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے جلسہ کے لیے جناب کمشنر صاحب حیدرآباد کو صدارت کی دعوت دینے کے لیے آج مورخہ 27-07-63 بروز ہفتہ ۸ بجے کا وقت مقرر ہے۔ لہٰذا فقیر اس سلسلہ میں ۷ بجے سے ۹ بجے تک غیر حاضر رہے گا لہٰذا اطلاعاً عرض ہے۔

فقط والسلام

27-07-63 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

موصول مورخہ 27-07-63 (بہتر اجمیری)

ناظم ''رکن الاسلام'' کو درخواست برائے رُخصت

بخدمت جناب ناظم صاحب' رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدرآباد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ فقیر کو شجاع آباد جلسہ ''دارالعلوم اظہریہ'' اور ''مجلس قرأت'' کے زیرِ اہتمام جائزہ ''حسن قرأت'' میں شرکت کے لیے حاضر ہونا ہے لہٰذا تین یوم کی رُخصت منظور فرما کر مشکور فرما دیں۔ ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار۔ 04-4-64 تا 07-4-64۔

فقط نیاز مند

02-04-64 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

مدرس رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان

ہیرآباد' حیدرآباد

مہتمم ''رکن الاسلام'' کے حضور قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی التماس

بخدمت جناب، واجب الاحترام حضرت قبلہ مہتمم صاحب

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزارش ہے کہ فقیر نے مدرسہ انوار العلوم کے جلسہ میں شرکت کے لیے جو دن گزارے ہیں، وہ فقیر کی رخصتوں سے زائد ہیں، لہٰذا جناب اس کے لیے ناظم صاحب سے سفارش فرمادیں کہ وہ ان ایام سے درگزر فرماتے ہوئے ان کو شمار نہ فرمادیں اور پوری تنخواہ عنایت فرمادیں۔

فقط نیاز مند

23-10-64 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

مدرس، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، آزاد میدان ہیر آباد، حیدر آباد

مہتمم صاحب کا ناظم صاحب سے استفسار

ناظم صاحب لکھیں، کیا فقیر کو قانوناً اس قسم کے درگزر کرنے کا حق ہے؟

محمد محمود عفی عنہ

جواب بحضور مہتمم صاحب

قاری محمد طفیل صاحب، مدرسہ انوار العلوم ملتان کے جلسہ میں مدرسہ رکن الاسلام کی نمائندگی کے لیے آنجناب کی اجازت سے تشریف لے گئے ہیں تو وہ چھٹیاں قابل شمار نہیں ہوں گی بلکہ وہ حاضری میں شمار ہوں گی اور حضور کو قانوناً ایسی رخصت منظور کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

بہتر اجمیری (ناظم)

Marfat.com

مہتمم صاحب کا فیصلہ

تو پھر احقر سفارش کرتا ہے کہ ان ایام کی تنخواہ نہ کاٹی جائے۔ قاری صاحب کو پوری تنخواہ دے دی جائے۔

محمد محمود عفی عنہ

ناظم ''رکن الاسلام'' کو ایک اور اطلاعی عرضی

بخدمت جناب ناظم صاحب' رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان' ہیر آباد حیدر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'!

گزارش ہے کہ ابھی اچانک پولیس ہیڈ کواٹر سے اطلاع آئی ہے کہ آج دن ڈی۔آئی۔جی تقسیم انعامات کے لیے آ رہے ہیں لہٰذا افتتاح کے لیے سات بجے حاضر ہوں' اس لیے وہاں جا رہا ہوں' بعد ازیں نو بجے سٹی مجسٹریٹ صاحب کے ہاں امن کمیٹی بسلسلہ چہلم محرم میٹنگ ہے وہاں حاضر ہو کر مدرسہ میں حاضر رہوں گا لہٰذا اطلاعاً عرض ہے۔ فقط والسلام

12-06-65 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

مدرس' رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان ہیر آباد' حیدر آباد

ناظم ''رکن الاسلام'' کو مدرسین کی مشترکہ درخواست

بخدمت جناب ناظم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'!

گزارش ہے کہ گرمی کی شدت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اوّل تو یہاں

Marfat.com

بجلی کے پنکھوں کا انتظام ہونا چاہیے اور اگر کسی طرح وہ نہ ہو سکے تو کم از کم دستی پنکھے ہی منگوا دیے جائیں تا کہ کچھ تو تسکین حاصل ہو اُمید ہے پنکھے جو بڑے سائز کے ہوں جلد از جلد منگوا لیے جائیں گے اور چند ایک چھوٹے سائز کے بھی ہوں جو طلباء کے کام آسکیں۔ فقط جماعت مدرسین 22-06-65

قاری محمد طفیل ...... دستخط   عبدالمالک ...... دستخط

عبدالمالک ...... دستخط   یار محمد ...... دستخط

کریم بخش ...... دستخط

ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

بخدمت جناب سیکریٹری صاحب' رُکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان ہیر آباد' حیدر آباد

جناب عالی!

گزارش ہے کہ ۹٫۸ ۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء بروز جمعہ' ہفتہ' اتوار' سالانہ جلسہ' انوار العلوم ملتان ہو رہا ہے جس میں فقیر کی حاضری نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی فقیر کی دونوں بچیاں شادی شدہ لاہور میں ہیں' اُن سے بھی ملنا ہے لہٰذا فقیر کو ۹ اپریل سے ۱۴ اپریل تک رُخصت عنایت فرما کر مشکور فرما دیں۔ عین نوازش ہو گی۔ فقط والسلام۔

7-4-66   قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

مدرس' رُکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

بشرف ملاحظہ جناب حضور مہتمم صاحب مدظلہٗ

برائے صدورِ حکم ...... سیکریٹری

درخواست منظور ہے۔

محمد محمود غفرلہٗ

Marfat.com

لاہور جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

۷۸۶

بخدمت جناب واجب الاحترام حضرت قبلہ مہتمم صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ فقیر کو لاہور سے محفل قرأت میں شمولیت کے لیے شرکت کی دعوت دی گئی ہے جو بروز جمعہ شام کو ساڑھے نو بجے شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہو رہی ہے لہٰذا فقیر آج بذریعہ سندھ ایکسپریس عازم لاہور ہو رہا ہے۔

اس لیے بروز اتوار مورخہ ۶۶/۷/۳ سے بروز منگل مورخہ ۶۶/۷/۵ تک رخصت مرحمت فرما دیں تاکہ جو امور ضروریہ ہیں۔ اُن کے متعلق بھی کوشش کی جاوے۔ اُمید ہے منظور فرما کر مشکور فرما دیں گے۔

فقط والسلام

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی — 30-06-66

مدرس شعبہ تجوید رکن الاسلام جامعہ مجددیہ — منظور ہے

آزاد میدان، ہیر آباد، حیدر آباد — محمد محمود غفرلہٗ

سرگودھا جانے کے لیے درخواست برائے رخصت

۷۸۶

بخدمت جناب ناظم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان، ہیر آباد، حیدر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ سرگودھا میں گورنمنٹ کی طرف سے ہمیشہ جشن بہار منایا

جاتا ہے جس کی ابتداء محفلِ قرأت سے ہوتی ہے۔ اس محفل قرأت کے لیے فقیر کو بھی دعوت نامہ موصول ہو چکا ہے جو بروز ہفتہ ۶۸/۳/۲ کو ہے لہٰذا فقیر اسے محفل میں شرکت کے لیے جا رہا ہے اس اس لیے دو یوم یعنی ۶۸ ۳/۲ اور ۶۸/۳/۳ بروز ہفتہ اتوار رُخصت منظور فرما کر مشکور فرماویں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

حیدر آباد

ملتان و بہاول پور جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

۷۸۶
۹۲

بخدمت جناب ناظم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد

حیدر آباد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ ملتان اور بہاول پور میں محافلِ قرأت ہو رہی ہیں جس میں حاضری کے لیے فقیر کو بھی دعوت موصول ہوئی تھی اس لیے مورخہ ۶۸/۳/۱۹ کو ملتان اور ۶۸/۳/۲۰ کو بہاول پور میں محافل ہیں لہٰذا فقیر کو تین یوم یعنی ۶۸/۳/۱۹ تا ۶۸/۳/۲۱ تک کی رُخصت منظور فرما کر مشکور فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

فقط نیاز مند

قاری محمد طفیل نقشبندی' مدرس شعبۂ تجوید وقرأت 18-03-68

"رکن الاسلام" جامعہ مجددیہ' آزاد میدان' ہیر آباد حیدر آباد

فقیر کی عدم موجودگی میں قاری محمد ادریس صاحب یہ خدمت انجام دیں گے۔

Marfat.com

تین یوم کی رخصت منظور کی گئی

18-03-68 بہتر اجمیری

ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

۷۸۶

بخدمت جناب ناظم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدرآباد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ فقیر مدرسہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ پر شرکت کی غرض سے جا رہا ہے لہٰذا تین یوم کی رُخصت منظور فرما کر مشکور فرماویں۔ مورخہ یکم جون تا ۶۸/۶/۳ جون تک تین یوم۔

فقط والسلام

30-05-68 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

حیدرآباد

قاری صاحب کا جامعہ میں حاضر نہ ہونے کا اظہار وجوہ

۷۸۶

محترمی جناب ناظم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدرآباد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ بروز جمعرات مورخہ ۶۸/۱۰/۱۰ کو گورنمنٹ ہائی اسکول میں حیدرآباد کے گورنمنٹ پرائمری اسکولز کے بچوں کا مقابلہ حسن قرأت تھا جس میں فقیر کو آئی۔ ڈی صاحب اسکولز نے بحیثیت فیصل مدعو کیا تھا اور

Marfat.com

مدرسہ سے بلوایا تھا اور یہ مقابلہ بارہ بجے تک قائم رہا لہٰذا فقیر کا وہاں رہنا ضروری تھا اس لیے یہاں واپسی مشکل تھی لہٰذا اُس دن کی حاضری لگائی جائے۔

فقط نیاز مند

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی مدرس رکن الاسلام 12-10-68

جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیرآباد حیدرآباد

آپ حاضری کے دستخط فرمادیں (بہتر اجمیری) 68-10-12 /D

مہتمم ''رکن الاسلام'' کو توجہ طلب مکتوب

٨٦ء

بخدمت جناب مستغنی الالقاب حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ فقیر نے جناب کی زیرِ نگرانی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں بارہ سال شعبہ تجوید وقرأت میں اپنی بساط سے بھی بڑھ کر خدمت کی ہے اور آج تک کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا کہ شاید فقیر کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے جناب خود ہی فقیر کی دل جوئی فرمائیں گے' حالات حاضرہ سے مجبور ہو کر جناب کی توجہ کے لیے یہ درخواست پیش خدمت ہے۔اُمید ہے اس پر غور فرما کر فقیر کے لیے تسلی بخش فیصلہ فرمائیں گے تاکہ فقیر آئندہ اس سلسلہ کو جاری رکھ سکے اور مزید خدمت کر سکے۔ کراچی، لاہور سے مسلسل پیش کش کی جارہی ہے مگر فقیر نے آج تک ان پر

Marfat.com

توجہ نہیں دی۔

فقط نیاز مند

۲۰/۹/۷۲ قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی مدرس شعبہ تجوید و قرأت

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' آزاد میدان' ہیرآباد' حیدرآباد

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے جواب میں مفتی صاحب کی تحریر

پہلا قاری صاحب یہ لکھیں کہ حالاتِ حاضرہ سے مجبور ہو کر جناب کی توجہ کے لیے یہ درخواست پیش کی ہے حالانکہ قاری صاحب کو معلوم ہے کہ حاجی صاحب مرحوم کے بعد سے سلسلۂ آمدنی بند ہے۔ حاجی صاحب کے بعد ہماری نظر قاری صاحب ہی کے اُوپر تھی کہ حاجی صاحب کے قائم مقام امداد کرنے میں پیش پیش اب قاری صاحب ہوں گے کیا ہماری توقع اور اُمید بار آور نہیں ہو گی ایسا نہیں تو بحالتِ مجبوری آیندہ سال سے پچیس روپیہ تنخواہ میں بڑھا دیے جائیں جبکہ مدرسہ آج کل مدد اور عطیات کا مستحق ہے۔

محمد محمود غفرلہ

۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے جواب میں قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر

حاجی صاحب کا خلا تو پُر نہیں ہو سکتا مگر جہاں تک وسائل مدرسہ کا تعلق ہے اس میں اِنشاء اللہ! نہ کمی ہوئی ہے اور نہ ہو گی اس لیے جناب کو فقیر سے جو توقعات اور اُمیدیں وابستہ ہیں اِنشاء اللہ وہ ہرگز مجروح نہیں ہوں گی باقی فقیر کا خدا حافظ ہے۔

بقول شاعر ؎

Marfat.com

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ میخارو! کام اپنا اپنا

مہنگائی کا شکار قاری

22-09-72

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم مکتوب

۷۸۶

بخدمت جناب حضرت قبلہ محترمی و مکرمی مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیرآباد' حیدرآباد

جناب عالی!

گزارش ہے کہ جناب کے حسب الحکم سیکریٹری صاحب نے فقیر سے جو گفتگو کی ہے اس پر جناب کی رضامندی بھی ظاہر فرمائی ہے' فقیر اس پر بالکل مطمئن ہے۔ مورخہ 31-08-74 بروز ہفتہ فقیر مکمل طور پر مدرسہ میں حاضر ہو گیا تھا اور اشتہار چھپنے کے لیے دے دیا گیا تھا جو چھپ چکا ہے ازاں بعد شب برأت کی چھٹیاں تھیں اور آج دن مدرسہ کھل گیا ہے۔ فقیر وقت مقررہ پر حاضر ہو گیا ہے اور آئندہ بھی اوقات مقررہ پر حاضر ہوتا رہے گا' طلباء کا داخلہ ہوتا رہے گا اور فقیر پڑھاتا رہے گا لہٰذا فقیر کا تقرر یکم ستمبر ۱۹۷۴ء سے عمل میں لایا جائے۔

فقط نیازمند

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی حیدرآباد 04-09-74

جناب نے جو فقیر کی تنخواہ بمعہ مہنگائی الاؤنس مبلغ =/۳۰۰ تین صد مقرر فرمائی ہے' فقیر کو بصدق دل منظور ہے۔

فقط قاری محمد طفیل

(04-09-74)

ملتان جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

۷۸۶

بخدمت جناب مہتمم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

جناب عالیٰ!

گزارش ہے کہ مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ جیسا کہ اشتہارات کے ذریعہ جناب کو معلوم ہو چکا ہے مورخہ ۴ تا ۵ اپریل بروز جمعہ ہفتہ منعقد ہو رہا ہے چوں کہ فقیر کی حاضری وہاں ضروری ہوتی ہے امتحانات اور شبرات کی وجہ سے، لہٰذا فقیر وہاں آج مورخہ ۷۵/۴/۳ بذریعہ تیز رو جا رہا ہے چوں کہ یہ فقیر کا جانا مدرسہ کی جانب سے ہوتا ہے اس لیے خیال فرمادیں۔

فقط والسلام

03-04-75 قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

وہاڑی جانے کے لیے درخواست برائے رُخصت

۷۸۶

مکرمی جناب مہتمم صاحب رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

جناب عالیٰ!

گزارش ہے کہ وہاڑی کے قریب مدرسہ انوار غوثیہ سعیدیہ کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد مورخہ ۲۸/۷ کو ہو رہا ہے، چوں کہ اس کا صدر مدرس اپنے مدرسہ کا فارغ شدہ ہے اور اسناد فقیر سے دلانا چاہتا ہے لہٰذا دو یوم ۲۸ تا ۲۹ بروز سومر منگل کی

Marfat.com

رُخصت منظور فرما کر مشکور فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام

27-07-75

نیاز مند قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی

مدرس شعبہ تجوید وقرأت' رکن الاسلام

جامعہ مجددیہ' آزاد میدان' ہیرآباد حیدرآباد

Marfat.com

قطعۂ تقریظ برائے استاذ القراء

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی المعروف بہ رئیس المجودین

دل کی دنیا سے جو قریں ہے وہ
حسن قرأت کا نازنیں ہے وہ

صورتِ ہادی تھی جس کے لہجے میں
ایک آوازِ دلنشیں ہے وہ

نور قرآں کا بھر گیا دل میں
اس حوالے سے جو حسیں ہے وہ

قرأتوں کے جہاں کا سرمایہ
ناز دنیا و فخر دیں ہے وہ

سارے قرأ کو ناز ہے جس پر
ہاں وہی ناز آفریں ہے وہ

نام قاری طفیل ہے جس کا
لحنِ داوٗد کا امیں ہے وہ

ہاتف غیب نے کہا خالدؔ
ہاں رئیس المجودین ہے وہ

خالد محمود خالد نقشبندی مجددی
نعت گو شاعر، کراچی
۲۷ر جمادی الثانی، ۱۴۲۹ھ
۲ر جولائی بروز بدھ، 2008ء

Marfat.com

باب دہم

نادر اشیاء اور تصاویر

Marfat.com

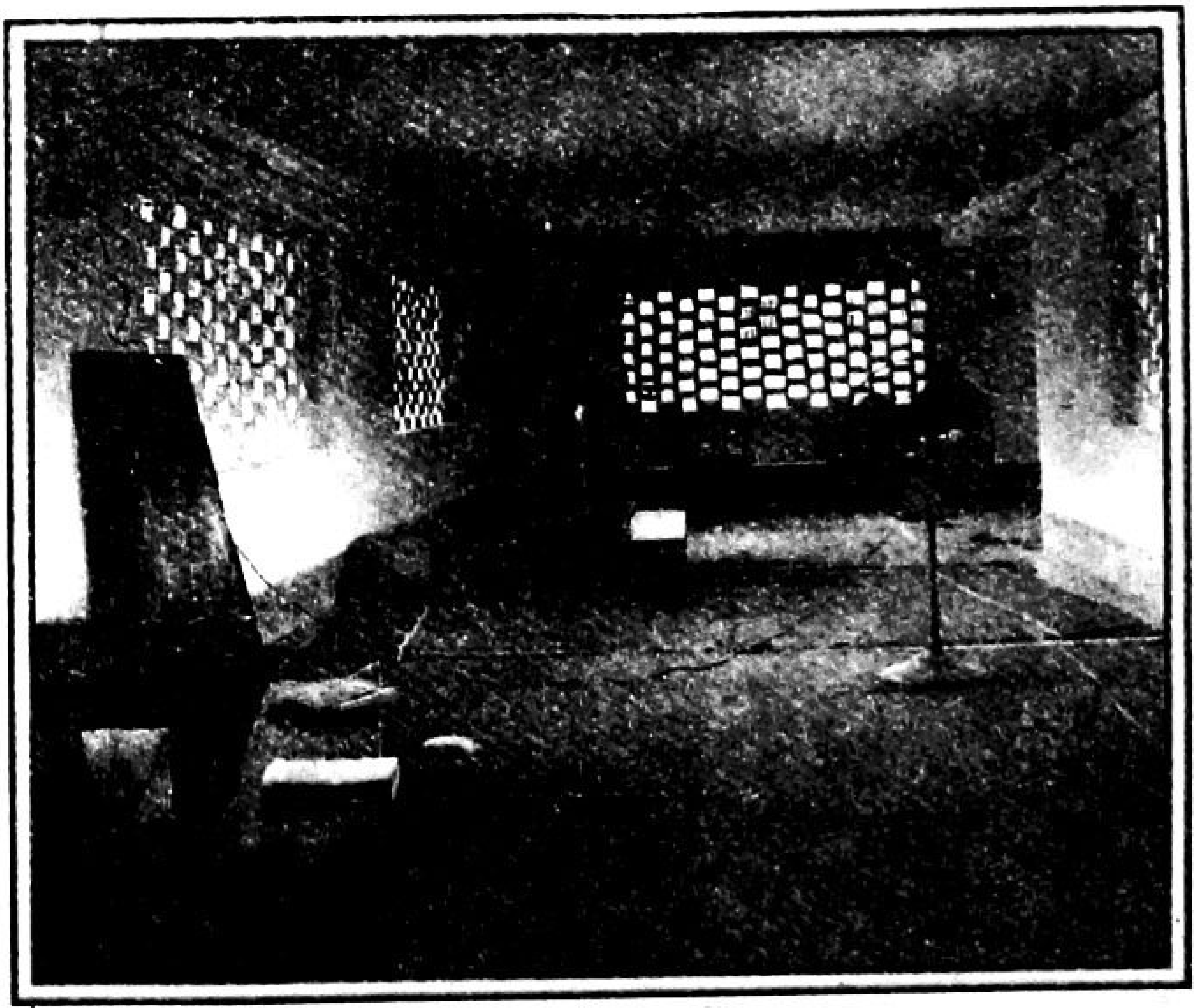

امام القراء حضرت الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مدرسہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ ہیرآباد
حیدرآباد میں پڑھانے کی جگہ

Marfat.com

امام القراء مدرسہ رکن الاسلام کی دستار بندی میں قاری محمد رمضان کو سند قرأت اپنے دست مبارک سے دے رہے ہیں
عقب میں علامہ عبد المصطفیٰ الازہری حکیم مشاق حیدری موجود ہیں

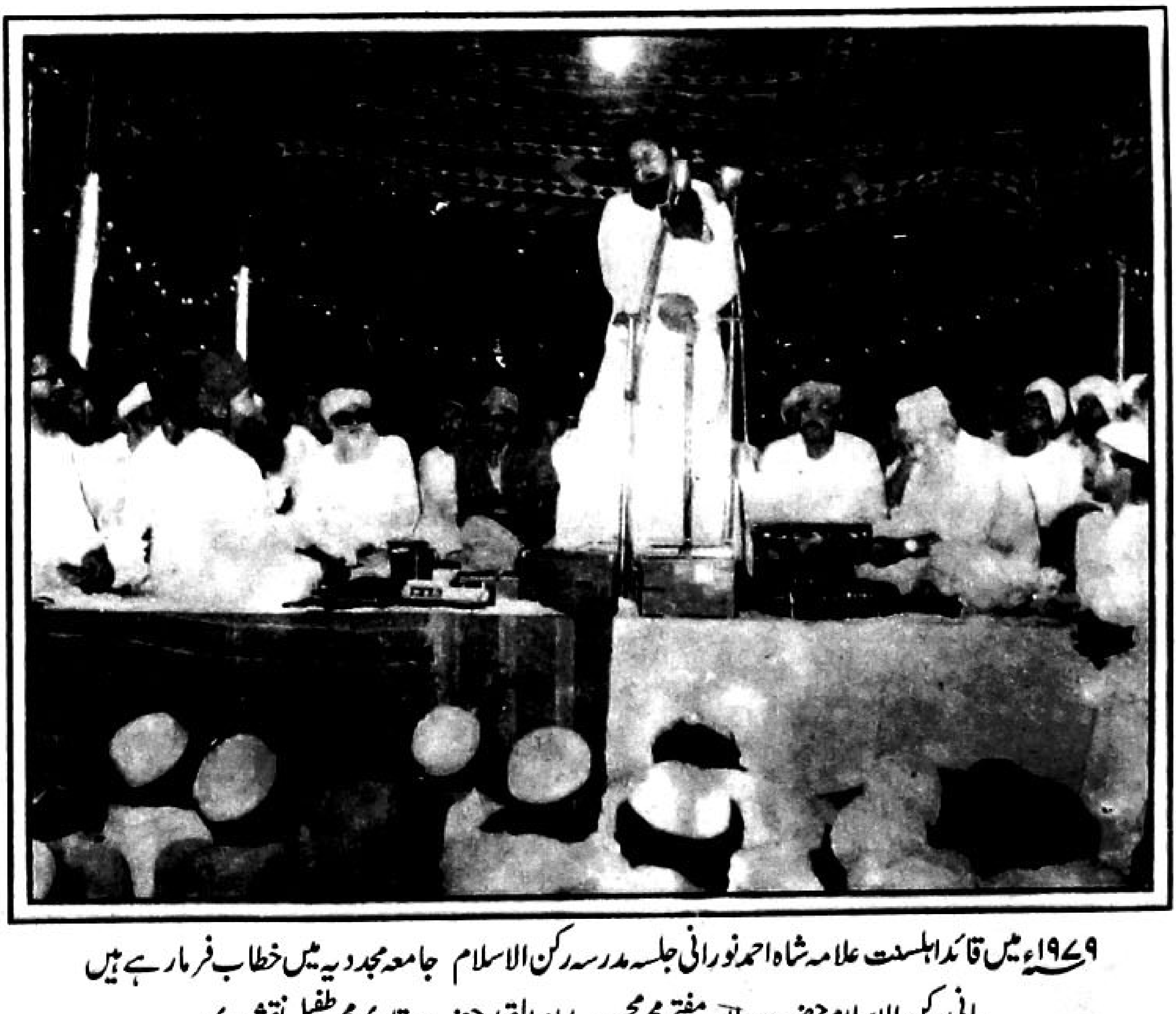

۱۹۷۹ء میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی جلسہ مدرسہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں خطاب فرمارہے ہیں
بانی رکن الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد محمود، امام القراء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی
اور دیگر علماء کرام موجود ہیں (بشکریہ: ڈاکٹر زبیر صاحب)

ظل سبحانی حضرت آقا پیر ایرانی صبغۃ اللہ شاہ صاحب نقشبندی مدظلہ،
دار العلوم و جلسہ تقسیم اسناد کے اختتام پر دعا فرما رہے ہیں مورخہ ۱۹۶۲-۳-۵

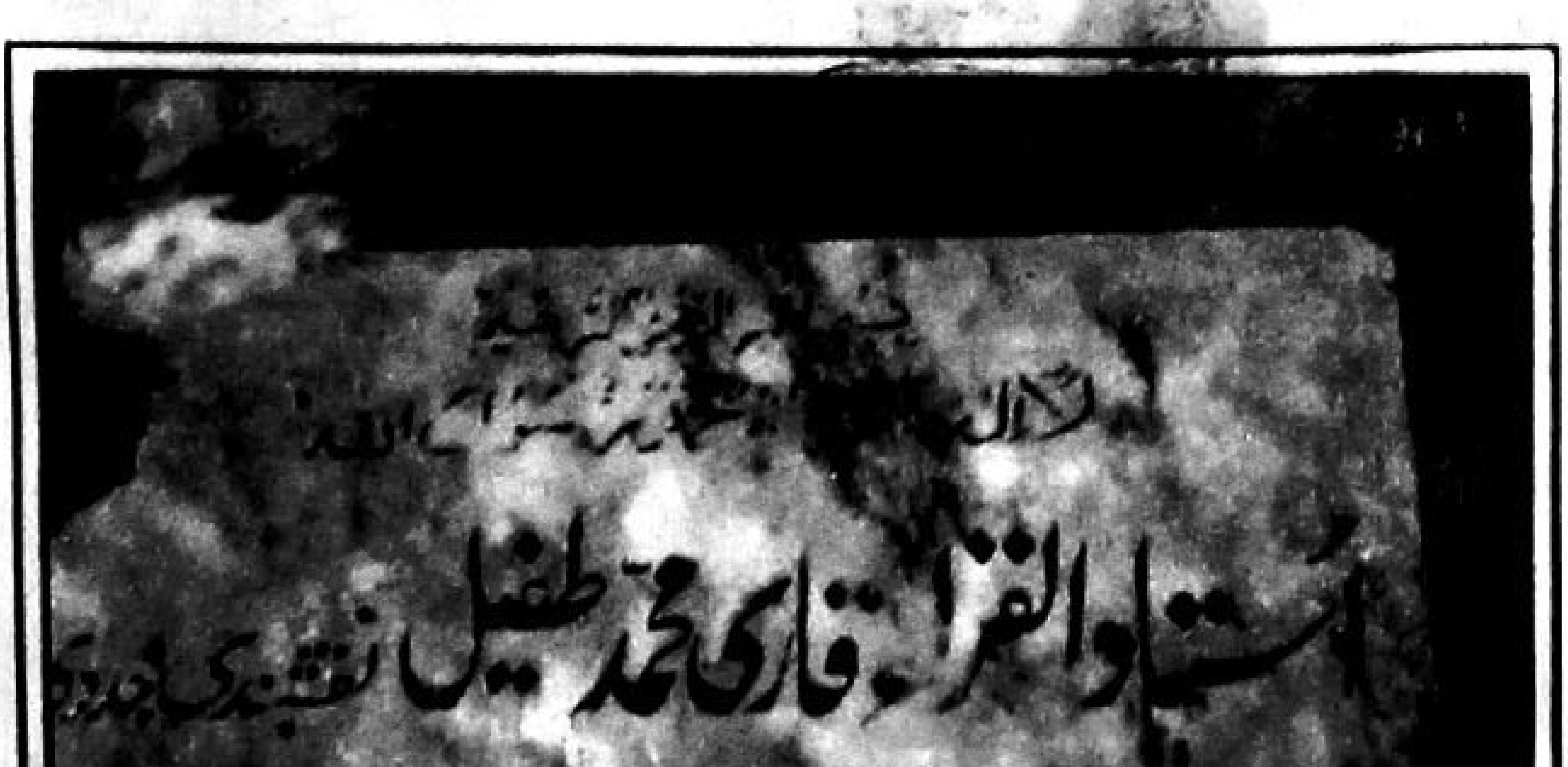

استاذی المکرم قبلہ قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی کی آخری آرام گاہ

Marfat.com

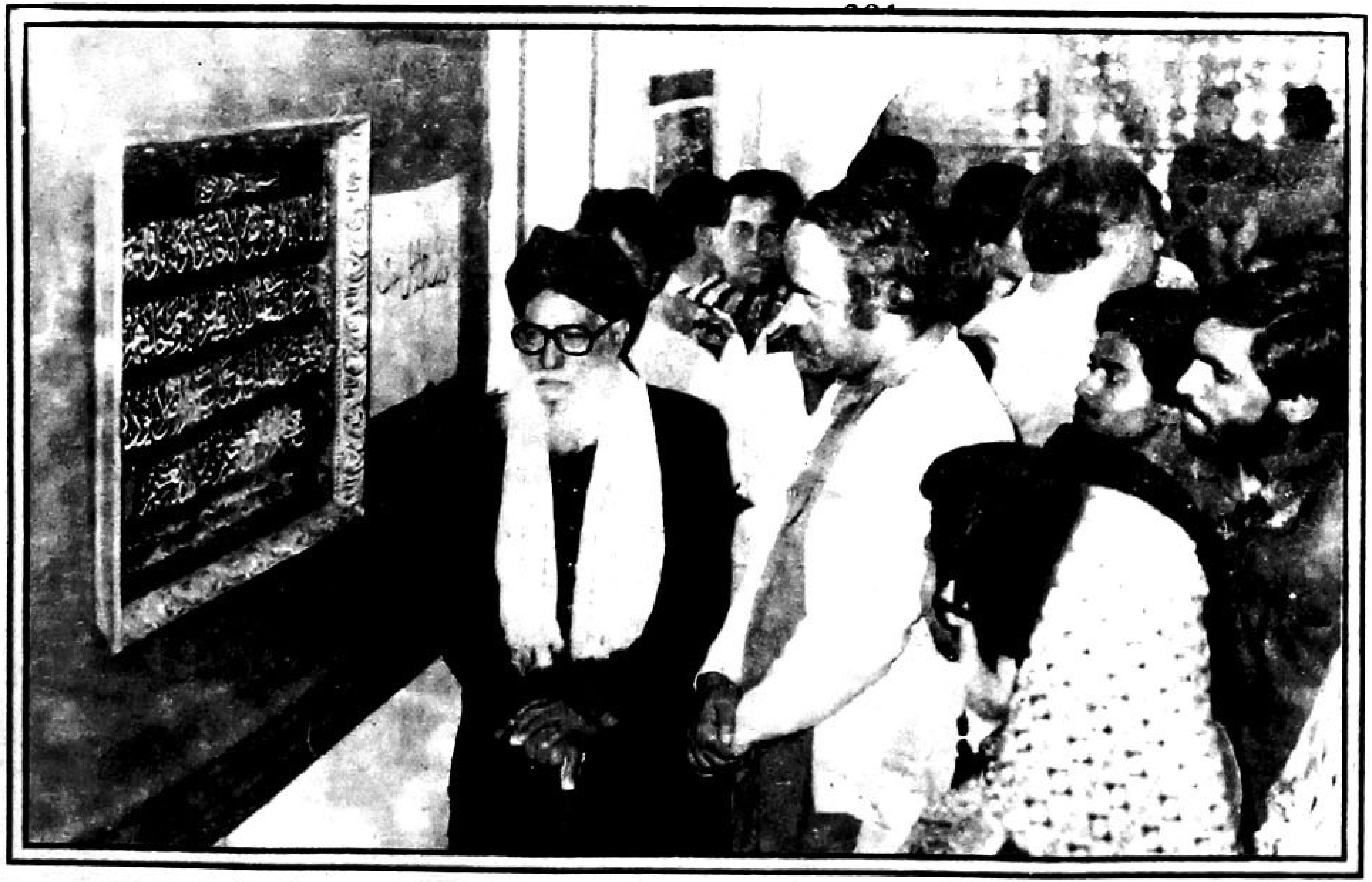

استاذ القراء قبلہ قاری محمد طفیل نقشبندی اور ڈپٹی کمشنر حیدر آباد میوزیم میں قرآن پاک کی خطاطی کی نمائش دیکھتے ہوئے

Marfat.com

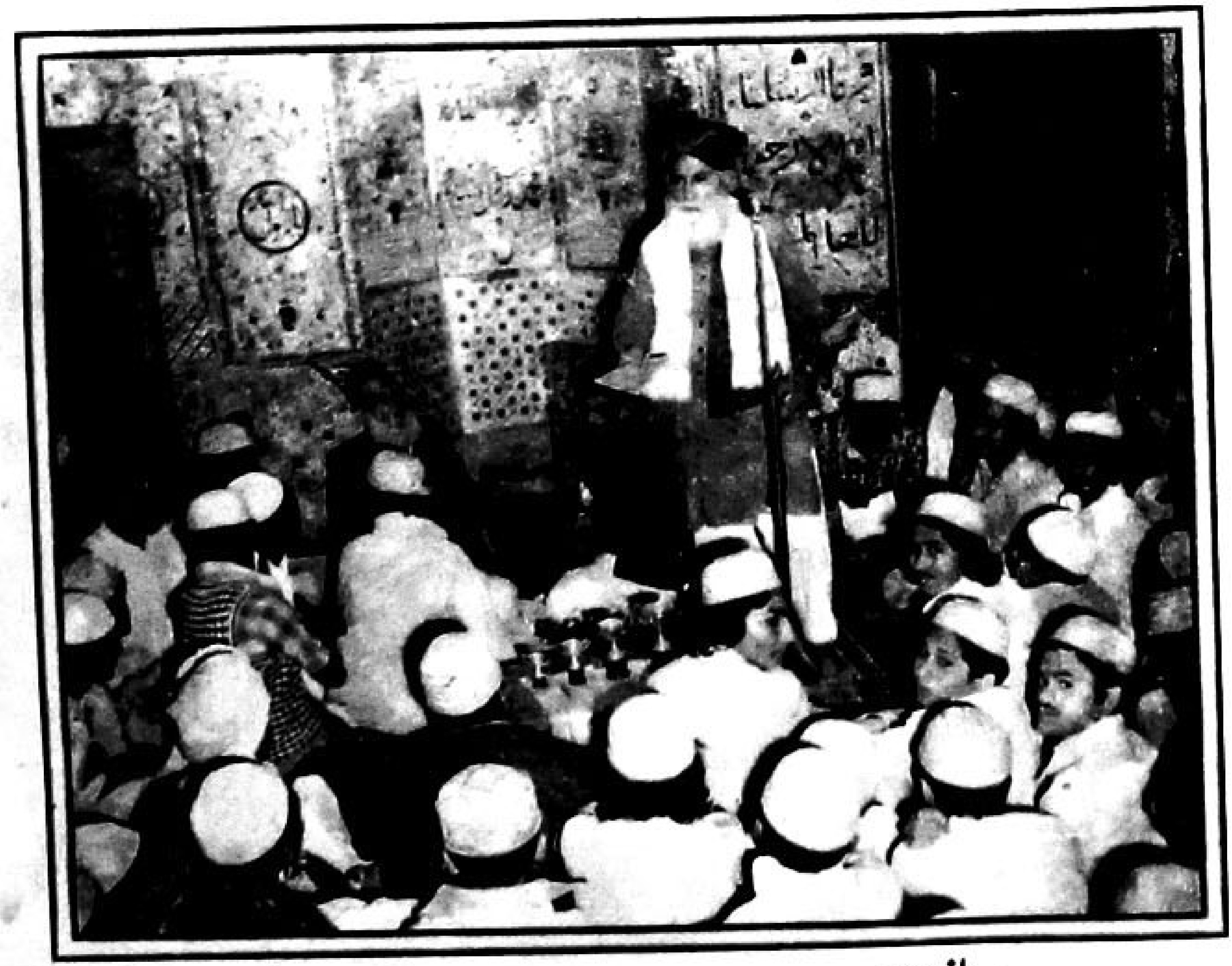

قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی مدرسہ کا تعارف اور اس کی کارکردگی پر
روشنی ڈال رہے ہیں

Marfat.com

الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی سرپرست اعلیٰ استاد الاساتذہ
کی دستار بندی کی گئی

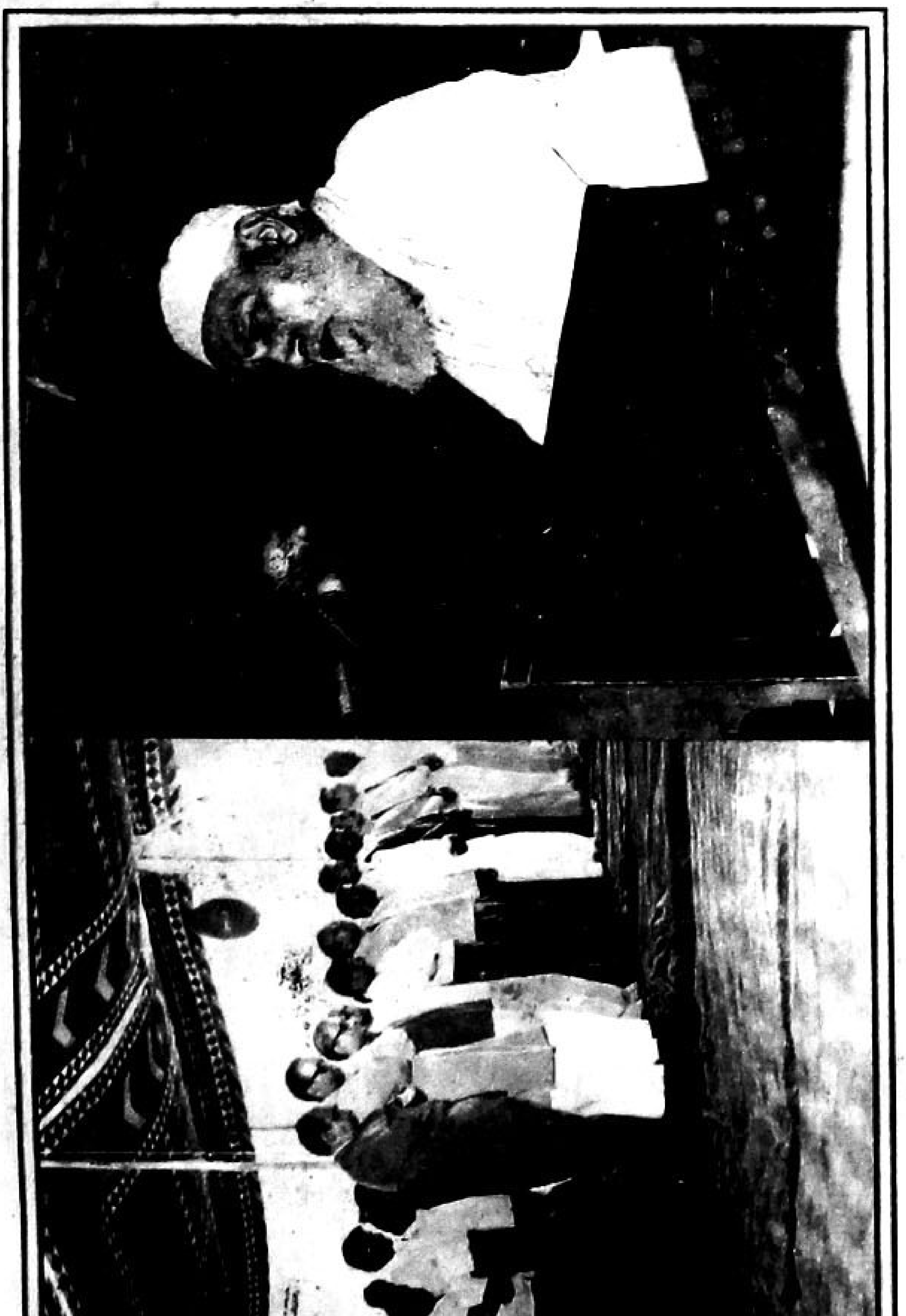

Marfat.com

بانی و مہتمم قاری محمد طفیل نقشبندی دار العلوم کی طرف سے جناب عرفان احمد صاحب
امتیازی سی۔ایس۔پی کی خدمت میں قرآنی قطعات پیش کر رہے ہیں

قاری محمد طفیل نقشبندی بانی مہتمم دار العلوم القرآنیہ رحمانیہ
جناب نصرت حسن صاحب دویژنل کمشنر حیدر آباد کو سنگ بنیاد رکھنے پر
ان کے نام کا طغری جو قاری صاحب نے خود لکھا پیش کیا

Marfat.com

قطعہ تقریظ

برائے استاذ القراء حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی
المعروف بہ رئیس المجودین رحمۃ اللہ علیہ

دل کی دنیا سے جو قریں ہے وہ — حسن قرأت کا نازنیں ہے وہ
صوت ہادی تھی جس کے لہجے میں — ایک آواز دلنشیں ہے وہ
نور قرآں کا بھر گیا دل میں — اس حوالے سے جو حسیں ہے وہ
قرأتوں کے جہاں کا سرمایہ — نازِ دنیا و فخرِ دیں ہے وہ
سارے قرا کو ناز ہے جس پر — ہاں وہی ناز آفریں ہے وہ
نام قاریِ طفیل ہے جس کا — لحنِ داوٗد کا امیں ہے وہ

ہاتفِ غیب نے کہا خالدؔ
ہاں رئیس المجوّدیں ہے وہ

خالد محمود خالدؔ نقشبندی مجدّدی
نعت گو شاعر، کراچی
۲۷۔ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ ۲۔ جولائی ۲۰۰۸ء بروز بدھ

Marfat.com